

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ
والہ وسلم

یا اللہ
یا علی

مَکُوْلًا لَمْ یَبْعَثْ فِی الْأَمِیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُو عَلَیْهِمْ آیَاتِکَ وَیُزِکِّرُهُمْ (القرآن)
اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے انہیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک فرماتا ہے
○

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًا مَّهْدِیًّا وَاهْدِکَ وَاهْدِیْکَ (الحديث)
اے اللہ تعالیٰ معاویہ کو ہدایت دینے والا، ہدایت قائم رکھنے والا رکھ اور
اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت بھی عطا فرمانا۔

البشارات العالیہ
لن احب
سیدنا امیر معاویہ
العرفہ

منہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حسب الزناد قدوة الاصفياء سراج الاولياء قيوم العصر حضور آقائے نعمت
ب ت ج السيد محمد باقر علی شاہ بخاری مجددی کیلانی
جناب حضرت الحاج سید محمد باقر علی شاہ بخاری مجددی کیلانی
ذیاب سجادہ استاذہ عالیہ حضرت کیلانی نوالہ شریف

از قلم حقیقت رقم

محقق علامہ حافظ شفقات احمد منقشبندی
مجددی کیلانی حفظہ اللہ عالیہ

دار التبلیغ، اساتذہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نور حضرت کیلانی نوالہ شریف (گوجرانوالہ)

فہرست مضامین

تقدیم حضور قبلہ حضرت صاحب
مدظلہ
صرح تاج

صدرا بابت

بصطفوی فیصلہ نہ ماننے والا

معنون۔ بنام حیدر کرار رضی اللہ عنہ ۲
فرمان تاجدار سیالی شریف ۳ تاجدار گورہ شریف ۴
خواجہ غلام فرید ۵

باب ۱

۳۱ مومن نہیں ہوتا

صحابہ کی شان قرآن کی زبان ۶

۳۱ ایمان امیر معاویہؓ پر مہر حیدریؓ

صحابہ افضل الامت ہیں ۹

۳۲ منکر صحابہ کافر

صحابہ اور انکے متبعین پر خدا راضی ۱۰

۳۲ اصحاب النار کے الفاظ کی وضاحت

ایمان صحابہ، معیار ایمان ۱۰

جناب رسول اللہؐ اور جناب علیؓ

صحابہ کے گناہ معاف ہوں گے ۱۱

پر اعتراض آتا ہے ۳۲

صحابہ امتحان تقویٰ میں کامیاب ۱۲

حضورؐ نے تمام منافق نکال دیئے ۳۲

صحابہ کی ایک گھڑی غیر صحابی

صحابہ اسلام کی لہلہاتی فصل ہیں ۳۸

کی تمام عمر سے افضل ۱۲

روزِ محشر صحابہ نوروں میں گھرے ہونگے ۴۱

صحابہ کے دل ایمان سے معمور ۱۲

نعت خوان اور خطیب صاحبان

صحابہ کو کفر، فسق اور عصیان

کے متعلق ایک گزارش ۴۲

سے نفرت ۱۳

مذکورہ باب کے تحت دعوت انصاف ۴۲

تمام صحابہ ہدایت والے ۱۳

باب ۲

تمام صحابہ یقینی جنتی ۱۳

صحابہ کی شان حدیث کی زبان ۴۸

صحابہ کو حضورؐ نے پاک فرما دیا ۱۹

صحابہ کا دشمن حضورؐ کا دشمن

ایمان والے آپس میں لڑیں

اور دوزخی ۵۰

تو کافر نہیں ہو جاتے ۲۰

صحابہ کے دشمن پر لعنت کرو ۵۱

شام صحابہ سے مکمل بائیکاٹ کا حکم ۵۲

المحابة کا ہمدردی ص ۷۱

باب ۳

شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ص ۷۲

آپ کا نسب حضور سے ملتا ہے ص ۷۳

آپ حضور کے سالہ صاحب ہیں ص ۷۴

آپ حضور کے کاتب وحی تھے ص ۷۵

سیدہ ام حبیبہ کا نکاح ص ۷۶

حضور کا فرمان اپنے سسرال کے متعلق ص ۷۷

حضور کا فرمان اپنی دامادی

کے متعلق ص ۷۸

امیر معاویہ اللہ اور رسول کے پیارے ص ۷۹

آپ اور آپ کے محب اللہ

رسول اور ملائکہ کے پیارے ص ۸۰

آپ تمام مومنوں کے مامون جان ص ۸۱

حضور کا آپ کے لئے دنیا و

آخرت کے لئے دعا فرمانا ص ۸۲

حضور کی مختلف دعائیں ص ۸۳

حضور کا آپ کی مضبوط

حکومت کی دعا فرمانا ص ۸۴

امیر معاویہ زبان نبوی اللہ کے ولی ص ۸۵

آپ کے دشمن کیلئے آگ کا طوق ص ۸۶

ایک غیر منصفانہ نظریہ اور

اس کا جواب ص ۵۳

صحابہ کے متعلق فرمان حیدر کرار ص ۵۴

صحابی کی ایک گھڑی غیر صحابی

کی تمام زندگی سے بہتر ص ۵۵

گستاخ صحابہ کے متعلق امام مالک کا فتویٰ ص ۵۶

گستاخ صحابہ کے متعلق فرمان نبوی ص ۵۷

ایک عام ولی کے دشمن سے

اللہ کا اعلان جنگ - تو - ص ۵۸

شیعہ مفسر کا اعلان قبول حق ص ۵۹

تمام صحابہ کے متعلق اہلسنت

کا اجتماعی عقیدہ ص ۵۸

فرمان نبوی - گستاخ صحابہ آپ

کی بارگاہ کا مردود ص ۵۹

اللہ کا پیارا حکم خداوندی سے

کائنات کا پیارا ص ۶۱

توحید جبریلی اور توحید ابلیسی ص ۶۲

منکرین اولیاء کو مخلصانہ مشورہ ص ۶۵

صحابہ کرام امت کیلئے باعث امن ص ۶۶

تمام صحابہ دوزخ سے مامون ص ۶۸

تمام صحابہ نجوم ہدایت ص ۶۹

بزبان نبوی آپ پر دوزخ حرام ص ۸۸
 آپ بزبان نبوی۔ جنتی ص ۸۹
 آپ کو بیعت رضوان کا شرف ملنا ص ۸۹
 آپ حضور کے راز دار ص ۹۱
 بزبان نبوی آپ کے جنتی ص ۹۱
 یہ حبش اولیٰ سترہ میں گیا ص ۹۳
 یزید ملعون اس میں شامل نہیں تھا ص ۹۳
 امیر معاویہ کا ایمان لانا ص ۹۴
 امیر معاویہ غزوہ حنین میں شامل ص ۹۵
 امیر معاویہ قتل مسلمہ میں شامل ص ۹۶
 بخاری اور مسلم میں آپ کی روایتیں ص ۹۸
 حضرت عمار کی شہادت ص ۹۹
 فرمان حیدر کرار۔ دونوں طرف واکجنتی ص ۱۰۱
 لشکر امیر معاویہ اور فیصلہ مرتضوی ص ۱۰۱
 امیر معاویہ کا مطالبہ صرف خون عثمان کا تھا ص ۱۰۲
 امارت امیر معاویہ اور فرمان حیدری ص ۱۰۲
 حیدر کرار کا شامیوں پر لعنت
 سے منع فرمانا ص ۱۰۳
 فرمان رسالت۔ دونوں گروہ ایمان والے ص ۱۰۳
 حسنین کریمین نے آپ کی بیعت کر لی ص ۱۰۳
 مسلمان اور مؤمن کے الفاظ سے دھوکا ص ۱۰۴

امام حسن نے امیر معاویہ کو خلافت دی ص ۱۰۵
 جناب علی نے امیر معاویہ سے صلح کر لی ص ۱۰۵
 امام حسن کی بیعت امیر معاویہ پر ترغیب ص ۱۰۶
 جو مشہور ہے وہ اکثر غلط ہے ص ۱۰۷
 امام شافعی کا ایک قول نہیں ص ۱۰۷
 امیر معاویہ خلافت علی تسلیم کرتے تھے ص ۱۰۸
 امیر معاویہ پر بھونکنے والا دوزخ کا کتا ص ۱۱۰
 فرمان غوث الاعظم معاویہ رضی اللہ عنہ ص ۱۱۳
 کیا حضور نے آپ کو کوئی بد دعا دی تھی ص ۱۱۳
 سیدہ عائشہ کا وصال شریف ص ۱۱۶
 چند فرمودات حضور مجدد الف ثانی ص ۱۱۹
 حضور داتا صاحب کا عقیدہ ص ۱۲۱
 جناب عمر بن عبد العزیز کا مشاہدہ ص ۱۲۲
 جناب امام حسین کی دعا ص ۱۲۳
 جناب امام حسن کا عزم صلح ص ۱۲۳
 جناب عمر بن عبد العزیز کا عقیدہ ص ۱۲۳
 امیر معاویہ کا ایک دن عمر بن عبد العزیز کی زندہ کی بہرہ ص ۱۲۴
 جناب ریح بن نافع کا حکیمانہ فرمان ص ۱۲۴
 حضور قبلہ حضرت صاحب دامت
 برکاتہم اقدسہ کا فرمان ہدایت
 نشان و مشاہدہ ذاتی ص ۱۲۵

امیر معاویہؓ کی عسکری خدمات ص ۱۳۱
 عہد نبویؐ میں آپ کی عسکری خدمات ص ۱۳۱
 عہد صدیقیؓ ص ۱۳۱
 عہد فاروقیؓ ص ۱۳۲
 عہد عثمانیؓ ص ۱۳۳
 عہد رضویؓ ص ۱۳۳
 امام حسنؓ اور خلافت امیر معاویہؓ ص ۱۳۵
 عہد امیر معاویہؓ میں فتوحات ص ۱۳۵
 آپ کے متعلقہ چند فرامین مقدسہ ص ۱۴۰
 فرامین خدا، فرامین نبویؐ و صدیقیؓ ص ۱۴۰
 فرامین فاروقیؓ، عثمانیؓ و حدیریؓ ص ۱۴۱
 فرامین حسن مجتبیؓ و شہید کربلاؓ ص ۱۴۲
 فرامین ام المومنینؓ عمر و مصطفیٰؐ ص ۱۴۳
 فرامین ابن عمرؓ ص ۱۴۳
 فرامین ابوہریرہؓ، انس بن مالکؓ، ابوذرؓ ص ۱۴۵
 فرامین ابو موسیٰؓ، ابن عباسؓ، سعدؓ، شدادؓ ص ۱۴۶
 فرامین عمرؓ، قبیصہؓ، زیدؓ، واثلہؓ ص ۱۴۷
 فرامین سعیدؓ، خلیفہؓ، سعیدؓ، ابوبکرؓ ص ۱۴۸
 فرامین ۳۰۰ صحابہؓ، ام حرامؓ، سخاکؓ ص ۱۴۹
 فرامین کعبؓ، صحابہؓ کی مرویات ص ۱۵۰
 ابن مسیبؓ، فضلؓ، مجاہدؓ، یزیدؓ، ابو جلد ص ۱۵۱

امام حفصؓ، امام اوزاعیؓ، عمر بن عبد العزیز ص ۱۵۲
 جناب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ص ۱۵۳
 عمر بن شریحؓ، فضل بن عنبسہ ص ۱۵۴
 وکیعؓ، عبدالرحمانؓ، ربیع بن نافع ص ۱۵۵
 سلیمانؓ، ابن عمرانؓ، تابعین کی مرویات ص ۱۵۶
 امام مالکؓ، امام احمدؓ، غوث اعظمؓ ص ۱۵۷
 دانا صاحبؓ، امام ربانیؓ، امام بخاری ص ۱۵۸
 امام مسلمؓ، نبراسؓ، خفاجیؓ، ابوطاہرؓ، ابن قیم ص ۱۵۹
 ابن حجرؓ، ابن کثیرؓ، طبریؓ، حتمیؓ، عبدالحقؓ، اعلم ص ۱۶۰
 صدر الشریعہ مولانا محمد علی قادریؓ ص ۱۶۱
 مولانا رومؓ ص ۱۶۲
 نوویؓ، علی قاریؓ، محمد کبشی ص ۱۶۳
 حضور پیر سیالؓ، خواجہ غلام فریدؓ ص ۱۶۴
 تاجدار گولڑہؓ، نائب سرکار کیلانی مدظلہ ص ۱۶۵
 سیدنا امیر معاویہؓ کی عمر و وفات ص ۱۶۶
 اہل خانہ اور نرید کو وصیت آخری ص ۱۶۷
 خدا سے دعا، آپ کا جنازہ و تبرکات، وفات ص ۱۶۸
 کونڈول کی حقیقت، از مولف ص ۱۶۹
 دعوت و ارشاد ص ۱۷۰
 عقل و نقل کی روشنی میں دعوت فکر ص ۱۷۱
 وصیت نامہ حضور قبلہ حضرت صاحب مدظلہ ص ۱۷۹

پند و نصائح ج

از حضور آقائے نعمت، قیوم زمانی، پاسبان مسلک حضور مجدد الف ثانی، قسیم فیض اعلیٰ حضرت شیر ربانی، امین فیض سرکار کیلانی، مجدد مسلک اہل سنت و جماعت، قاطع و ماجیٰ خارجیت و رافضیت حضور قبلہ عالم ابوالعظمت الحاج السید محمد باقر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم القدسیہ و ہدیت فیوضہم زریب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیلیا نوالہ شریف۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَوَّرَ قُلُوبَ الْعَارِفِينَ بِنُورِ مَحْرِفَتِهِ وَفَضَّلَ أَحْوَالَ الْمُحِبِّينَ عَلَى الْعَالَمِينَ بِكَمَالِ فَضْلِهِ وَحِكْمَتِهِ وَأَفْضَلَ الصَّلَواتِ وَأَكْمَلَ التَّجَيَّاتِ عَلَى صَاحِبِ الشَّرِيعَةِ الْقَرَّاءِ وَالسُّنَّةِ الزَّهْرَاءِ الَّذِي كَانَ نَبِيًّا وَآدَمَ بَيْنَ الطِّينِ وَالْمَاءِ وَعَلَى آلِهِ الْعُظَمَاءِ وَأَصْحَابِهِ الْأُمَنَاءِ وَأَوْلِيَاءِ أُمَّتِهِ الْوُسطَاءِ وَعُكَلَمَاءِ مِلَّتِهِ الْأَصْفِيَاءِ وَأَتْبَاعِهِ الْخُلَصَاءِ وَأَشْيَاعِهِ التَّجَبَّاءِ وَوَحِيَّتِهِ الْحُسَنَاءِ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ - أما بعد فاعوذ بالله من الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

اے عزیزِ طریقت۔ بطورِ تحریثِ نعمت اور برائے اکتشافِ نسبت و معرفت اور علی وجہ التَّشْكُرِ بیان کرتا ہوں کہ جب مولائے ذوالجلال والا کرام نے مجھے دولتِ روحانیت و نسبتِ بزرگانِ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نصیب فرمائی۔ اس کا احوال کچھ اس طرح ہے۔

اس وقت میری عمر تقریباً بیس برس کے لگ بھگ تھی۔ جب میں پہلی بار اپنے آقا و مولا، قبلہ و کعبہ حضور فیض گنجور جناب قبلہ والد ماجد حضور السیم

پیر نور الحسن شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی کیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ
مجاز و مراد اعلیٰ حضرت قطب زمانی۔ عاشق یزدانی حضور قبلہ عالم میاں شیر محمد صاحب
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں با وضو ہو کر باقاعدہ طور پر سلسلہ عالیہ میں
داخل ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا تھا۔ اہل اللہ کا ایسا قدرتی رعب ہوتا
ہے کہ میں باوجود آپ کا حقیقی فرزند و لبند ہونے کے بھی آپ کے سامنے اظہار
تمنا کی جرأت نہ کر سکا۔ پھر دوسرے دن بھی اسی طرح دل میں مصمم ارادہ لے کر حاضر
بارگاہ ہوا۔ لیکن حروف دل زباں پر نہ لاسکا۔ لیکن جب تیسرے دن اسی ارادہ
سے شرف زیارت و صحبت سے مشرف ہوا تو آپ نے میری بے کسی دیکھ
کر خود ہی کرم فرمائے کا ارادہ فرمایا اور کمال شفقت سے لب عنبریں گویا ہوئے
فرمایا۔ ”بیٹا ایسے طراں ای کدوں تیک سنگداری ہویں دا۔“ پھر آپ مجھے ساتھ
لے کر اپنی بیٹھک شریف میں تشریف فرما ہوئے اور مجھے سامنے بیٹھا کر اتنی
توجہ فرمائی اتنا کرم فرمایا کہ اس کا کیفیت و سرور تو آج تک میرے لوں لوں میں
سمایا ہوا ہے لیکن اس کیفیت کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جاسکتا۔ کیونکہ
وہ کیفیت الفاظ میں بیان ہو ہی نہیں سکتی۔ مجھ پر رقت کا عالم طاری تھا۔
اور پھر آپ نے کمال کرم فرماتے ہوئے مجھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ
مجددیہ میں داخل فرمایا۔ اور کرم بالائے کرم فرماتے ہوئے مجھے تمام اسباق
طریقت بھی عطا فرمادیئے۔ اس طرح آپ نے مجھے کچھ سے کچھ بنا دیا۔

فالحمد للہ علی ذالک۔ اللہم زدہ فزدا

اس کے بعد دو سال تک تو مجھ پر مسلسل رقت کی کیفیت طاری

رہی۔ اور آپ نے جب مجھے دولت روحانی سے نوازا تھا تو یہ حملہ بطور
خاص ارشاد فرمایا تھا ”بیٹا اگر تو دین کا بیٹا بنا تو ٹھیک ہے اور اگر دنیا کا بیٹا

بنا تو پھر ایسے بیٹوں کی انہیں کوئی ضرورت نہیں۔“

حضور والا شان نے مجھے دین کا بیٹا بنانے کا جو شرف عطا فرمایا تھا۔ اور خصوصیت کے ساتھ دین کا بیٹا بنے رہنے کا جو حکم ارشاد فرمایا تھا یہ سلسلہ عالیہ کی سب بہاریں اور آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ لوریہ حضرت کیلیانوالہ شریف کی طرف سے حقانیت مذہب مہذب اہل سنت و جماعت، تعلیمات امام ربانی، روشنیات اور روحانیت میں کتب کثیرہ کی تصنیف اور اشاعت یہ سب کچھ آپ ہی کی نگاہ فیض اور وصیت مبارکہ کا نتیجہ ہے۔ روشنیات میں تحفہ جعفریہ (۵ جلدیں) عقائد جعفریہ (۵ جلدیں) فقہ جعفریہ (۵ جلدیں) جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کی حقیقت (۲ جلد) تعارف حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما اور مناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ الحمد للہ۔ روشنیات پر ۱۸ جلدوں پر مشتمل ایسی جامع و مدلل و مسکت کتاب کئی صدیوں سے نہ لکھی گئی تھی اور غالباً مستقبل میں بھی کئی صدیوں تک نہ لکھی جائے گی۔ روحانیت میں مسلک امام ربانی۔ مناقب اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کردار نیر، علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جواز الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز، جشن عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت، آداب شیخ۔ ۱۲ ربیع الاول شریف تاریخ ولادت نبوی ہے، تحقیق رفع یدین اور کئی دیگر کتب و رسائل آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کی طرف سے لکھوائے اور چھپوائے جا چکے ہیں اور مجدد اللہ طریقت و شریعت کی اس نورانیت سے ہمیشہ ہمیشہ گمراہی و تاریکی کا فور ہوتی رہے گی۔ (ہمنا تقبل منا انک انت السميع العليم)

اس کتاب کا موضوع کاتب وحی، خالوئے امت، صحابی رسول جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل مناقب ہیں۔ میرا زندگی بھر کا مشاہدہ ہے کہ جو بھی اہل اللہ پر اعتراض کرتا ہے ضرور گمراہ ہو جاتا ہے۔ اور اس ضمن میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور تمام اولیاء کرام کسوتی ہیں۔ جو کوئی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے بالآخر ضرور رافضی ہو کر مرے گا اور جو اولیاء کرام کی شان میں گستاخی کرے گا بالآخر خارجی ہو کر مرے گا۔

نعود باللہ من ذالک وادرقنا حیرہم

کیونکہ اولیاء کرام کے ولی بننے میں حضرت علی المرتضیٰ شہنشاہ ولایت مظہر العجائب والغرائب مشکل کشائی فرماتے ہیں اس لئے اولیاء اللہ آپ کے محبوب ہیں اور جو کوئی بھی حضرت شہنشاہ ولایت رضی اللہ عنہ کے محبوبوں کی شان میں گستاخی کرے گا اس کا خاتمہ خارجیت پر ہوگا۔

(نعود باللہ من ذالک)

میرے آقا و مولا، میرے قبلہ کونین، کعبہ دارین، حضور سیدی و سندی حضور والدی ماجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و قدس سرہ العزیز نے مجھے جو دین کا بیٹا بننے کا حکم فرمایا تھا اسی حکم کے پیش نظر میں نے اپنا وصیت نامہ اپنی زندگی میں ہی لکھوا دیا ہے اور وسیع پیمانے پر چھپوا کر تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں میں نے اپنی تمام جسمانی و روحانی اولاد کے لئے واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آل پاک و اہل بیت پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کی بھی گستاخی، بے ادبی اور مخالفت کرنے والے کی نسبت نقش بند یہ مجیدیہ فوراً سلب ہو جائے گی۔ اور اس کا ہمارے سلسلہ علیہ سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ بلکہ کسی بھی سلسلہ کی نسبت باقی نہیں رہ سکتی۔

جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مبارکہ کے متعلق بے باکی
بے ادبی اور گستاخی سے بات کرنا تو دور کی بات ہے۔ دھیان رکھنا چاہیئے
کہ یہاں تو ہلکی سی لغزش بھی باعث عذاب بن جاتی ہے مگر جس پر خدا تعالیٰ رحم و
کرم فرما دے تو اس کو فوراً تائب ہو جاتی ہے اور خدا کے فضل سے اس کو توبہ
کی توفیق ہو جاتی ہے۔ اس حقیقت کو روز روشن کی طرح واضح کرنے کے
لئے اپنا ایک ذاتی واقعہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ پڑھیں اور عبرت حاصل کریں۔

میرے آقا و مولا قبلہ عالم حضور والد ماجد صاحب عرس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
وصال شریف کے چند ماہ بعد کی بات ہے کہ ایک بھلی نے جنگ صفین میں حضرت
علی المرتضیٰ شہنشاہ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ سیدنا امیر معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنگ کرنے کا ذکر کیا تو میں نے بھی نسبی حمیت کے
جذبہ کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کچھ ناپسندیدگی
کے الفاظ کا اظہار کر دیا۔ منہ سے یہ الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ یک لخت طبیعت
منقبض ہو گئی اور باطن کا سارا سرور اور کیفیت، بے کیفی اور بے لذتی کے ساتھ
تبدیل ہو گیا اور تمام روحانی سلسلہ بند ہو گیا۔ اور اسی پریشانی کے عالم میں
میں نے توبہ و استغفار کرنا شروع کر دی۔ رات کو جب نیند آئی تو عالم رؤیا
میں دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹھک شریف
میں بیٹھا ہوں کہ حضور پر نور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف
لے آئے ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ شہنشاہ ولایت رضی
اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور آپ کے ساتھ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ بھی تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولا علی شہنشاہ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ہاتھ میں ننگی تلوار ہے۔ شہنشاہ ولایت، منظر العجائب والغرائب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نبی کریم روؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس سے گزر کر میرے پاس تشریف لے آئے اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے انتہائی غصہ سے مجھے ارشاد فرمایا کہ تو نے آپ کے متعلق ایسے لفظ کیوں کہے تھے۔ میں نے عرض کیا حضور غلطی ہو گئی ہے معاف فرمادیں۔ آپ نے پھر ارشاد فرمایا۔ تو نے یہ لفظ کیوں کہے تھے؟ میں نے پھر عرض کیا حضور غلطی ہو گئی ہے معاف فرمادیں۔ حضور سب کچھ خاموشی سے سنتے رہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، حضور شہنشاہ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے۔ اس کے بعد میں نے اور زیادہ توبہ استغفار کرنا شروع کی۔

لیکن طبیعت کی بے چینی دور نہ ہوئی انہی ایام میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور قبلہ عالم حضرت شیربانی اعلیٰ حضرت شہر قیومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما ہیں۔ میں بھی حاضر خدمت ہوں چند اور بیسی بھی حاضر خدمت ہیں۔ سامنے دریا ہے جو کہ کناروں تک بھرا ہوا ہے۔ حضور شیربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دریا کس طرح پار کریں گے۔ میں نے عرض کیا حضور! میں تیرا جانتا ہوں آپ میرے کندھے پر سوار ہو جائیں میں تیرے دریا پار کر لوں گا۔ چنانچہ جناب نے میری درخواست منظور فرمائی۔ میں بیٹھ گیا اور حضرت شیربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھ پر اس طرح سوار ہوئے کہ جناب کا دایاں قدم مبارک میرے سینے پر دائیں طرف اور جناب کا بائیں قدم مبارک میرے سینے پر بائیں طرف تھا اور میں نے اپنے ایک ہاتھ سے جناب کو تھاما ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے تیرا ہاتھ اور جناب نے میرا سر پکڑا ہوا ہے۔ جب ہم درمیان میں پہنچے تو حضور شیربانی قدس سرہ الخریز نے فرمایا۔ لایا! سنبھل کر چلنا اب

میرا بوجھ بھی تجھ پر ہی ہے۔ میں نے عرض کی جناب کی دعا شامل حال رہے تو انشاء اللہ کوئی فکر نہیں ہے۔ چنانچہ اس طرح میں نے دریا عبور کیا۔ ان تمام زیارتوں اور بشارتوں کے باوجود دل میں ایک بات پیٹھ گئی تھی کہ تنبیہ کے وقت حضور پر نور نبی کریم روؤف و رحیم تشریف لائے تھے۔ لہذا یقینی معافی اس وقت ہوگی جب سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم خود اپنے جلال باکمال سے نوازیں گے۔ چنانچہ ایک رات کو میں سویا تو قسمت جاگ اٹھی یعنی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خیر زیارت سے نوازا اور آپ نے مجھے اپنے سید مبارک سے لگالیا اور کافی دیر تک آپ نے مجھے اپنے سید مبارک سے لگاٹے رکھا اور اپنے نورانی ارشادات سے مجھ پر کرم فرماتے رہے۔ اور مجھے نہ بیان ہونے والی ٹھنڈک اور کیفیت نصیب ہوئی اور میرے بے سکون دل کو سکون اور قرار کی دولت نصیب ہوگئی اور مجھے اطمینان ہو گیا۔ کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان مبارک میں جو معمولی سی نامناسب بات میں نے کی تھی آج اس کی معافی ہوگئی ہے۔ اس کے باوجود جب اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حرین طبعین کی حاضری نصیب ہوئی تو وہاں جا کر بھی بیت اللہ شریف اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم میں معافی کا خواستگار ہوا۔ امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری یہ غلطی معاف فرمادی ہے۔ (کتابت کی غلطی سے بعض کتب میں بشارت بالا حضور کی بجائے حضرت علی سے منسوب ہوگئی ہے) فالحمد لله على ذلك (اصلاح کر لیں) اس موقع پر یہ بیان کرنا ضروری ہے۔ کہ کچھ لوگ تاریخ کی بعض موضوع اور مردود روایتوں کا سہارا لیتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بے ادبی کر بیٹھتے ہیں۔

ہمیں مسلمان ہونے کی حیثیت سے اتنا ضرور سوچنا چاہیے کہ ہمیں آیتوں پر ایمان رکھنا چاہیے یا روایتوں پر۔ آیتیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مقام و مرتبہ بیان کرتی ہیں مثلاً ایک مقام پر قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے ۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۔ یعنی ان سب صحابہ سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ اپنے اللہ سے راضی رہے۔ ایک مقام پر قرآن مجید نے وضاحت کے ساتھ تمام صحابہ کرام کے ساتھ جنت کا وعدہ فرمایا ہے ۔ ارشاد ہوتا ہے ۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلٌ أُولَئِكَ أَكْثَرُ الْأَعْظَمِ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتِلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

ترجمہ :- ”تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔“

یہ آیات مبارکہ اور اس طرح کی اور بہت سی آیتیں صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے اور تمام صحابہ کے جنتی ہونے پر نص قطعی ہیں ۔ روایتوں کو چھوڑ کر ہمیں قرآن مجید کی آیتوں پر عمل کرنا چاہیے ۔ (اللہم ارزقناہ)

آخر پر یہ بات نوٹ کر لیں کہ جب بھی کسی مسئلے میں یا کسی معاملے میں کوئی الجھن پیش آئے تو تمام بزرگان دین کا عقیدہ دیکھ لیا کرو۔ کیونکہ کوئی بھی شخص اس وقت تک ولی ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ اس کا عقیدہ اور عمل اہل سنت و جماعت کے مطابق درست نہ ہو۔ سمجھی اولیاء اللہ حق پر ہیں ۔ خواہ سلسلہ نقشبندیہ کے ہوں یا سلسلہ قادریہ کے یا سلسلہ

چشتیہ کے یا سلسلہ سہروردیہ کے۔ ہر نماز میں ہم دعا کرتے ہیں کہ۔ صَوَاطِ
الَّذِينَ انْجَمَتْ عَلَيْهِمْ۔ یا اللہ ہمیں ان مقدس ہستیوں کی راہ پر قائم رکھ
جن پر تیرا انعام ہوا ہے۔ قرآن پاک میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اَنْجَمَ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ صَوْمَ النَّبِيِّ وَالصَّادِقِينَ وَالشَّاهِدَآءَ وَالصَّالِحِينَ
کہ اللہ تعالیٰ نے جن پر انعام کیا ہے وہ نبی ہیں، صحابہ ^{والسبت} ہیں شہید ہیں اور
صالحین یعنی اولیاء اللہ ہیں۔ آج کے دور میں پوری دنیا میں اللہ کے سب
سے زیادہ انعام یافتہ لوگ اولیاء اللہ ہیں۔ جن کی اتباع کی دعا ہم ہر نماز
میں کرتے ہیں۔ لہذا جن کو بزرگان دین (اولیاء اللہ) والا عقیدہ نصیب ہو گیا
یہ اس کی نماز قبول ہونے کی علامت ہے اور جس کا عقیدہ اولیاء اللہ کے
عقیدے کے خلاف ہوا وہ ضرور گمراہ ہے۔ کیونکہ اگر وہ ہدایت یافتہ ہوتا
تو اسے انعام والوں یعنی اولیاء اللہ کا راستہ مل جاتا۔ معلوم ہوا کہ نہ اس کی
نماز قبول ہوتی ہے نہ یہ دعا۔

اسے عزیزِ باحق اور باطل کی کسوٹی پس اولیاء اللہ کو بنالو۔ ہمیشہ صراط
مستقیم پر رہو گے۔ اولیاء اللہ میں بالخصوص حضور و اہل بیت
قدس سرہ العزیز، حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز اور شہنشاہ بغداد
پیران پیر و ستارہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہر گھنٹہ
میں راہنمائی حاصل کرو۔ اگر ان اولیاء اللہ کا راستہ نصیب ہو گیا تو
یقیناً حق نصیب ہو گیا۔ اور اگر ان اولیاء اللہ کے عقائد اور فرائض کے خلاف
کوئی آدمی مسئلے بیان کرتا رہے یا لکھتا رہے تو صرف باطل اور گمراہی ہی اس
کے نصیبوں میں ہوگی۔ اور کچھ نہیں۔

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ

مولائے کریم ہر کسی کو ہدایت نصیب فرمائیں اور ہمیں اپنے پیاروں
 اولیاء اللہ کا راستہ نصیب فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دور حاضر کے تمام ہر
 عقیدوں اور برائیوں سے صرف اسی ایک بات پر کار بند ہو جانا ہی بچلے گا۔
 والسلام علی من التبع الهدی
 وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

خویم اولیاء و اصفیاء

السید محمد باقر علی شاہ حفظہ

نقشبندی مجددی نوری کیلانی

استاذ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مَعْنُون

میں اپنی اس مختصر مگر مدلل اور تحقیقی کاوش جو کہ مکمل و اکمل طور پر قرآن و حدیث،
اجماع صحابہ، تابعین، تبع تابعین، آئمہ کرام، اکابرین اسلام، جمیع اولیاء عظام،
ہدایت نشان اور مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کے عین مطابق ہے۔ کو
شہنشاہ ولایت، مولائے کائنات جناب سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا، حیدر کرار رضی
اللہ عنہ کے لا محدود فرامین ہدایت ترجمان میں سے آپ کے اس ایک ایمان افروز باطل
سوز فرمان ذیشان کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جو آپ نے جناب
سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کے بعد اپنے زیر حکومت بلاد و امصار میں
لکھ کر روانہ فرمایا تھا۔ جس کو بنظر انصاف و ایمان پڑھ لینے کے بعد تمام شکوک صبا و منشورا
ہو جاتے ہیں۔ وَالظَّاهِرَاتِ مَا بَيْنَا وَاحِدٌ وَنَبِينًا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَانِي
الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نُسْتَزِيدُكُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَالتَّصَدِيقِ
بِرَسُولِهِ وَلَا يَسْتَزِيدُ وَتَنَاءُ إِلَّا مَرُّ وَاحِدٍ إِلَّا مَا خْتَلَفْنَا فِيهِ
مِنْ دِمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بِرَاعِدٌ (ہج البلاغہ ص ۵۸ ص ۴۴ طبع بیروت)
محذور شہنشاہ ولایت نے فرمایا۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہمارا خدا ایک ہے ہمارا
نبی ایک ہے، وہ بھی اور میں بھی اسلام ہی کی دعوت دینے والے ہیں۔ نہ تو ہم
ایمان باللہ اور تصدیق بالرسالت میں ان پر کسی بڑائی کے دعوے دار ہیں اور نہ ہی اس
معاملہ میں وہ ہم پر کچھ بڑائی جتاتے ہیں۔ ہمارا ایمان و اسلام کا طریقہ ایک ہی ہے۔
ہم میں جو اختلاف ہوا ہے وہ محض جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مسئلہ تھا اور خدا
گواہ ہے کہ ہم (خاندان علی المرتضیٰ) اس معاملہ میں المفتقر الی الخیر
بالکل پاک صاف ہیں۔

حافظ شفیقات احمد عفی عنہ

تاجدار سیال شریف کا فرمان ہدایت نشان

۳

سالارِ چشتیان پنجاب، تاجدارِ آستانہ عالیہ سیال شریف، پیر و مرشد
تاجدارِ گوڑہ شریف، تاجدارِ جلال پور شریف، تاجدارِ مولہ شریف آفتاب شریف
ماہتاب طریقت، ہمارے معرفت و حقیقت حضورِ خواجہ شمس الدین
صاحبِ چشتی سیالوی نور اللہ مرقدہ و زاد اللہ فیوضہ۔

خواجہ شمس العارفین فرمود آئینہ میان علی رضی اللہ عنہ و امیر معاویہ رضی اللہ
عنہ نزاع و خصومت واقع شدہ است از روئے اجتہاد بود نہ از جہت عناد۔
پس اسے درویش اگرچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بر خطا بود و لیکن فعل مجتہد اگر
بر خطا افتد ہم یک ثواب حاصل شود پس درویش را باید کہ در حق الیشاں
یہیچ نہ گوید (مرآۃ ۲۳) و ذکر جہاد و صغر و جہاد اکبر) بندہ عرض داشت کہ
بعض قوم سادات در حق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اعتقاد درست
نہی دارند بمرۃ عداوتیان حضرت کرم اللہ وجہہ فی شمارند خواجہ شمس العارفین
فرمود۔ تا آنکہ در حق جمیع اصحاباں اعتقاد درست نداشتن ایمان او کامل نہ باشد۔
(مرآۃ ۲۸)۔ مرآۃ العاشقین (ملفوظات خواجہ شمس العارفین ص ۱۰۹/۱۰۹)
مؤلفہ سید محمد سعید شاہ صاحب لاہوری چشتی سیالوی (و ذکر فرقیہ افضیہ
یعنی۔ حضور خواجہ شمس الملت والدین نے ارشاد فرمایا کہ جناب سیدنا
علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلاف
ہوا تھا وہ بغض و عناد کی بنا پر نہیں بلکہ اجتہاد کی بنا پر تھا۔ اسے درویش
اگرچہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد خطا پر مبنی تھا لیکن
(بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ) مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔

(لہذا اس معاملہ میں جناب امیر معاویہ کو کوئی گناہ نہیں بلکہ ثواب ملا ہے) لہذا درویش کو چاہیئے کہ آپ کی شان میں کوئی گستاخی نہ کرے۔ (مؤلف کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کی حضور بعض سید حضرات جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں اچھا اعتقاد نہیں رکھتے اور آپ کو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں میں شمار کرتے ہیں۔ (اس کے متعلق کیا ارشاد ہے) آپ نے فرمایا جب تک تمام صحابہ کرام کے متعلق اعتقاد صحیح نہ رکھا جائے ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا۔ (یعنی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرنے والا چاہے سید ہی کیوں نہ ہو اس کا ایمان صحیح نہیں ہے) سبحان اللہ۔ واقعی۔

پیر سید مہر علی شاہ تاجدار گولڑہ شریف

مشہور زواتہ صحیحین کی حدیث ”ان ابی ہذا سید۔۔۔“ کو تاجدار گولڑہ شریف نے ایک اور طرح بیان فرمایا ہے فرماتے ہیں ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرمایا تھا۔ ”ابی ہذا سید لعل اللہ فیصلح یہ بیت الفسین من المؤمنین“ (مہر میر ص ۲۵۵ طبع ہشتم مطبوعہ لاہور) یعنی اللہ العزیز اللہ تعالیٰ میرے اس سردار شہزادے کے ہاتھوں مومنوں کے دو بہت بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ اتنے بڑے بزرگ عالم دین نے جو ”مؤمنین“ کے الفاظ نقل فرمائے ہیں یقیناً آپ کے پاس اس کا بھی کوئی ثبوت ہوگا۔ اور دنیا جانتی ہے کہ جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح اور کفوین خلافت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ فرمائی تھی۔

حضرت خواجہ غلام فریدی حشیتی نظامی آف چاچڑاں شریف

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں گروہوں کو مسلمان کہا ہے تو کسی مسلمان کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ (جناب) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بدگمانی کرے ان کی بے ادبی کرے اور نامناسب کلام کرے اس وجہ سے بھی کہ یہ صلح امام حسن کی منشاء پر تھی نہ کہ ظلم اور مجبوری سے۔ (ملفوظات خواجہ غلام فرید ص ۹۳۱ مقبوس ۲)

راقم الحروف نے عرض کیا کہ قبل میں نے کئی اہلسنت و جماعت کے لوگ دیکھے ہیں جو جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں سوئے ظن اور برا اعتقاد رکھتے ہیں حالانکہ وہ جلیل القدر صحابی تھے تو حضرت اقدس نے فرمایا قرآن مجید میں محمد رسول اللہ رحمہ اللہ بینہم میں رحمت شفیقت الفت و محبت ثابت ہے اس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے لہذا صحابہ کرام کے درمیان جو مشابہت، مخالفت اور مجادلت ہوئی وہ اجتہاد کی وجہ سے ہوئی نہ کہ بغض و عداوت احمد کینیہ اور دشمنی کی وجہ سے۔ اگرچہ لوگوں نے ایک کو برحق اور دوسرے کو خطا پر سمجھا ہے لیکن چونکہ دونوں کی غرض اظہار حق تھی اس لئے جو حق پر تھا اسکو ثواب کے حصے ملے اور جو حق پر نہ تھا اس کو ثواب میں سے ایک حصہ ملا پھر شران صحابہ کی چند احادیث لکھ کر فرمایا) لہذا صحابہ کرام کے متعلق بدگمانی اور بدظنی کرنا اور انکے لئے بد اعتقاد ہونا جناب مخبر صادق علیہ السلام کی تکذیب ہے اور ان آیات قرآنی کی تکذیب ہے جو صحابہ کرام کی مدح و ثناء میں نازل ہوئیں۔ اور جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم اور آیات قرآنی کی تکذیب سے کفر لازم آتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ پس ہم پر واجب ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر اور قرآن شریف پر ایمان رکھیں اور تمام صحابہ کرام کو صدق دل سے دوست رکھیں۔ چنانچہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو متقی اور اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ کے حق میں بغض و حسد رکھنا اور بدگمانی کرنا سراسر شقاوت ہے۔ (مقابلیں المجالس ۱۵ ص ۱۰۱)

مقبوس ۳۳ مطبوعہ لاہور

صحابہ کی شان قرآن کی زبان

نَحْمَدُكَ وَنُسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ
وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ الْاَمِيْنِ الرَّؤُوْفِ
رَاحِمِمْ وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاصْحَابِهِ الْمَكْرَمِيْنَ
مِنَ الْمُعْظَمِيْنَ وَاَوْلِيَائِهِ اَمَّتِهِ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهِ وَاتِّبَاعِهِ وَ
وَأَشْيَاعِهِ وَمُحِبِّيهِ أَجْمَعِيْنَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ - اِمَّا بَعْدُ -
قَارِئِيْنَ كَرَامٍ - السَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى -

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کائنات ہست و بود میں ذاتی طور
پر جو ذات عزت و عظمت کی مالک ہے وہ صرف اور صرف اللہ جل
مجده کی ذات والا صفات ہے۔ اس کے علاوہ پوری کائنات میں کوئی
ذات اور کوئی چیز فی نفسہ ذاتی طور پر کسی طرح بھی کسی عزت و تکریم کی اہل
نہیں ہے۔ یعنی ذاتی طور پر مخلوق میں سے کوئی بھی چیز یا کوئی بھی ذات
کسی عزت کی مالک نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّ الْعِزَّةَ
لِلّٰهِ جَمِیْعًا۔ (یونس ۶۵) یعنی ہر طرح کی اور سب کی سب عزت در
حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو لائق ہے۔ اللہ کا قرآن گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی
تمام مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز و مکرم اور اللہ
کے پیار سے انبیائے کرام ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی
اطاعت کو اپنی ہی اطاعت قرار دیتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ مَنْ يَطِيعِ

الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ - (نساء ۸۰) جس نے اللہ کے رسول کا حکم مانا
بے شک اس نے اللہ ہی کا حکم مانا۔ اور یہ اطاعت رسول کا حکم ہمارے
آقا و مولا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیہ التہیۃ و التسلیم تک ہی محدود
نہیں ہے بلکہ ارشاد خداوندی ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ
بِأَذْنِ اللَّهِ (نساء ۶۴) یعنی۔ اور ہم نے کوئی بھی ایسا رسول نہیں بھیجا
جس کی اطاعت کرنے کا ہم نے حکم نہ فرمایا ہو۔ تو جب یہ معلوم ہو گیا
کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے مقرب اللہ کے انبیاء
رسل ہوتے ہیں تو پھر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے
زیادہ عزت و تکریم اور شرف و برتری کے مالک بھی اللہ کے پیارے انبیاء و
رسل ہی ہوتے ہیں اور پھر انبیاء کریم کے مقامات و مراتب بھی مختلف
ہوتے ہیں جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ
عَلَىٰ بَعْضٍ - (بنی اسرائیل ۵۵) اور بے شک ہم نے بعض نبیوں کو بعض
پر فضیلت دی ہے۔ پھر اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ
اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ - (بقرہ ۲۵۳) یعنی جو رسولوں
کی جماعت ہے ان میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان
میں سے کوئی تو ایسی شان کا مالک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے (بغیر
واسطہ کے) کلام فرمایا۔ اور ان میں وہ مہستی بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے
سب پر کئی درجے فضیلت عطا فرما رکھی ہے۔ اور اس بات پر امت
مسلمہ کا اتفاق ہے کہ اس ذات سے مراد ہمارے آقا و مولا خدا کے
محبوب کائنات کے مقصود۔ جناب محمد مصطفیٰ علیہ التہیۃ و التسلیم کی

ذات والا صفات ہے۔ توجب آپ اللہ کے تمام رسولوں سے بھی زیادہ
مقام اور مرتبہ کے حامل ہیں تو ثابت ہوا کہ اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ
آپ ہی کی ذات ستودہ صفات کا مقام ہے۔ بقول بزرگے سے
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

حتیٰ کہ انبیاء کرام سے بھی بالتاکید اس بات کا عہد لیا گیا کہ جب آپ اس
کائنات میں ظہور فرمائیں اور تمہیں آپ کی زیارت اور حاضری نصیب ہو تو تم
پر لازم ہے کہ تم میرے محبوب کی ذات پر ایمان بھی لانا اور ضرور بالضرور ان کی
خدمت و اعانت بھی کرنا۔ (لتؤمننّ بہ و لتنصرنّہ) (آل عمران ۸۰)
اور حدیث کہ یہ بھی اعلان کروادیا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فانصبون
یحبکم اللہ ویغفرکم ذنوبکم (آل عمران ۳۱) کہ اسے
محبوب صلی اللہ علیک وسلم آپ ہماری طرف سے یہ اعلان عام فرمادیں کہ اسے لوگو
اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اور جب تم میری پیروی کر
لو گے تو اللہ تعالیٰ خود تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے تمام گناہوں کو بھی
معاف فرمادے گا۔ اللہ اکبر۔ یعنی حضور تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں ہی۔ جو
خوش قسمت آپ کی غلامی کا پڑ اپنے گلے میں ڈال لے گا۔ آپ کے قدموں
میں بیٹھنے والا۔ آپ کے نقش قدم کی خاک پاک کو اپنے سر کا تاج بنانے والا
بھی اللہ تعالیٰ کا پیارا ہو جائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ اب قانون خداوندی کے مطابق
عزت و مرتبہ اور شان و مقام کا دار و مدار ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے وجود
مستود کے ساتھ تعلق و نسبت پر ہے۔ اسی لئے اس بات پر اجماع امت
ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات طیبہ کے بعد کا کوئی بڑے
سے بڑا شخص۔ تابعی یا تبع تابعی تو ہو سکتا ہے، غوث الاعیانت اور

قطب الاقطاب تو ہو سکتا ہے، امام اور مجتہد تو ہو سکتا ہے۔ محدث اور مفسر تو ہو سکتا ہے لیکن صحابی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جو شرف اور بزرگی صحابہ کرام کو نصیب ہو چکی ہے وہ کسی بعد والے کو میسر نہیں آ سکتی۔ بعد کا کوئی شخص زیادہ سے زیادہ عبادت تو کر سکتا ہے۔ نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ روزے رکھ سکتا ہے۔ حج کر سکتا ہے۔ زکوٰتیں دے سکتا ہے۔ قربانیاں کر سکتا ہے۔ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھ کر سینکڑوں سال تسبیح و تحلیل تو کر سکتا ہے لیکن بحالت ایمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری زندگی میں اسے آپ کا چہرہ تاباں دیکھنے کا شرف حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو کہ صحابی ہونے کے لئے شرط لازم ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بھی یہ اعلان فرمادیا ہے۔ **وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ** (جمعہ ۳) یعنی صحابہ کے بعد والے لوگ کسی طرح بھی ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اور ہو بھی کیسے سکتے ہیں کیونکہ جو شرف صحابہ کرام کو نصیب ہوا ہے یعنی بحالت ایمان دیدار ربخ والضحیٰ علیہ التحیۃ والثناء وہ بعد والوں کو کسی طرح بھی نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ایک ہی عمل دنیا کے باقی تمام اعمال سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اسی لئے اللہ جل مجدہ نے بھی اپنے لطف و عطا کو اسی نسبت سے کائنات میں تقسیم کر دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَمْسُوكَ أَلْفًا وَلَا مِائَةً وَلَا مِثْقَالَ ذَرَّةٍ** (منافقون ۸) یعنی اولاً تو حقیقی طور پر ہر طرح کی عزت کی مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ پھر قرب خداوندی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر عزت والے ہیں اور پھر محبت و اطاعت نبوی کے طفیل آپ کے تمام صحابہ درجہ بدرجہ عزت والے ہیں اور پھر قانون خداوندی **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ** (طورہ ۲۱) یعنی ایمان والوں کی (خونی یا روحانی) اولاد جو اپنے

بزرگوں کی ایمان کے ساتھ پیروی کرے گی تو (اگرچہ ان کے اعمال اس قابل نہ بھی ہوں تو بھی محض اپنے فضل و کرم سے جنت میں) ہم ان کی تابع دار اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے۔ کے مطابق قیامت تک کے بعد واسے ایمان واسے جو خلوص و لہجیت کے ساتھ صحابہ کرام کی اتباع کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو بھی صحابہ کی محبت و اطاعت کا صدقہ عزت و فضیلت عطا فرمائے گا۔

چنانچہ ایک مقام پر صحابہ کرام اور ان کے متبعین پر رضائے خداوندی اور حصول جنت اور دونوں جہانوں کی کامیابی و کامرانی کا تذکرہ ان الفاظ سے کیا گیا ہے۔ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ (توبہ ۱۰۰)

اور پہلے پہل کرنے والے ایمان میں مہاجرین مکہ یا انصار مدینہ میں سے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان کی پیروی کی اچھی طرح۔ راضی ہو گیا ان سے اللہ تعالیٰ اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

ایک مقام پر صحابہ کرام کے ایمان و ایقان کو کسوٹی قرار دیتے ہوئے ان کے گستاخ اور منکر گروہ پر اس طرح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اظہار کیا گیا ہے۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا الْيَوْمِ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ۔ (بقرہ ۱۳۷) اور جب کہا جاتا ہے لوگوں کو کہ تم بھی ایمان لے آؤ صحابہ کرام کی طرح تو وہ (کافر) کہتے ہیں کیا ہم ان بے وقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں۔ سن لو بے شک

وہی بے وقوف ہیں (صحابہ تو بالکل صحیح اور سچے ہیں) اور لیکن وہ جانتے نہیں ہیں۔ ایک مقام پر قیامت تک کے تمام لوگوں کی ہدایت کا دار و مدار اتباع صحابہ پر موقوف کر دیا گیا ہے۔ فرمایا۔ **فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آتَيْنَاهُمْ فَقَدْ هَتَدُوا**۔ (بقرہ ۱۳۷) پس اگر ایمان لے آئیں وہ اسے صحابہ تمہارے ایمان کی طرح تو پھر وہ ہدایت پا گئے۔

نیز ارشاد خداوندی ہے۔ **صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** (فاتحہ ۶) یعنی ایمان والو! مجھ سے انعام یافتہ لوگوں کے راستے پر چلنے اور قائم رہنے کی توفیق طلب کرو۔ پھر فرمایا۔ **أَلْعَلَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ**۔ (نساء ۶۹) یعنی اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ ۱۱ انبیائے کرام ہیں۔ ۲۷ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار ہیں ۷۳ شہداء و عظام اور ۴۷ اولیائے کرام ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ منشائے خداوندی یہ ہے کہ مجھ سے انبیائے کرام، صحابہ کرام، شہداء کرام اور اولیاء کاملین کی اتباع کی توفیق طلب کرو۔ ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ بھی امت کے لئے مطاع، مقتداء و پیشوا، امام اور ہادی ہیں۔ ایک مقام پر پیارے محبوب کے پیارے صحابہ پر اپنے انعامات و کرامات کا اظہار ذات باری تعالیٰ اس طرح فرماتے ہیں۔ **وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ** (زمر ۳۳، ۳۴، ۳۵) یعنی حضور کے تمام صحابہ متقی ہیں۔ خدا کی بارگاہ میں ان کا یہ مقام ہے کہ وہ بارگاہ ایزدی سے جو مانگیں گے وہ پائیں گے۔ ان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور ان کی نیکیوں کا بدلہ بہت

بڑھا کر اور بہتر دیا جائے گا۔ چونکہ ایمان کا تعلق دل کے ساتھ ہوتا ہے لہذا
 ایک مقام پر فرمایا۔ اُولَئِكَ الَّذِينَ اُمْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ بِالتَّقْوٰی
 لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيمٌ (حجرات ۳۱) یعنی اللہ تعالیٰ نے
 محبوب کے صحابہ کا تقویٰ اور پرہیزگاری کے لحاظ سے امتحان لے لیا ہے (۱۵)
 اللہ تعالیٰ کے اس مشکل ترین امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں لہذا ان کے
 لئے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔ صحابہ کرام اور غیر صحابہ امت
 مصطفویٰ کے اجر و ثواب کے متعلق ایک حدیث شریف اس طرح ہے۔ وَلَوْ
 اَنْ اَحَدُكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اَحَدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدًّا اَحَدٍ هِجْرًا
 نِصْفَةَ۔ (بخاری و مسلم وغیرہ) یعنی صحابہ کرام میں سے کوئی بھی اگر ایک مسطحی
 (لپ بھر) جو اللہ کی راہ میں تصدق کرے اور غیر صحابہ میں سے کوئی احد پہاڑ
 کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک غیر صحابی کے
 پہاڑ برابر ہونے سے صحابی کے لپ بھر جو زیادہ افضل و اعلیٰ اور محبوب و پیارے
 ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں
 لَا تَسْبُوا اصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَلَمَقَامَ اَحَدِهِمْ
 سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ اَحَدٍ كُمْ عَمْرَةً (ابن ماجہ ص ۱۵) یعنی حضور کے
 کسی بھی صحابی کو برا بھلا نہ کہو۔ ان کی بارگاہ مصطفیٰ میں ایک گھڑی کی حاضری
 تمہاری تمام عمر کے اعمال سے خدا کے حضور افضل و اعلیٰ ہے۔ ایک مقام
 پر اللہ جل جلالہ و علم نوالہ صحابہ کے ایمان و ایقان قلبی کا اظہار ان الفاظ میں
 فرماتا ہے۔ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ خَبَّبَ اِلَيْكُمْ الْاِيْمَانَ وَرَتَّبَ فِيْ
 قُلُوبِكُمْ وَكَثَرَةً اِلَيْكُمْ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولَٰئِكَ
 هُمُ الرَّاشِدُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً فَاللّٰهُ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

(حجرات ۷۱۸) یعنی اسے محبوب کے صحابہ - اللہ تعالیٰ نے تم سب کو ایمان بہت پیارا کر دیا ہے اور ایمان کو تمہارے دلوں میں مضبوط کر دیا ہے اور تمہارے دلوں میں کفر، نافرمانی اور برائی سے بہت زیادہ نفرت ڈال دی ہے۔ (سن لو لوگو) یہ حضور کے تمام کے تمام صحابہ ہدایت والے اور صراطِ مستقیم پر چلنے والے ہیں۔ یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔“

ایک اور مقام پر اللہ وحدہ لا شریک نے صحابہ کرام کی زبان حق نشان کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا۔ **وَالْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ** (فتح ۲۶) یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کے پیارے صحابہ کی زبان اقدس پر پرہیزگاری کی بات کو لازم فرما دیا ہے۔ ایک مقام پر صحابہ کے درجات کا فرق بیان فرماتے ہوئے تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرما دیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ **فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَائِدِينَ وَرَجَبَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ**۔ (نساء ۹۵) یعنی درجات کے لحاظ سے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے نہ جہاد کرنے والوں سے افضل ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے محبوب کے تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ایک اور مقام پر اسی وعدہ جنت کے ساتھ درجات کے فرق میں فتح مکہ کو نشان امتیاز بنایا گیا ہے۔ فرمان ہوتا ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلَ أُولَٰئِكَ
أَعْظَمُ وَرَجَبَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا وَكُلًّا وَعَدَ
اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ (حدید ۱۰) یعنی جو صحابہ کرام فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے (جب کہ اسلام کا اظہار و اعلان سوطرح کی

آزمائشوں سے دوچار ہونا ہوتا تھا، اللہ کے دین پر اپنا مال بھی خرچ کیا تھا جان بھی لڑائی۔ ان کے درجے بہت بلند ہیں۔ ان صحابہ کرام سے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور راہ خدا میں اپنا مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ (محبوب کی محبت و خدمت کا صدقہ اپنے فضل و کرم سے) حضور کے تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرما چکا ہے۔ (اور اللہ تعالیٰ یہ وعدے ایسے ہی نہیں فرما رہا بلکہ) اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے اچھی طرح باخبر ہے۔“

شاید کسی علوم قرآنی سے نا آشنا کو باطن کے ذہن نارسا میں یہ اعتراض چٹکیاں لینے لگے کہ قرآن کریم میں تو ارشاد خداوندی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ”حسنی“ کا وعدہ فرمایا ہے اور آپ اس کا ترجمہ ”جنت“ کر رہے ہیں۔ یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے تو جناب اس کی وضاحت کے لئے یہ آیت پڑھ لیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ۔

(انبیاء ۱۰۱) یعنی۔ ”بے شک جن خوش بختوں سے ہم حسنی کا وعدہ فرما چکے ہیں وہ لوگ دوزخ سے بہت دور (محفوظ) رکھے جائیں گے۔“ امید ہے اب تو

انشاء اللہ العزیز یہ تار عنکبوت تار تار ہو چکی ہوگی اور آپ حضرات پر تمام صحابہ کا یقینی جنتی ہونا اظہر من الشمس ہو چکا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حق کو دیکھ کر پہچان کر اس پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین۔

شاید کوئی جاہل سورہ سجدہ کی آیت ۲۹ کا حوالہ دیکر کہے کہ فتح کے دن کا ایمان قبول نہیں ہے تو گزارش ہے کہ تقریباً تمام مفسرین لکھتے ہیں کہ اس یوم الفتح سے

مراد قیامت کا دن ہے۔ مثلاً دیکھیں تفسیر ابن کثیر ۳ ص ۴۶، تفسیر طبری ۲۱

ص ۳، تفسیر درمنثور ۵ ص ۱۴۹، تفسیر مظہری ۱ ص ۲۴۹، تفسیر کبیر ۲ ص ۱۸۸،

خانن ۳ ص ۵۸۲، روح المعانی ۲۱ ص ۱۴۱ وغیرہ۔

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ (توبہ ۱۷) یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان مہاجرین و انصار صحابہ کرام پر جنہوں نے مشکل وقت میں بھی حضور کی پیروی کی اور آپ کا ساتھ دیا۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ شان صحابہ ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ (بقرہ ۲۱۸) یعنی حضور کے صحابہ جنہوں نے ایمان لانے کے بعد راہ خدا میں ہجرت بھی کی اور جہاد بھی کیا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (ان پر ضرور اپنی رحمت فرمائے گا۔) ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ۔ (آل عمران ۱۹۵) یعنی وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور وہ نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ان کو میری راہ میں تکلیفیں پہنچائی گئیں اور انہوں نے راہ خدا میں جہاد کیا اور (یا) شہید کر دیے گئے تو میں ضرور ان سب کے گناہ معاف کر دوں گا اور ضرور انہیں جنت میں داخل فرماؤں گا جس کے نیچے نہیں چلتی ہیں (یہ ان کے ان اعمال کا) ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو بہترین ثواب عطا فرمانے والی ہے۔ ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْثَرُ حَبْلًا عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَهِجِرُوا وَلَمْ يَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ وَيُنَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ

بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَبِرِضْوَانٍ وَجِبَاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَخْبَرٌ عَظِيمٌ (توبہ ۲۰، ۲۱، ۲۲)

یعنی "وہ صحابہ جنہوں نے ایمان لانے کے بعد ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد

کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں ان کا بڑا مقام ہے اور یہ

لوگ ہی کامیاب و کامران ہیں (دونوں جہانوں میں) ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور

رضا اور جنت کی بشارت دیتا ہے۔ وہاں انہیں ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتیں ملیں گی۔

وہ وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک اللہ کے حضور (ان کے لئے) بہت بڑا

ثواب ہے۔" ایک جگہ یوں فرمایا۔ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا

لِنُبُوَّتِهِمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَا أَجْرَ الْآخِرَةِ الْكَبِيرِ. لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۔

(نحل ۴۱) اور وہ صحابہ جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر ظلم

کئے گئے۔ ہم ضرور انہیں اس دنیا میں بھی اچھی جگہ دیں گے اور (ان کا) آخرت

کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش کہ لوگ اس بات کو جان لیں۔ ایک مقام

پر فرمایا۔ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا أَنْتُمْ جَاهِلُونَ

وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا غَفُورٌ رَحِيمٌ (نحل ۱۱۰) پھر بے شک

تیرا رب ان صحابہ کے لئے جنہوں نے ہجرت کی اس کے بعد کہ انہیں ستایا گیا

پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا۔ بے شک تیرا رب (ان کے لئے) ضرور بخشنے

والا اور مہربان ہے۔ ایک مقام پر فرمایا۔ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَبِزًا قَتَلَهُمُ اللَّهُ بِرِزْقٍ حَسَنٍ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُ خَيْرُ

الْمَرَاتِقِينَ ۝ لِيَدْخِلَهُمْ مُدْخَلَ رِضْوَانِهِ إِنَّ اللَّهَ لَهُ حَلِيمٌ

خَلِيمٌ (رج ۵۸، ۵۹) اور وہ صحابہ جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی

پھر شہید کر دیئے گئے یا طبعی موت سے انتقال کر گئے تو اللہ تعالیٰ ضرور انہیں

(جنت میں) اچھا رزق عطا فرمائے گا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی بہتر رزق عطا فرمانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ضرور انہیں (جنت میں) ایسی جگہ عطا فرمائے گا جسے وہ پسند کریں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ علم اور حلم والا ہے۔“ ایک مقام پر ارشاد فرمایا۔ يَلْفُضَّرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَلْتَمِعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصَرِفُونَ إِلَيْهِ وَأَسْوَءُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ. وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى الْفُسْهِمِ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ. (مشرعہ ۹۷، ۸) ”ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال دیئے گئے وہ اللہ کا فضل اور اسکی رضا چاہتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی ہیں وہ لوگ جو واقعی سچے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے پہلے سے مدینہ طیبہ کو اپنا گھر بنالیا اور ایمان کو اختیار کر لیا وہ ہجرت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں رکھتے اس چیز کی جو دی گئی ہے ان کو وہ اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود اس کے بہت محتاج ہوں۔“

اور اگر کوئی صحابی ہجرت کے ارادے سے نکلا لیکن مدینہ منورہ نہ پہنچ سکا بلکہ راستے میں ہی اس کا انتقال ہو گیا تو قانون خداوندی وَمَنْ يُخْرِجْ مِنْ بَلَدِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (نساء ۷۵) یعنی ”اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکلا پھر راستے میں ہی اس کی موت آگئی تو اس کا ہجرت کا ثواب اللہ تعالیٰ کے

ذمہ کرم پر لازم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔) کے مطابق اس کو ہجرت کا ثواب مل جائے گا۔ اور جو جو اللہ تعالیٰ کے فضل و عطا اور انعامات و کرامات مہاجرین صحابہ کے بارہ میں قرآن و حدیث میں مذکور ہوئے ہیں وہ تمام کے تمام اس کو بھی حاصل ہوں گے۔ اور صحابہ کرام کو وہ ایک منفرد مرتبہ و مقام بھی حاصل ہے جو پوری کائنات میں ان نفوس قدسیہ کے علاوہ حضرت آدم سے لیکر تاقیامت نہ کسی کو حاصل ہوا نہ حاصل ہے اور نہ ہو سکے گا۔ صحابہ کرام کا وہ منفرد امتیازی شرف یہ ہے کہ انہوں نے کسی عام ولی اللہ، سالک، عارف، غوث یا غوث الاغیاء، قطب یا قطب الاقطاب، فرد الافراد، ابدال، اوتاد، قلندر، امام، مجتہد، مجدد، تبع تابعی، تابعی، صحابی، کسی اور نبی یا کسی اور رسول کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی بلکہ اس محبوب خدا کے دستِ حق پرست پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے جس دستِ رحمت کو اللہ العالمین اپنا ہاتھ فرماتا ہے۔ چنانچہ بیعت رضوان کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (فتح ۱۰) یعنی اسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بے شک جن صحابہ نے تیرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ یقیناً انہوں نے اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کی ہے۔ ان کے ہاتھوں پر (گویا) اللہ تعالیٰ ہی کا ہاتھ ہے۔ اللہ اکبر۔

یہ رتبہ عظیم ہے جس کو بھی مل گیا

اور محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی ذات وہ منبع و جامع کمالات اور مظہر انوار تجلیات ہے جن کے ظہور کے لئے جناب سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے جب بارگاہِ خداوندی میں دعا کی تھی تو اس میں آپ

نے حضور کے لئے چند صفاتِ مقدسہ کی خواہش و تمنا کا بھی ذکر فرمادیا تھا۔ عرض کیا۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَزِيزُ الْحَكِيمُ (بقرہ ۱۲۹) اے ہمارے رب تو بھیج ان میں (یعنی اولادِ اسماعیل علیہ السلام میں) ان ہی کی اولاد میں (اپنا وہ محبوب جس کے متعلق تو نے ہم سے عالم ارواح میں ایمان لانے اور نصرت کرنے کا وعدہ لیا تھا۔ (آل عمران ۸۱) اور جس کے متعلق ہر پیغمبر سے اعلانِ نبوت کے وقت جبریل عہد و پیمان لیتا رہا۔ (کتاب الشفاء ص ۷) ایک رسول جو ان کے سامنے تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور وہ ان کو تیری کتاب اور حکمت (احکام قرآنی کی تشریح و توضیح اور مسائلِ سنت وفقہ) سکھائے اور انہیں خوب پاک فرمادے۔ اے ہمارے رب بے شک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

اور محبوبِ دوسرا کی یہ صفاتِ مقدسہ صرف دعاءِ ابراہیمی ہی میں نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فخریہ طور پر اپنی قدرتوں اور انعامات کا ذکر فرماتے ہوئے اپنے محبوب علیہ السلام کا تعارف بعینہ انہی خصوصیات کے ساتھ فرمایا ہے۔ فرمایا۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (جمہ ۲) یعنی اللہ تعالیٰ وہ قادر و کریم ذات ہے جس نے مکہ والوں (اولادِ اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام) میں ان ہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور وہ انہیں اللہ کی کتاب اور اپنی حکمت کی باتیں سکھاتا ہے۔ اور اگرچہ وہ لوگ آپ کی تشریف آوری سے

قبل کھلی گمراہی میں تھے۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ بطور احسان محبوب کائنات کی بعثت کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (آل عمران ۱۶۴) ”البتہ تحقیق احسان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔ وہ رسول ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک بھی فرماتا ہے۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم بھی دیتا ہے اور اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔“

ایک مقام پر جناب سرور کائنات کی ان صفات کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا کَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ..... الخ (بقرہ ۱۲۹) ”جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں سے ایک رسول تمہاری میں سے وہ تمہارے سامنے ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک بھی فرماتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم بھی دیتا ہے۔“ ایک مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا جا رہا ہے۔ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ (توبہ ۱۰۳) یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے زکوٰۃ وصول فرمائیں اور انہیں بھی پاک فرمادیں اور ان کے مالوں کو بھی پاک فرمادیں۔“

باقی ان تمام آیات میں جو چیز بالاشتراک موجود ہے اور میرا مقصود بیان ہے وہ الفاظ ہیں۔ وَيُزَكِّيهِمْ۔ وَيُزَكِّيكُمْ۔ تَزَكِّيهِمْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام لاریب بیان فرما رہا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی لائحہ و صفات حمیدہ میں سے آپ کی یہ شان بھی ہے کہ آپ اپنے صحابہ کرام کو پاک بھی کر دیتے ہیں یعنی آپ مُزَکِّی ہیں اور آپ کے تمام صحابہ مَرکِی ہیں۔ قرآن پاک میں زکی (نور ۱۱) یُزَکِّی (توبہ ۲۱) کے حاشیہ پر تفسیر خزانہ العرفان ص ۵۱ مطبوعہ تاج کمپنی ۲۲ پر ان الفاظ کی تفسیر توبہ حسن عمل کی توفیق اور عفو و مغفرت سے کی گئی ہے۔ اسی طرح نَفْسًا ذَکِیَّةً (کہف ۷۷) کے الفاظ پر حاشیہ میں لکھا ہے ”جس کا کوئی گناہ ثابت نہ تھا“ (خزانہ العرفان ص ۴۳) اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کی نسبت غُلَامًا ذَکِیًّا (مریم ۱۹) کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور ظاہر بات ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برحق پیغمبر ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ”تزکیہ“ پیغمبرانہ صفات میں سے ایک ایسی صفت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے برہان جبریل بطور خاص اپنے ایک پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ذکر فرمایا۔ ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى (اعلیٰ ۱۴) یعنی تحقیق کامیاب و کامران ہو گیا وہ شخص (دونوں جہانوں میں) جس نے تزکیہ حاصل کر لیا۔ ایک مقام پر فرمایا۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ ذَكَاهَا۔ (شمس ۹) یعنی یقیناً کامیاب و کامران ہو گیا (دونوں جہانوں میں) جس نے تزکیہ نفس کر لیا۔ اسی طرح تفسیر خزانہ العرفان ص ۶۳ پر ”وَمَنْ تَزَكَّى“ (فاطر ۱۸) کے حاشیہ پر لکھا ہے ”یعنی بدیوں سے بچا اور نیک عمل کئے“ اسی طرح سورہ طہ ۷۷ میں ”مَنْ تَزَكَّى“ کی شان والوں کے لئے جنت کے اعلیٰ درجات اور اس میں ہمیشہ کارہنا بیان فرمایا گیا ہے۔ اور اس سے تفسیر خزانہ العرفان ص ۴۵ پر۔ کفر کی نجاست اور معاصی کی گندگی سے پاک ہونا مراد لیا گیا ہے۔ اسی طرح سورہ نازعات ۱۸ میں حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجتے ہوئے حکم فرمایا گیا۔ ”فَقُلْ هَلْ لَّكَ

إِلَى أَنْ تَزْكِيَ"۔ اس سے کہو کہ کیا تجھے پسند ہے کہ تو پاک ہو جائے۔
 اس پر تفسیر خزائن العرفان ص ۸۵ پر لکھا ہے۔ "کفر و شرک اور معصیت و نافرمانی
 سے پاک ہونا" سورہ بقرہ ۲۳۲ میں "اَزْكِي" کے الفاظ کو قانون خداوندی
 کے اجرا میں رکاوٹ نہ بننے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سورہ کہف ۱۹ میں
 اَزْكِي کے الفاظ پر۔ تفسیر خزائن العرفان ص ۲۲۸ پر لکھا ہے۔ اس میں کوئی
 شبہ حرمت کا نہ ہو۔ اسی طرح سورہ نور ۲۸ میں اَزْكِي کے الفاظ کا اطلاق حکم
 خداوندی کو لبس و چشم تسلیم کر لینے اور پارسائی اختیار کرنے پر کیا گیا ہے۔
 اسی طرح نور ۳۰ میں لفظ اَزْكِي۔ نگاہوں کو نیچی رکھنے اور بدکاری سے بچنے کے
 لئے استعمال کیا گیا ہے۔ سورہ نساء ۲۹ میں يُزْكُونَ اور يُزْكِي کے الفاظ اللہ
 کا پیارا اور جنتی ہونے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ سورہ عبس ۳ میں يُزْكِي
 سے مراد ہے۔ گناہوں سے بچنے والا۔ اور آیت ۷ میں یہی الفاظ۔ ایماندار ہونے
 کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ سورہ بقرہ ۱۷۴ میں يُزْكِيهِمْ کی ایک جزا
 روز محشر ان سے اللہ تعالیٰ کے کلام رحمت فرمانے اور عذاب سے محفوظ رہنے
 ان کے حق کو نہ چھپانے، کتمان حق کر کے اس کے بدلے دنیا کا مال نہ لینے پر دلالت
 کرتی ہے۔ اسی طرح سورہ آل عمران ۷۷ میں بھی يُزْكِيهِمْ کی ایک جزا کتمان
 حق نہ کرنے، دین کے بدلے میں دنیا نہ لینے، جھوٹی قسمیں نہ کھانے اور روز محشر
 ان سے اللہ تعالیٰ کا کلام و نظر رحمت فرمانے پر دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح
 سورہ نجم ۳۲ میں تُزْكُوا۔ کا اطلاق۔ تفاخر و خود نمائی و خود سرائی کے مقابلے
 میں کیا گیا ہے۔ اور سورہ مریم ۱۳ میں۔ زَكُوۡةً پر تفسیر خزائن العرفان کا حاشیہ
 ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ زکوٰۃ سے یہاں اطاعت و اخلاص
 مراد ہے۔ (ص ۲۲۳)

فاروق اکیڈمی لاہور کی مطبوعہ کتاب ”لغات القرآن“ از مولانا عبدالرشید نعمانی۔ میں مذکور الفاظ کے معانی کچھ اس طرح بیان کئے گئے ہیں۔ اُذْکٰی یعنی زیادہ مستحضر۔ زکوٰۃ سے ہے جس کے معنی طہارت اور پاکیزگی کے ہیں۔ (۲ ص ۷۵) تَزْكُوْا۔ تزکیہ سے ہے جس کے معنی پاک کرنے کے ہیں۔ نفس انسانی کے تزکیہ کی دو صورتیں ہیں ایک بذریعہ فعل یعنی اچھے اعمال کے ذریعے اپنے آپ کو درست کر لینا۔۔۔۔۔ دوسرے بذریعہ قول۔ جیسے ایک عادل متقی شخص کا دوسرے شخص کا تزکیہ کرنا اور اس کی خوبی کی شہادت دینا (۲ ص ۱۱۷) تَزْكٰی یعنی وہ پاک ہوا وہ سنور گیا۔ (۲ ص ۱۱۸) تَتَزَكٰی یعنی تو سنور جائے تو پاک ہو جائے۔ (۲ ص ۱۱۸) تَزْكِيْهِمْ یعنی تو ان کو پاکیزہ کرے (۲ ص ۱۱۸) تَزْكُوْۃً یعنی مستحضرائی پاکیزگی۔ سورہ کہف میں زکوٰۃ کے معنی گناہوں سے پاک و صاف ہونے کے بیان کئے گئے ہیں۔ امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں۔ اصل میں زکوٰۃ افزونی ہے جو اللہ تعالیٰ کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کا امور دنیویہ و اخرویہ کے ذریعہ اعتبار کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ اُذْکٰی طَعَامًا کہتے ہیں اس طرف اشارہ ہے کہ ایسا کھانا جو حلال بھی ہو اور انجام کا بد معنی پیدا نہ کرے (انجام برآمد ہو)۔۔۔۔۔ نفس کی پاکیزگی اور طہارت کی بدولت انسان اس حیثیت میں ہوتا ہے (۳ ص ۱۳۶) کہ دنیا میں اوصاف حمیدہ کا مستحق ہوتا ہے اور آخرت میں اجر و ثواب کا۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ انسان اس چیز کی کوشش کرنے لگ جائے جس میں اس کی پاکیزگی ہے۔ تزکیہ کی نسبت کبھی تو بندہ کی طرف ہوتی ہے کیونکہ وہ اس کا اکتساب (اس کے لئے کوشش) کرتا ہے جیسے ارشاد خداوندی ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے کیونکہ حقیقت میں وہی اس کا فاعل ہے جیسے ارشاد خداوندی

اللہ) یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشن جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اعلان بھی فرمایا تھا۔ اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بھی فرمایا تھا۔ میں ناکام رہے۔ کسی استاد کی جماعت کا ایک سال کی معمولی مدت کی محنت کے بعد امتحان میں رزلٹ سو فیصد نہ نکلے تو اسے استاد اپنے لئے باعث ندامت سمجھتا ہے اور لوگ اسے استاد کی ناکامی قرار دیتے ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جماعت پر مئیکس ۲۳ برس شب و روز کی انتھک محنت فرمائی ہو پھر اگر خدا نخواستہ اس جماعت کا رزلٹ سو فیصد نہ آئے تو کیا میدان محشر میں تمام انبیاء اور تمام امتوں کے سامنے آپ کے صحابہ کا نقص ایمانی آپ کی سبکی کا سبب نہ بنے گا۔ کہ جس صفت کا اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں بار بار اعلان عام فرمایا بلکہ ایک مقام پر حکم بھی فرمایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی دعا کرتے ہوئے بطور خاص جس صفت کے متعلق اپنی خواہش و تمنا کا اظہار کرتے ہوئے اس کا تذکرہ فرمایا۔ آپ اپنے صحابہ کو اس صفت سے بھی (معاذ اللہ) متصف، مشرف اور مزین نہ فرما سکے بلکہ ذرا اور باریک نگاہ سے دیکھیں تو معاملہ اس سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔ کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں بار بار آپ کی شان مژکتی ہے۔ کا اعلان و اظہار فرما رہا ہے اگر معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کو پاک نہ مانا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ دعویٰ غلط ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بڑے ظنطراق اور شد و مد سے اس بات کا اعلان کیا تھا کہ میرا محبوب جب دنیا میں ظہور فرمائے گا تو وہ اپنے صحابہ کو پاک کرے گا۔ کسی مقام پر فرمایا۔ میرا محبوب انہیں اور تمہیں پاک فرما رہا ہے۔ لیکن اگر درحقیقت آپ اپنے صحابہ کو پاک کرنے میں ناکام رہے تو کیا معاذ اللہ حضور کے صحابہ کو۔ کافر۔ منافق۔ فاسق و فاجر۔

غاصب وغیرہ سمجھنے سے اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا بھی انکار لازم آئے گا۔
 کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ جو کام میں اپنے رسول
 کے ذمہ لگا رہا ہوں وہ ان سے سب انجام نہ ہو سکے گا اور اگر معاذ اللہ۔ اللہ کا رسول
 اللہ تعالیٰ کے کئے ہوئے وعدہ پر پورا نہیں اتر رہا تھا تو اللہ تعالیٰ ہی کچھ امداد
 فرما دیتا تاکہ اللہ تعالیٰ کا کیا ہوا اعلان اور وعدہ صحیح ثابت ہو جاتا۔ معاذ اللہ۔
 نبی تو رب ایک طرف اس طرح تو اللہ تعالیٰ کی قدرت و علم کا بھی انکار ہو گیا۔
 استغفر اللہ ربی والتوب الیہ

کچھ سمجھا آپ نے کہ حضور کے کسی بھی صحابی کے متعلق بدگمانی کرنے سے معاملہ
 کہاں تک بگڑ جاتا ہے۔ صرف صحابی ہی نہیں بلکہ اللہ کے نبی اللہ کے قرآن
 اور علم و قدرت خداوندی پر سے بھی ایمان اٹھ جاتا ہے۔ یہ تو تھا منفی پہلو۔
 اب ذرا ایمان و یقین کے ساتھ اس کا مثبت پہلو بھی دیکھیں۔ اگر اللہ کا
 قرآن سچا ہے (جیسا کہ واقعی ہے) اگر اللہ کا وعدہ و اعلان سچا ہے (جیسا کہ
 واقعی ہے) اور اللہ کے محبوب واقعی مزنی کی شان سے متصف ہو کر دنیا
 میں تشریف لائے اور آپ نے اپنے تمام صحابہ کو (مزنیؑ) (پاک) فرما دیا تھا (جو کہ
 ایک ناقابل تسخیر حقیقت ہے) تو پھر ان چند آیات بالا کی روشنی میں ذرا دیکھیں
 تو سہی کہ حضور کے صحابہ کون کون سی خوبیوں سے متصف تھے۔ مذکورہ بالا بیس
 محولہ آیات کو بغور پڑھیں اور ایک ہی لفظ جو کہ مختلف مقامات پر بار بار
 مختلف شکلوں میں بیان فرمایا جا رہا ہے۔ اس کے مختلف مقامات پر متعدد
 قرآنی معانی پر غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے تمام صحابہ درجہ شمول اہلبیت کرام کے۔ کیونکہ اہل بیت اطہار بھی رشتہ ایمانی
 کی نسبت سے حضور کے امتی، مومن کامل اور آپ کے صحابی ہیں، کو اللہ تعالیٰ

کی طرف سے انہیں ۔

نمبر (۱) حسن عمل کی توفیق عطا ہوئی تھی ۔ اور وہ بڑائیوں اور بے حیائیوں سے بچنے والے تھے اور اگر خدا نخواستہ کسی سے کوئی غلطی ہو بھی گئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل و کرم سے غلطی پر قائم نہیں رہنے دیا بلکہ فوراً توبہ کی توفیق عطا فرمادی اور ان کی توبہ قبول بھی فرمائی ۔ اور انہیں معاف فرما دیا ۔ اور ان کی مغفرت بھی فرمادی ۔

نمبر (۲) تمام واپس کسی بھی صحابی کا کسی بھی گناہ پر قائم رہنا کہیں سے بھی صحیح طور پر ثابت نہیں ہو سکتا ۔

نمبر (۳) تمام صحابہ کرام بڑے حیا والے ، نگاہوں کو نیچی رکھنے والے اور بدکاری سے بچنے والے تھے ۔

نمبر (۴) اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے ۔ اور آپ کے ظہور کے بعد کوئی نفل یا بروز یا تشریحی نبی بھی اب نہیں آ سکتا اور اگر اس کے امکان کا کوئی قائل و فاعل ہو تو وہ وحال ہے کذاب ہے مفتری ہے مرتد و کافر اور واثرہ اسلام سے خارج ہے ۔ البتہ نبوت کی صفات حمیدہ میں سے ”تزکیہ نفس“ کی صفت مقدسہ کا حفظ وافر ۔ درجہ بدرجہ ۔ ہر ایک کی شان کے مطابق ۔ حضور کے تمام صحابہ کو اللہ کے فضل اور حضور کی رحمت کا صدقہ عطا کیا گیا تھا ۔

نمبر (۵) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کے تمام صحابہ بفضلہ و ولوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہیں ۔

نمبر (۶) حضور کے تمام صحابہ کفر و شرک کی گندگی اور معصیت و نافرمانی کی نجاست سے خدا کے فضل سے محفوظ تھے ۔

نمبر (۷) حضور کے تمام صحابہ بچے اور سچے مومن تھے خود شکی کرنے والے

نیکی کی تصدیق و تائید اور نصرت و اعانت کرنے والے تھے اور کسی نیکی کے کام میں رکاوٹ نہ بنے۔

نمبر (۸) اللہ اور اللہ کے رسول کے تمام احکام کو بے رحمیت تسلیم کر لیا تھا۔
نمبر (۹) کسی بھی حرام کام یا حرام چیز بلکہ جس چیز میں شبہ بھی ہو اس کے بھی نزدیک کبھی نہیں پھٹکتے تھے۔

نمبر (۱۰) اللہ اور اللہ کے رسول کی خلوص کے ساتھ تابع فرمانی کرنے والے تھے لیکن نہ کبھی اپنی عبادت پر ناز اور فخر کیا کہ خود نمائی اور خود ستائی بنے اور نہ ہی کبھی تفاخر و تعالیٰ کا اظہار فرمایا۔ (اہل علم حضرات تفاخر اور تحدیثِ نبوت کے فرق کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔)

نمبر (۱۱) اللہ اور اس کے رسول کے احکام و فرامین اور احکام و مسائل شرعیہ کو کبھی بھی نہ چھپایا اگرچہ اس کے بدلے انہیں دنیا کا کتنا بھی نقصان اٹھانا پڑا ہو۔
نمبر (۱۲) کسی بھی صحابی نے کبھی بھی جھوٹی قسم نہیں اٹھائی۔

نمبر (۱۳) تمام صحابہ کرام یقیناً جنتی ہیں اور جنت میں درجہ بدرجہ اعلیٰ مرتبوں پر فائز ہوں گے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی ایسی رضا حاصل ہوگی کہ جنت میں بھی انہیں ان کی پسند کے مطابق مرتبے دئے جائیں گے اور خدا کی بارگاہ سے انہیں ہر وہ چیز عطا کی جائے گی جس کی وہ خواہش کریں گے اور وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔
نمبر (۱۴) اللہ تعالیٰ ان پر نظرِ رحمت فرمائے گا۔ اور ان سے اپنے لطف و کرم سے کلام بھی فرمائے گا۔

نمبر (۱۵) تمام صحابہ کرام ایسے افعال و کردار کے حامل تھے کہ ان سے کبھی بھی کوئی ایسا کام سرزد نہ ہوا جس کا انجام خدا کی ناراضگی ہو اور وہ ہر وقت ایسے کاموں میں کوشاں رہتے تھے جن سے دنیا میں بھی اللہ کی رضا حاصل رہے

اور آخرت میں بھی وہ اجر و ثواب کے مستحق ہوں اور وہ جنت میں اعلیٰ درجات پر فائز ہوں گے۔

اگر کسی کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو کہ صحابہ کرام کے درمیان اختلافات بھی پیدا ہوئے بلکہ جنگیں تک بھی ہوئی ہیں پھر ان میں سے حق پر کون تھا اور مد مقابل کے متعلق کیا شرعی حکم ہوگا۔ تو گزارش ہے کہ صحابہ کرام کے درمیان جو بھی اختلاف پیدا ہوئے وہ اصول دین کے متعلق نہیں تھے اور نہ ہی ان کی جنگیں اسلام اور کفر کی جنگیں تھیں۔ بلکہ ان کے اختلافات اجتہادی غلطیوں یا بعض غلط فہمیوں پر مبنی تھے جس کا ایمان اور اسلام پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بڑے بھائی الشد کے پیغمبر حضرت ہارون علیہ السلام سے غلط فہمی کی بنا پر جھگڑا کیا۔ تو رات کی تختیاں زمین پر پھینک دیں اور ایک ہاتھ سے حضرت ہارون کے سر کے بال پکڑ لئے اور دوسرے ہاتھ سے آپکی داڑھی پکڑ لی اور کہنے لگی تو حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا۔ يٰاَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي (طہ ۹۴، اعراف ۱۵۰) اے میرے ماں جائے میری داڑھی اور میرے سر کے بال نہ کھینچ۔ لیکن اس مقام پر حضرت موسیٰ کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ آپ اس غلط فہمی میں حضرت ہارون سے دست و گریباں ہوئے تھے کہ شاید حضرت ہارون نے قوم کو بچھڑے کی پوجا کرنے سے منع نہیں فرمایا تھا۔ حالانکہ حضرت ہارون علیہ السلام اس سے بری الذمہ تھے۔ اسی طرح اگر کسی صحابی کو کسی صحابی کے بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا ہوئی اور وہ ان سے جھگڑا۔ لیکن درحقیقت وہ صحابی اس الزام سے بری الذمہ تھے تو دونوں گروہ خدا کی بارگاہ میں گناہ گار نہیں ہوں گے۔ سورہ حجرات ۹ میں ارشاد خداوندی ہے۔ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَلَوْا فَلَا ضَلٰحَۃَ فِيْهِمَا فَاِنَّ يَخْتَصِمٰۤہُمَا عَلٰی الْاَكْثَرِیِّ فَمَا تَلَوَالَّتِیْۤیٰۤیٰ حَتّٰی

تَفِيئِي إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَادَتْ فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ - إِنَّمَا اللَّهُ مَنَّونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔ ”اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرو اور پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کرو اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔ مسلمان مسلمان کے بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحم ہو۔“ (حجرات ۹)

اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں سے ایک دوسرے سے متعلق دنیا والی ناراضگی دور فرما دے گا۔ ارشاد خداوندی ہے: وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ (اعراف ۴۳) وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ۔ (حجرات ۴۷) یعنی اور ہم نے ان کے سینوں سے ایک دوسرے کے متعلق ناراضگیاں دور فرمادیں وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر جنت میں آئے سائے تختوں پر بیٹھے ہیں۔ چونکہ ان کا آپس میں اسلام اور ایمان کا کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی صحابہ کے مابین اس اختلاف اور پھر صلح کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ هَذَا أَسِيدٌ لَعَلَّ اللَّهُ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (بخاری ص ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷) یعنی میرا یہ نواسہ (حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ) سردار ہے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائے گا۔ اور یہ بات ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مقابل دوسرا گروہ۔ جن سے آپ نے صلح فرمائی تھی اور ان کے ہاتھ پر بیعت بھی فرمائی تھی اور جن کو آپ نے اپنی خلافت بھی تفویض فرمادی تھی وہ جناب سیدنا

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کی ذات تھی۔ اب جناب نجر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
 دونوں گروہوں کو اہل اسلام قرار ہے ہیں تو پھر ان میں سے کسی بھی ایک گروہ کے
 متعلق ان کے اسلام اور ایمان میں شک کرنے والے نے حضور علیہ السلام کے
 فیصلہ کو قبول نہیں کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ قبول نہ کرنے والے کے
 متعلق ارشاد خداوندی ہے۔ فَلَا وَتَرَاتِبَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ
 فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ
 وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (نساء ۶۵) یعنی اسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ
 کے رب کی قسم جو شخص آپ کے فیصلے کو قبول نہیں کرتا وہ ایماندار نہیں ہے۔
 ایک مقام پر فرمایا۔ وَمَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِ وَلَا الْمُؤْمِنَةِ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَ
 سُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ
 اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا (احزاب ۳۶) یعنی جب
 اللہ اور اللہ کا رسول کسی بات کا فیصلہ فرمادیں تو پھر ایمان والے کے لئے کچھ پس و
 پیش کا اختیار ہی باقی نہیں رہتا۔ اور جس نے پھر اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ
 کو نہ مانا تو بے شک وہ کھلی گمراہی میں پڑا۔

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں حکم بھی تو یہی ملا ہوا ہے۔ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ
 فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهِ سَوَّلٌ (نساء ۵۹) کہ اگر کسی بھی مسئلہ
 میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اس کا حل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بارگاہ سے حاصل کیا کرو۔ بلکہ ان جنگوں کے بعد حضرت علی نے خود یہ خط لکھ
 کر اپنے گورنروں کے پاس بھیجا تھا۔ والظاهر ان ربنا واحد ونبينا واحد
 ودعوتنا في الاسلام واحدة ولا نستزيدهم في الايمان
 بالله والتصديق برسوله ولا يستزيدوننا الامر واحد الا ما

خُتْلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ عِثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بِرَاءٌ۔ (بیج البلاغہ مطبوعہ مصر ص ۵۰۷ خطبہ ۵۸) ”یہ ایک حقیقت ہے ہمارا اور امیر معاویہ کا خدا ایک ہے ہم ایک ہی نبی کے ماننے والے ہیں اور ہماری دعوت اسلام بھی ایک ہی ہے۔ نہ ہم کو ان پر اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے میں کچھ فوقیت ہے نہ ان کو ہم پر۔ ہمارا تمام معاملہ ایک جیسا ہی ہے مگر ہم میں حضرت عثمان کی شہادت کے متعلق اختلاف ہو گیا اور خدا گواہ ہے میں اس معاملہ میں بالکل بری الذمہ ہوں۔“

ایک مقام پر تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے دشمنوں کو صاف صاف کافر فرما دیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ یُعِجِبُ الزَّرَّاعَ لِيَغِثَ بِهِمُ الْكُفَّارَ۔ (فتح ۲۹) یعنی اسلام کی ترقی اور صحابہ کرام کی زیادتی دیکھ کر کافروں کے دل غیظ و غضب سے جل بھن جاتے ہیں۔ لہذا

ہمارے لئے نجات کا راستہ یہی ہے کہ جب ہم اپنے ماں باپ کی کسی غلطی کی تشہیر و تجسّیس مناسب خیال نہیں کرتے تو جو ہستیاں ہمارے ماں باپ سے ہزار گنا افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ہیں ان کی ذوات مقدسہ کو بھی اپنا نشانہ بحث نہ بنائیں۔ لہذا جب کسی ہستی کا صحابی ہونا ثابت ہو جائے تو بس پھر خاموش ہو جاؤ۔ آگے وہ جانیں اور خدا جانے۔

بعض بازیگر۔ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ۔ اور اَصْحَابُ النَّارِ سے دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جی خود قرآن فرماتا ہے کہ کچھ صحابی جنتی ہیں اور کچھ دوزخی ہیں تو جناب گزارش یہ ہے کہ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ سے مراد حضرت آدم سے لیکر تمام قیامت کے تمام جنتی لوگ ہیں اور اَصْحَابُ النَّارِ سے مراد حضرت آدم کے زمانے سے لیکر قیامت تک کے تمام دوزخی لوگ مراد ہیں؟ ہاں۔ جہاں اصحاب البیہ یا اصحاب الرسول وغیرہ لکھا ہو یعنی صاحبیت کی نسبت حضور کی

ذات کی طرف ہو وہاں حضور کے صحابہ ہی مراد ہوں گے۔ اور ان آیات میں ایسا کوئی بھی لفظ موجود نہیں جس سے اس بات کا شبہ بھی کیا جاسکے۔ اور اگر جہاں بھی اصحاب کا لفظ آجائے تو اس سے حضور کے صحابہ ہی مراد لینے ہوں تو پھر ان الفاظ قرآنی کا کیا مطلب ہوگا۔ مثلاً۔ **أَصْحَابُ السَّبْتِ**۔ ہفتہ والے (نساء ۴۷) **قَابِلٌ** کو **مِنَ أَصْحَابِ النَّارِ** کہا گیا (مائده ۲۹) **اصحاب**۔ بمعنی دوست اور ساتھی (الانعام ۷۱) **وَنَادَى أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابِ النَّارِ** (اعراف ۴۲) یعنی جنتی لوگ دوزخیوں کو آؤزیدیں گے۔ **وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ** (رح ۲۲، توبہ ۷۰) یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم۔ **أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ**۔ (ق ۱۲، ص ۱۳، شعراء ۱۶۶، حجر ۷۸) یعنی جھاڑی والے۔ مراد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم۔ **أَصْحَابُ الْحِجْرِ** (حجر ۸۰) یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم یعنی قوم ثمود۔ **أَصْحَابُ الْكُحْفِ** (کہف ۹) غار والے۔ یعنی اصحاب کہف۔ **أَصْحَابُ التَّوْبِ** (فرقان ۳۹) کنویں والے۔ یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم۔ **أَصْحَابُ مُوسَى** (شعراء ۶۱) یعنی قوم موسیٰ۔ **أَصْحَابُ الشَّفِیْنَةِ** (عنکبوت ۱۵) یعنی حضرت نوح پر ایمان لانے والے ۸۷ مردوزن۔ **أَصْحَابُ الْقُرْبَةِ** (یس ۱۳) بستی والے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی۔ **أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ** (واقعہ ۸) یعنی جن کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ دایہنی طرف والے۔ **أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ** (واقعہ ۹) بائیں طرف والے۔ یعنی جن کے نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ **أَصْحَابُ الْقُبُورِ** (ممتحنہ ۱۳) یعنی قبروں والے۔ **أَصْحَابُ الْجَنَّةِ** (قلم ۷۱) یعنی باغ والے۔ **أَصْحَابُ الْفِيلِ** (فیل ۷۱) ہاتھی والے یعنی ابرہہ اور اس کا تمام لشکر وغیرہ۔ اب بتاؤ کہ جہاں بھی اصحاب

کا لفظ آجائے اس سے حضور کے صحابہ ہی مراد ہوتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں یہ ایک جاہلانہ چال ہے۔ لفظ اصحاب جس بھی چیز کی طرف مضاف ہوگا اسی کے مطابق اس کا ترجمہ کیا جائے گا۔ ہاں جہاں اصحاب النبی یا اصحاب الرسول وغیرہ الفاظ ہوں تو صرف وہاں حضور کے صحابہ مراد ہوں گے۔ اور مذکورہ بالا آیات میں ایسے کوئی الفاظ موجود نہیں لہذا یہاں کسی بھی طرح اور کسی بھی صورت میں حضور کے صحابہ مراد نہیں لئے جاسکتے۔ فاعتبروا یا اولی الابواب۔

نیز فرمان الہی۔ اِنْ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (توبہ ۲۳) یعنی اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں تو پھر تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا تو یہی لوگ ظالم ہوں گے۔ سے استنباط کیا جاسکتا ہے کہ جو کافروں اور منافقوں سے دوستی رکھے اللہ کے نزدیک وہ ظالم ہے۔ میں دعوت فکر دیتا ہوں ان بھٹکے ہوئے دوستوں کو جو معاذ اللہ صحابہ کرام یا ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی کسی بھی طرح شبہ رکھتے ہوں کہ اگر خدا نخواستہ وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ آپ نے سمجھا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یا جناب علی المرتضیٰ نے ان کو تمام زندگی کیوں گلے لگائے رکھا۔ ان کو اپنی بارگاہ سے نکال کیوں نہیں دیا تھا۔ حالانکہ فرمان الہی وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ - (محمد ۳۰) یعنی - اور اسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ضرور انہیں (منافقوں کو) ان کے بات کرنے کے طریقے ہی سے پہچان لو گے۔ کے تحت مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضور نے روز جمعہ ایک ایک کا نام لیکر فرمایا۔ اُخْرِجْ يَا فُلَانٌ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ یعنی اے فلان اٹھ کر میری مسجد سے باہر نکل جا کیونکہ تو منافق ہے (خطبات محمدیہ المحدثہ و فوائد سلفیہ وغیرہ) اس طرح اس دن آپ نے تقریباً ساڑھے تین سو

منافقوں کو اپنی مسجد شریف سے نکال دیا تھا۔ تو پھر آپ نے (معاذ اللہ) آخری دم تک باقی کئی منافقوں کو کیوں اپنا مقرب بنائے رکھا۔ کیا آپ کے ایسا کرنے سے آپ پر آیت بالا کے تحت کوئی الزام تو نہیں آتا؟ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صاف حکم مل چکا تھا۔ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ** (تحریم ۹، توبہ ۳۷) یعنی اُسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کافروں اور منافقوں سے جہاد فرمائیں اور ان پر سختی فرمائیں۔ لیکن کیا آپ نے کسی بھی اپنے صحابی سے یا حضرت علیؑ نے ان حضرات سے کبھی بھی ایسا رویہ اختیار فرمایا؟ اگر تو فرمایا تھا تو ثبوت و کار ہے اور اگر آپ نے ایسا کچھ نہیں کیا تو آخر کیوں؟ کیا اس طرح آپ پر حکم خداوندی کا انکار لازم نہیں آئے گا؟ جلدی نہ کریں۔ ایمان کا معاملہ ہے ذرا سوچ کر اور تعصب و ہٹ دھرمی کی عینک اتار کر جواب دیں۔ انشاء اللہ آپ پر حق واضح ہو جائے گا۔

اسی طرح فرمان خداوندی **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً** (توبہ ۱۲۳) یعنی اے ایمان والو! لڑو تم ان سے جو تمہارے قریب کافر ہیں اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی محسوس کریں۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایمان والوں میں داخل ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں اور جیسا کہ واقعی ہیں تو پھر کیا حضور نے یا حضرت علیؑ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کے بارے میں کوئی ایسی کاروائی فرمائی تھی۔ جن کے متعلق آپ لوگ شکوک و شبہات میں مبتلا ہیں؟ اور اگر نہیں فرمائی تو کیا آپ نے حکم خداوندی کا خلاف تو نہیں کیا؟ نیز ارشاد خداوندی ہے۔ **الْمُتَرَاتِلِ الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ** ----- **أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا**۔ (مجادلہ ۱۴) یعنی جو لوگ ایسے لوگوں سے دوستی رکھیں گے (یا درہے کہ رشتے لینے اور دینے

بھی "تولوا" کے تحت آتے ہیں) جن پر اللہ کا غضب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے
 ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ذرا اس آیت کو بھی بار بار اور
 بغور پڑھیں اور اپنے ایمان کا فیصلہ فرمائیں نیز یہ آیت بھی تلاوت فرمالیں۔
 لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ
 اللَّهَ وَرَسُولَهُ - (مجادلہ ۲۲) یعنی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے والی
 قوم کو تم اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے کبھی بھی دوستی رکھتے نہ دیکھو
 گے۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يَكْفُرُ
 بِهَا وَيَسْتَهْزِئُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ - اِنَّكُمْ اِذَا مِثْلَهُمْ
 (نساء ۱۴) یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار اور مذاق کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے
 والا بھی خدا کے نزدیک انہی جیسا ہوتا ہے۔ ایک اور مقام پر اس کے ساتھ فرید
 یہ بھی فرمایا۔ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (العام ۶۸)
 یعنی پتہ چل جانے کے بعد ظالموں کے پاس بھی نہ بیٹھا کرو۔ آگے فرمایا۔ وَذَرِ
 الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا - اَلَمْ يَكُنْ (العام ۷۰) اور چھوڑ
 دے ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور سہسی بنا رکھا ہے۔ ایک مقام
 پر بعض لوگوں کی کافروں سے دوستی بیان فرمانے کے بعد فرمایا۔ وَلَوْ كَانُوا لِيُؤْ
 مِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا نُنْزِلُ إِلَيْهِمْ مَّا يَتَّخِذُونَ أُولِيَاءَ -
 (مائدہ ۸۱) یعنی اگر یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی کتاب پر سچے
 دل سے ایمان لانے والے ہوتے تو کبھی بھی ان کافروں (مشرکوں اور منافقوں) کو
 اپنا دوست نہ بناتے۔ ایک مقام پر یہ اشارہ بھی ملتا ہے۔ وَمَنْ يَتَّخِذْ
 لَهُمْ مِنْكُمْ صَائِدَةً مِنْهُمْ - (مائدہ ۵۱) یعنی جو جس سے دوستی
 رکھے گا خدا کی بارگاہ میں وہ اسی جیسا سمجھا جائے گا۔ ایک مقام پر حکم ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ۔

(ممتحنہ ۱۳) یعنی اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو کبھی بھی دوست نہ بناؤ۔ ایک مقام پر فرمایا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ۔ (ممتحنہ ۱۳) یعنی اے ایمان والو جن پر اللہ کا غضب ہے ان سے دوستی نہ کرو۔ ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ اگر بد عقیدہ اور منافق لوگ مسجد بھی تعمیر کر لیں تو۔ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا (توبہ ۱۰۸) اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کی مسجد میں تشریف نہ لے جائیں۔ ان چند مندرجہ بالا آیات کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور پھر فیصلہ فرمائیں کہ جن خوش بختوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام زندگی ساتھ ساتھ لئے پھرے ان کے فضائل بیان فرماتے رہے ان سے رشتے لیتے رہے اور ان کو رشتے دیتے رہے ان سے رشتہ زوہیت استوار فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ بعض کو تو دنیا سے پر وہ فرما جانے کے بعد عالم برزخ میں بھی اپنے قدموں سے دور نہیں ہونے دیا۔ ان کی بڑی بڑی مثلاً کتابت وحی تک کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ ان کے لئے دعائیں فرماتے رہے۔ کیا معاذ اللہ ان کے ایمان و یقین میں کچھ نقص تھا اور اگر معاذ اللہ کچھ ایسی بات تھی تو پھر مندرجہ بالا چند آیات مقدسہ کو سامنے رکھ کر اپنے ایمان کا فیصلہ کریں اور حضور کے بارہ میں اپنے منعمومہ عقائد کے مطابق ذرا تصور تو کریں۔ استغفر اللہ۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر صحابہ کرام کی شان بڑے واضح انداز میں بیان فرمادی ہے۔ فرمایا۔ مُحَمَّدٌ شَرُّهُ سُبُلُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّافًا سَاجِدًا يَنْتَعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ۔

ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْبَةِ ۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِثْمِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ ۖ فَازَرَّهُ فَاسْتَعْلَظَ ۖ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيُخِيطَ بِهِمْ ۖ وَالْكَفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً ۖ وَأَجْرًا عَظِيمًا - (فتح - ۲۹) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برحق رسول ہیں۔ اور آپ کے صحابہ کرام کافروں پر بڑے سخت ہیں۔ ایمان والوں کے ساتھ مہربانی کرنے والے ہیں۔ تو دیکھئے گا کہ حضور کے تمام صحابہ رکوع اور سجدے کرنے والے (نماز قائم رکھنے والے ہیں) وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا کے طالب ہیں اور ان کا خاص نشان خدا کے حضور بہت زیادہ سجدے کرنے کی وجہ سے ان کے چہرے کا نور ہوگا۔ (جو اس دنیا میں بھی ظاہر ہوگا اور قیامت کو بھی ان کے چہرے اور بالخصوص سجدوں کے نشان چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ تاباں ہوں گے) اور صحابہ کرام کی ان صفات حمیدہ کا ذکر تورات اور انجیل میں بھی موجود ہے۔ (اور مثال دین اسلام میں صحابہ کرام کی روز بروز کی ترقی کی ایسی ہے جسے ایک کھیتی ہو) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اس نے اپنا ایک بیٹھا (کونیل - سوئی - گلہ) نکالا (پہلے ایک شخص ایمان لایا) پھر اس نے طاقت دی اس کو پھر وہ موٹی ہو گئی۔ پھر وہ مضبوطی کے ساتھ اپنی جڑ پر سیدی کھڑی ہو گئی (پھر وہ ہوئے پھر تین حتیٰ کہ بالآخر تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار کا جم غفیر بن گیا اور شرق و غرب میں اللہ کا دین غالب ہو گیا۔ فلشدا محمد) بہت پیاری لگتی ہے کسانوں کو (اسلام کی کھیتی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پیارے محبوب کے ان سچے خادموں اور عاشقوں کی مقدس جماعت کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے) اور کافران صحابہ کی اس پاکباز جماعت کو دیکھ کر جل بھیج جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

نے ان ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں (صحابہ کرام) سے بخشش اور بہت بڑے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس اہمیت جلیلہ کو بغور پڑھ لینے، سمجھ لینے اور اس پر یقین کر لینے کے بعد ماننے والے کے لئے صحابہ کرام کی عزت و عظمت، ان کی طہارت و نزہت اور ان کی نجات و مغفرت کے متعلق اغلباً کسی اور حوالے یا ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اپنی بارگاہ میں اپنے صحابہ کرام کو حاضری اور صحبت کا شرف بخشے تھے تو یہ محض ایک اتفاق یا رواداری کے تحت نہیں تھا بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور حکم بھی شامل تھا۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ (الانعام ۵۲) یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان پاکباز صحابہ کرام کو (کافروں کے تالیف قلوب کی غرض سے) اپنی بارگاہ سے دور نہ فرماؤ۔ وہ تو صبح و شام محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔ اور تقریباً اللہ کے ہر پیغمبر کو یہی حکم تھا کہ اپنے صحابہ کو اپنے حضور سے جدا نہ کیا کرو۔ اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اس بات کا اظہار فرماتے ہوئے کافروں کو یہ جواب دیا تھا۔ وَمَا آتَا بِطَارِدِ اللَّهِ الْمُؤْمِنِينَ (شعراء ۱۱۴) یعنی اے کافروں میں تمہاری خوشی کی خاطر اپنے ان ایمان کے پتلے۔ صحابہ کو اپنی بارگاہ سے دور نہیں کروں گا۔

ایک مقام پر ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ وَاصْبِرْ لِنَفْسِكَ مِنَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ (کہف ۲۲) یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان خلوص و وفا کے پیکر صحابہ کرام کے

پاس جلوہ افروز ہوا کریں۔ وہ تو محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی چاہتے ہوئے صبح و شام اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ حضور کی بارگاہ کے فیض یافتہ صحابہ کرام تو ایسے شرف و مقام کے مالک ہیں اور ”يُحِبُّكُمْ“ اللہ کا مکمل و اکمل طور پر مصداق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے فرشتے ہر ہر وقت ان پر صلوٰۃ پڑھتے رہتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَاحِمًا تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا (احزاب ۴۴-۴۲) اللہ تعالیٰ وہ رحیم و کریم ذات ہے جو اسے محبوب کے صحابہ تم پر ہر وقت اپنی رحمت ہی برساتی رہتی ہے اور اللہ کے فرشتے بھی تمہارے لئے دعائے رحمت فرماتے رہتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہیں کفر و شرک اور معصیت و عدوان کے اندھیروں سے نکال کر نور اسلام اور نور ایمان سے منور رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر بڑا مہربان ہے۔ ملاقات کے دن ان کا تحفہ۔ سلام ہوگا۔ (نزع کے وقت قبر میں، حشر میں، اور جنت میں اللہ کے فرشتے ان کے پاس حاضری کے وقت انہیں اللہ کا سلام پہنچائیں گے) اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بڑا عزت والا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ ایک مقام پر صحابہ کرام کو خیرُ الاولیاء فرماتے ہوئے ارشاد ہوا۔ کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلْعَالَمِينَ (آل عمران ۱۱۰) یعنی تم بہتر ہوان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ (کنز الایمان ص ۹۴) نیز سورہ نمل کی آیت ۵۹ سَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ کے متعلق جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔ (نور العرفان ص ۵۵۲)

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے پیارے محبوب کے صحابہ کرام کو (بعد از انبیاء اپنے زمانے کی) بہترین مخلوق قرار دیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِیَّةِ ۚ جَزَاءُ هُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ۖ رَاضِیْنَ بِاللّٰهِ عَنْهُمْ وَرَاضُوْا عَنْهُ خَالِدِیْنَ ۚ لِمَنْ خَشِیَ رَآبِعُهُ ۚ (بینہ ۱-۸) یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ بہترین مخلوق ہیں (کیونکہ اس سے قبل مشرکین اور اہل کتاب کے ایمان نہ لانے کا بیان ہے لہذا ان کے مقابل جن ایمان والوں کا ذکر ہو رہا ہے وہ یقیناً اسی زمانے کے ایمان والے یعنی حضور کے صحابہ کرام ہی ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ”جنت عدن“ (جنت کا ایک اعلیٰ درجہ) ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ بھی اللہ تعالیٰ (کی عنایات و عطا پر) راضی ہیں۔ یہ اس کے لئے ہے جو دُعا ہے اپنے رب سے۔ ایک مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔ یَوْمَ لَا یُخْزٰی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ ۖ نُوْرٌ هُمْ لَیْسُ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ ذِیَارًا ۚ فِیْهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰتِنَا ۖ لَنَا نُورًا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (تحریم ۸) یعنی اللہ تعالیٰ روزِ محشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھ ایمان لانے والے (صحابہ کرام کو) رسوا نہیں فرمائے گا۔ روزِ محشر ان کا نور ان کے آگے (اور پیچھے) ان کے دائیں (اور بائیں ہر طرف) صوفشاں ہوگا۔ اور وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب کریم ہمارا نور اور زیادہ فرما اور ہماری مغفرت فرما۔ اے قادرِ کریم بے شک تو ہر بات اور ہر شے پر قادر ہے۔

ایک مقام پر فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَاضِیْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ

وَالشَّهَادَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ۔ (حدید ۱۹) یعنی اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے صحابہ کرام یہی درحقیقت سچے ہیں اور اپنے رب کے بارے میں سچی گواہی دینے والے ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا ثواب ہے اور انہیں اس ثواب کے بدلے میں اللہ کی بارگاہ سے نور عطا کیا جائے گا۔

درج کل کے بعض جاہل اور ملحد قسم کے نعت گو شاعر خود بھی اللہ کے خوف سے بے خوف ہوتے ہیں۔ اور اپنے ملحدانہ کلام کے ذریعہ لوگوں کو بھی اللہ کے عذاب، عذاب قبر، حشر و نشر اور پلٹراؤ و میزان اور دوزخ سے محض کسی کا نام لینے پر اور شریعت کی اطاعت کے بغیر بلکہ انکار پر بھی۔ مکمل طور پر بے خوف کرنے کا نظریہ دیتے ہیں اور لوگ اس خوشی میں کہ انہوں نے شریعت سے ہماری جان چھڑا دی اور محض کسی کا نام لینے پر ہمیں آخرت کے فکر سے آزاد کر دیا ہے ان پر نوٹوں کی بارش کر دیتے ہیں۔ انشاء اللہ کل قیامت کو ان کے یہ نوٹ ان کے لئے بچھو اور سانپ بن جائیں گے۔ اور بعض اس سے بھی چند قدم آگے بڑھتے ہیں اور جنت سے بھی بیزاری کا اظہار کر دیتے ہیں بلکہ جنت کا انکار کر دیتے ہیں۔ خدا را ان دولت کے پجاریوں ایمان کے ڈاکوؤں اور ان کے اتحاد و زندہ عقائد سے بچنے کی کوشش کیا کریں۔ اور ان کے دام فریب میں آکر اپنا ایمان برباد نہ کریں۔ اللہ کا قرآن تو یہی بتاتا ہے کہ جو اللہ کے عذاب سے بے خوف ہوا وہ سیدھا دوزخ میں گیا۔ نیز ذرا ہوش سے کام لیتے ہوئے جوش سے بچتے ہوئے سوچیں کہ جب جناب سیدنا ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین جو کہ صرف حضور کا ذکر ہی نہیں بلکہ دن رات حضور کا دیدار بھی کرنے والے تھے وہ شریعت سے آزاد اور عذاب قبر، حشر و نشر اور پلٹراؤ و میزان سے بے خوف نہ ہو سکے

اور انہوں نے کبھی جنت لا پرواہی کا ذکر نہ کیا بلکہ دن رات رو کر اللہ کے عذاب سے پناہ اور جنت کا سوال کیا کرتے تھے۔ بلکہ تعلیم امت کی خاطر اس طرح کی تمام دعائیں خود حضور کا معمول تھیں تو آج کون ان پاک ہستیوں سے بڑا عاشق رسول پیدا ہو گیا ہے جو عذاب الہی سے بے خوف ہو جائے شریعت کو مولویانہ دکھلاوے کی باتیں کہے اور جنت سے بیزاری کا اظہار کرے۔ میں قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں قسم اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ایسا شخص واقعی جنت میں نہیں جاسکتا۔ کیونکہ جنت حضور کی شریعت کی پیروی کرنے والوں کے لئے ہے۔ شریعت محمدیہ سے انحراف اور انکار کرنے والوں کے لئے نہیں۔ اور پھر اللہ کا شائع اللہ۔ انہیں حضور سے نہیں بلکہ آپ کے نوٹوں سے محبت ہوتی ہے۔ اور اس کام کو انہوں نے بطور بزنس اپنایا ہوتا ہے۔ حضور کی بارگاہ میں نذرانہ تو کیا پیش کرنا ہوتا ہے اکثر بے چارے یہ بھی نہیں جانتے ہوتے کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ اور اس کا معنی کیا ہے۔ یاد رکھو حضور کی نعت ضرور پڑھو۔ یہ ایک بہترین عبادت ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ آپ کی نعت وہ پڑھے جو کہ آپ کی شریعت پر بھی عمل کرنے والا ہو۔ اس میں کوئی کلام خلافت شریعت نہ ہو۔ کسی فلمی گانے یا مرثیے کی طرز پر نہ ہو۔ ناز و نخر سے اور شوخیاں کر کر کے نعت نہ پڑھی جائے بلکہ انتہائی ادب و احترام سے بلکہ شیخ محقق محدث عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ تو فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو حضور کی بارگاہ میں حاضر تصور کرے۔ مختصراً یوں کہا جاسکتا ہے کہ نعت شریف لوگوں کی بارگاہ میں نوٹ حاصل کرنے کے لئے نہیں پڑھنی چاہیئے۔ بلکہ حضور کی بارگاہ میں آپ کی رحمت اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے پڑھنی چاہیئے۔ نہ پہلے پیشگیاں (سائیاں) لی جائیں اور نہ جا کر کوئی مطالبہ کیا جائے (یہ مسئلہ سب کے لئے ہے چاہے کوئی مولوی ہو یا حافظ و قاری

ہو) ہاں اپنے شوق اور محبت سے وہ بوگ واپسی پر کچھ خدمت کریں تو اللہ کا فضل سمجھ کر قبول کرنا چاہیئے اپنے نفس کو بڑا اور متصوف بنانے کے لئے غرور و تکبر سے خدمت کے قبول کرنے سے انکار بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ اس سے بڑا گناہ اور ذریعہ فساد ہے۔ اگر کوئی کچھ بھی خدمت ظاہری نہ کرے تو دل میں کوئی ملال نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تم نے ان کا کوئی کام نہیں کیا اللہ اور اللہ کے رسول کا ذکر کیا ہے وہ ہی تمہیں اس کا اجر دے گا۔ ہاں البتہ جو شخص مستقل طور پر کہیں ڈیوٹی دیتا ہے اس کے تمام جائز ضروریات کو پورا کرنا ان لوگوں کا حق ہوتا ہے لہذا وہ اپنی گھریلو ضروریات کے مطابق ان سے کچھ وظیفہ مقرر بھی کرے تو بھی جائز ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین، جناب سیدنا علی المرتضیٰ، جناب سیدنا امام حسن اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کے گھروں کے تمام اخراجات پورے کرنے کے لئے مسلمانوں کے اجتماعی فنڈ یعنی بیت المال سے ان کے وظیفے مقرر تھے۔ اور سب حضرات وصول فرماتے تھے۔ اگر کوئی جاہل۔ علماء کے ان وظائف کو غلط ناجائز اور حرام سمجھتا ہے اور کہتا ہے تو اسے ان ذوات مقدسہ کے متعلق بھی سوچنا پڑے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور کا سچا اور پکا غلام بے دام بنائے۔ آمین۔ اللہم یا ربنا آمین بجاہ سید المرسلین۔ والسلام علی من التبع الصدی۔ وما علینا الا البلاغ المبین ہ

قارئین کرام اس مختصر سے مضمون میں آپ نے ایک سو اکیس (۱۲۱) آیات قرآنیہ کے حوالے اور روشنی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام کی عزت و عظمت، ایمان و ایقان، طہارت و نزہت، عفت و عصمت، حضور کی اطاعت و تابع فرمائی اور ان کا خلوص و تلبہت ملاحظہ فرمائی۔ انشاء اللہ العزیز

آپ پر حق بالکل واضح ہو چکا ہوگا۔ اور آپ اچھی طرح سمجھ چکے ہوں گے کہ حضور کے تمام صحابہ کرام یقینی اور قطعی جنتی ہیں۔ ہمیں یہ اجازت اور منزلت حاصل نہیں کہ ہم ان ذوات مقدسہ کی چھان بین کریں یا ان کی غلطیاں نکالیں یا ان کی کسی بھی خطا و اجتہادی کے سبب ان کے متعلق زبان طعن دراز کریں۔ کیونکہ خطائے اجتہادی گناہ نہیں بلکہ اس پر بارگاہ رب کریم سے ایک ثواب عطا ہوتا ہے (بخاری ص ۷ وغیرہ) اور اگر خدا نخواستہ ان سے کوئی غلطی ہو بھی گئی ہو تو جس ذات کریم کی بارگاہ میں غلطی کی گئی ہے اس نے اسی وقت ہی ان کے متعلق اپنی معافی بخشش اور فضل و کرم کا اپنے پاک قرآن میں اعلان فرما دیا۔ تو جس کی غلطی خدا معاف فرما دے کسی اعلان والے کو اس پر ناراض رہنے کا کیا حق ہے۔ یعنی اس کو اللہ نے تو معاف فرما دیا ہے لیکن یہ اب بھی اسے معاف کرنے کو (اس کو برے الفاظ سے یاد نہ کرنا) تیار نہیں۔ اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ اسے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی منظور نہیں ہے تو جو خدا سے ٹاکرہ لگا کر بیٹھا ہو وہ حضور کے کسی صحابی کی شان کا انکار کر دے تو کون سی تعجب کی بات ہے۔ نیز جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی پر ماحیات ظاہری راضی اور خوش رہیں ان کو طرح طرح کے انعامات و کرامات سے نوازیں ان کے لئے دعائیں فرمائیں ان پر کرم پر کرم فرماتے ہی جائیں، شرف پر شرف بخشتے ہی جائیں تو کسی ایمان والے کو یہ کب زیب دیتا ہے کہ وہ کسی بھی مقبول بارگاہ مصطفوی سے ناراض رہے یا ان کی عزت و تعظیم و تکریم و تحسین نہ کرے۔ اور اگر فرض محال کوئی ناراض رہا ہی کرے تو اس سے ان ذوات مقدسہ کی شان میں تو کچھ فرق نہیں آئے گا البتہ اللہ اور اللہ کے رسول کا فیصلہ نہ مانتے کی وجہ سے اس کے دونوں جہان برباد ہو جائیں گے اور اگر کوئی شخص اہل بیت اطہار، بالخصوص جناب سیدنا علی المرتضیٰ، سیدتنا فاطمہ الزہرا، سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ

عنہم اجمعین کی ذوات مقدمہ کا بیانہ بنا کر حضور کے کسی بھی صحابی کی گستاخی کرے تو پہلے اسے بنظر انصاف یہ دیکھنا اور سوچنا پڑے گا کہ ان ہی ذوات مقدمہ کا مذکورہ ہستی سے کیا تعلق تھا۔ اس سے کیسے مراسم تھے۔ اس ہستی کے متعلق ان ذوات مقدمہ کے فرامین اور ریمارکس کیا ہیں۔ ان حضرات کا اس شخص سے کیا کیا رشتہ قرابت ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ کسی صحابی کا ان ذوات مقدمہ سے کبھی کوئی اختلاف پیدا ہو ہی گیا تو اس اختلاف کی نوعیت کیا تھی۔ اس اختلاف کے متعلق اللہ کا قرآن کیا اشارہ دیتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے متعلق کیا فرمان ہے۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس اختلاف کے متعلق کیا وضاحت فرماتے ہیں۔ امامین کریمین جناب سیدنا امام حسن اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کا اس صحابی کے ساتھ کیا تعلق رہا۔ نیز صحابہ کرام تابعین کرام، تبع تابعین عظام، آئمہ کرام، اکابرین اسلام، سلف صالحین، محدثین کرام، مفسرین کرام، مجتہدین اسلام اور آج کے بھی اکثر اہل اسلام حضرات کا ان کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔ اولاً تو جو مسئلہ قرآن پاک سے بالتصریح یعنی عبارت النص سے ثابت ہو جائے وہ کسی اور دلیل کا محتاج ہی نہیں رہتا۔ ثانیاً جب فرامین مصطفوی بھی اسی نظریہ و عقیدہ کی تائید و تبیین فرما رہے ہوں تو وہ مسئلہ اور واضح ہو جاتا ہے۔ پھر تقریباً تمام امت محمدیہ (القلیل کا المعدم) کا عقیدہ اور ایمان بھی وہی ہو تو مسئلہ اور واضح ہو جاتا ہے کیونکہ ارشاد خداوندی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِیْنَ ہ (سورہ ۱۱۵) کے مطابق اجماع امت بھی حجت شرعیہ ہے اور تلقی بالقبول نے اس نظریہ اور عقیدے کو مزید واضح کر دیا۔ نیز فرمان مصطفوی۔ مَا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ۔ یعنی جس بات کو اکثر ایمان والے اچھا سمجھیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک

بھی وہ ہی صحیح اور بہتر ہوتی ہے۔ اب اگر ایک طرف کائنات کی کسی بھی کتاب میں چاہے وہ کوئی حدیث کی کتاب ہو یا تفسیر کی، تاریخ کی کتاب ہو یا کسی بھی بڑے سے بڑے شخص کے قول میں کوئی ایسی بات پائی جائے جو عبارت النص کے خلاف پڑتی ہو، فرمان نبوی سے ٹکراتی ہو، اجماع امت کے مقابل ہو یا اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر۔ انبیاء کرام کی عظمت و عصمت پر، صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کی طہارت و نزہت، اللہ کے قرآن کی حقانیت و جامعیت پر یا دین اسلام کے کسی بھی اس جیسے اصولی مسئلہ پر حرف آتا ہو تو ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت، انبیاء کرام کی عظمت و عصمت، صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کی طہارت و نزہت، کلام اللہ کی حقانیت اور دین اسلام کی سطوت پر ایمان رکھتے ہوئے۔ اس روایت۔ اس حکایت اور اس قول کا غلط ہونا تسلیم کر لیں گے کیونکہ اس روایت و حکایت کا بیان کرنے والا یا اس قول کا قائل جو کوئی بھی ہے اس کی شان ان ہستیوں سے بڑھ کر نہیں ہے کہ ہم اس کو صحیح کہیں اور ان ذوات مقدسہ کو معاذ اللہ غلط کہہ دیں۔ ویسے بھی کائنات میں ایسی کتاب جس کا ہر حرف اور ہر بات صحیح ہے وہ صرف اور صرف قرآن مجید فرقان جمید ہے۔ اس کے علاوہ ہر کتاب کی ہر بات کو پرکھا جائے گا۔ جو بات قرآن و سنت کی کسوٹی کے مطابق صحیح ہوگی چاہے کسی کتاب میں ہو وہ مانی جائے گی اور جو بات اس کسوٹی کے مطابق غلط ہوگی وہ چاہے کسی کتاب میں بھی ہو رد کر دی جائے گی۔ کیونکہ قرآن و سنت کے علاوہ ہر چیز پر جرح ہو سکتی ہے۔ آئمہ اسلام نے جرح و تعدیل کا اصول اسی لئے قائم کیا ہے تاکہ کسی بھی راستے اور کسی بھی نام سے کوئی آدمی بھی ایمان والے کو دھوکا نہ دے سکے اور گمراہ نہ کر سکے۔

فافہموا یا ادلی الالباب والابصار

صحابہ کی شان حدیث کی زبان

ارشاد خداوندی ہے۔ فَإِنْ تَنَاسَتْ عَنْكُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ۔ (نساء ۵۹) یعنی ہر صاحب ایمان پر یہ لازم ہے کہ جس جس مسئلے کا تحقیق چاہتا ہو تو پہلے اس مسئلہ کا حل قرآن مجید سے تلاش کرے۔ پھر اللہ کے پیارے رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث مقدسہ سے اس مسئلہ کی وضاحت حاصل کرے۔ الحمد للہ و بھمنہ و نستعینہ حضور انور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام۔ نجوم ہدایت، امت کے لئے میزان، بارگاہ خداوندی سے رضی اللہ عنہم۔ لھم یسأءون عند ربھم۔ نورھم یسعی بین یدیھم و یامیانھم۔ یصلی علیکم و ملأ ثقتہ۔ خیر البریہ۔ عند ربھم جنات عدن۔ یریدون وجہہ۔ اشداء علی الکفار۔ ربما و بئھم رکعاً سجداً یدتفون فضلاً من اللہ و رضواناً۔ فصل اسلام مظہر و مرکز۔ افضل الامم۔ افضل امت۔ نسبت خدا کی بیعت والے۔ لیدخلنہم مدخل یرضونہ۔ فائزون۔ یبشرھم ربھم برحمة منہ و رضوان و جنات لھم فیہا لغیم مقیم۔ لا کفرن عنھم سیئاتھم۔ ولا دخلنہم جنات اولئک یرجون رحمة اللہ۔ عندہ اجر عظیم۔ ولا اجر الاخرة اکبر۔ عنھا مبعدون۔ لقد تاب اللہ۔ وعد اللہ الحسنی

الزَّمَمُ كَلِمَةُ التَّقْوَى - حُبُّ الْإِيمَانِ - كَرَمُ الْبَيْتِ
 الْكَفَرِ وَالْفُسُوقِ وَالْفُصْيَانِ - هُمُ الرَّاكِدُونَ - هُمُ الْمُتَقُونَ -
 عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ - أَمَّا حُبُّ اللَّهِ قُلُوبُهُمْ لِلتَّقْوَى - اور مغز بارگاہ
 خدا و بارگاہ رسول و غیرہم کی شان و اے خوش بختوں کا مرتبہ و مقام آپ اللہ اور اس
 کے رسول کی بارگاہ میں - اسلام اور قرآن میں کافی ملاحظہ فرما چکے ہیں - اب قانون
 خداوندی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اختصار کے ساتھ چند ایک احادیث مقدسہ
 سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کی شان اور مقام پر روشنی ڈالتے ہیں -

تہجد (۱) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ
 مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ - (بخاری جلد ۱ ص ۱۰۰ وغیرہ) یعنی
 جناب حضرت انس بن مالک (اور کئی اور صحابہ بھی) بیان فرماتے ہیں کہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - اس قادر و قدیر کی قسم جس کے قبضہ قدرت
 میں میری جان ہے تم میں سے اس وقت تک کوئی بھی ایمان دار نہیں ہو سکتا
 جب تک کہ میں اس کو - اس کے ماں باپ (اس کی بیوی اور اس کے مال - نسلم) اولاد
 اور تمام کائنات سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں -

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام نے حضور کی محبت کا حق ادا فرما دیا -
 اور صرف زبانی دعووں سے نہیں بلکہ اپنے شب و روز کے افعال و کردار سے اپنے
 تو رہے اپنے غیروں پر بھی (حدیثیہ کے مقام پر دوران مذاکرات) اچھی طرح یہ بات
 واضح اور ثابت کر دی کہ پوری کائنات میں جیسی صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم سے محبت کر کے دکھائی ہے اس کی مثال نہ تو پہلے ادوار میں کہیں ملتی
 ہے اور نہ ہی بعد میں قیامت تک کوئی ان ہستیوں سے زیادہ عاشق رسول

ہو سکتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی ان کی عقیدت و محبت کو ایسا
شرف قبولیت عطا فرمایا کہ صاف صاف اعلان فرمادیا کہ ”جو میرے صحابہ کی

محبت والا ہے وہی میری محبت والا ہے اور جس کا میرے صحابہ کے ساتھ کوئی
تعلق نہیں ہے اس کا میرے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ مثلاً ایک روایت
✓ کے الفاظ ہیں۔ اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ
تَبَعِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِیْعِیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِیْغُضِیْ
اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَا اللّٰهَ
وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فِیْوْشِکَ اَنْ یَّاخُذَہُ (ترمذی ص ۲۴۶، مشکوٰۃ

ص ۵۴۶، کتاب الشفاء ص ۲۶۶، الاصابہ ص ۱۷۱) وغیرہ لوگو میرے صحابہ
کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان کو میرے کائنات سے پردہ فرمانے
کے بعد اپنے اعتراضات کا نشانہ نہ بنانا۔ پس جس نے میرے صحابہ سے محبت
رکھی تو درحقیقت اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت رکھی۔
اور جس نے میرے صحابہ سے عداوت رکھی تو اس نے درحقیقت مجھ سے عداوت
رکھ کر ہی ان سے عداوت رکھی۔ (کیونکہ اگر وہ سچے دل سے مجھ سے محبت
رکھتا ہوتا تو میرے صحابہ سے وہ کیسے عداوت رکھ سکتا تھا) سن لو۔ جس
نے میرے صحابہ کو ایذا دی (ہاتھ سے یا زبان سے) پس درحقیقت اس نے
مجھ کو ہی ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی (نافرمانی
کی اور غضب ناک کیا) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی جلد ہی اللہ تعالیٰ اس
کو پکڑے گا۔ صحابی کی تعریف امام بخاری ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔
✓ مَنْ صَحِبَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ ہَرَاکَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ
فَہُوَ مِنْ اَصْحَابِہِ۔ (مقدمۃ البخاری - بخاری ص ۵۱۵) یعنی جس صاحب

ایمان نے ایک لمحہ کے لئے بھی حضور کی بارگاہ میں صحبت اختیار کی یا آپ کا دیدار کر لیا وہ آپ کا صحابی ہے۔“

اس حدیث شریف میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صحابہ کے گستاخ، ان سے بغض و عناد رکھنے والے اور ان کو کسی طرح سے ایذا دینے والے کو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والا قرار دیا ہے اور اس کے متعلق ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (احزاب ۵۷) یعنی بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ تعالیٰ نے ان (ذلیلوں) کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اس آیت اور حدیث کو ملا کر پڑھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کے گستاخ، ان سے بغض و عناد رکھنے والے اور ان کو کسی بھی طرح ایذا دینے والے پر دونوں جہانوں میں اللہ کی لعنت ہے اور وہ یکے جہنمی ہیں۔

ایک مقام پر فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ (توبہ ۶۱) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایذا دینے والوں کو دردناک عذاب دیا جائے گا۔ فرمان رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسْتَبِیْنُ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شُرَکْکُمْ۔ (ترمذی ۲۲۶، مشکوٰۃ ص ۵۴۶ وغیرہ) یعنی اسے لوگو جب تم دیکھو کہ میرے صحابہ کو برا کہا جا رہا ہے تو تم بھی کہہ دیا کرو تمہارے اس گندے عقیدے پر (اَبِی لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ بِئَآءُ عَلٰی شُرَکْکُمْ) (ملعات شرح مشکوٰۃ) یعنی تمہارے اس برے فعل

کی وجہ سے تم پر اللہ کی لعنت ہو) اللہ کی لعنت ہو۔ ایک حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَقَلْبُهُ لَعْنَةُ اللَّهِ - مصنف

ابن ابی شیبہ (۱۲ ص ۱۹۹) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے کسی صحابی کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

ایک مقام پر گستاخ صحابہ پر غضب نبوی ان الفاظ پر مبنی ہوا۔ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَمَنْ سَبَّهُمْ فَقَلْبُهُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَكُ يُكَلِّمُهُ النَّاسُ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَوْفًا وَلَا عَدْلًا (ابن قریظ)

وَلَا تَقْلَبُوا (تطہیر الجنان ص ۳)۔۔۔۔۔ فَإِنَّهُ يُجِيبُ قَوْمًا فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَسُبُّونَهُمْ فَلَا تَصَلُّوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَصَلُّوا مَعَهُمْ وَلَا تَنَاجَوْهُمْ وَلَا تَجَالِسُوهُمْ وَإِنْ مَرَضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ (کتاب الشفاء ص ۲۶۶) لوگو میرے صحابہ کو برا مت کہنا۔ اور کیونکہ جس کسی

نے میرے صحابہ کو برا بھلا کہا اس پر اللہ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی صحابی کے کسی بھی گستاخ کی نہ کوئی فرض عبادت قبول فرمائے گا اور نہ کوئی نفل۔ لوگو۔ اخیر زمانہ میں ایک قوم (فرقہ) ایسی ہوگی جو میرے صحابہ کو گالیاں لگانے لگی۔ تم ان کا جنازہ نہ پڑھنا اور نہ ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا اور نہ ان سے نکاح کرنا اور نہ ان کے ساتھ بیٹھنا اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کو عیادت (بیمار پر سی) بھی نہ کرنا۔ اس حدیث شریف سے تو یوں معلوم ہو رہا ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم صحابہ کے گستاخ کو اسلام اور ایمان ہی سے محروم قرار دے دیا ہے۔ کیونکہ ایمان والوں کے متعلق تو آپ کا یہ فرمان ہے۔ حَقُّ

الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ (سِتُّ مُسْلِمٍ) عِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ۔۔۔۔۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۱۲) یعنی ہر مسلمان

کے دوسرے مسلمان پر چھو حق ہیں۔ ۱۔ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عبادت کے لئے جائے۔ ۲۔ اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے پر جائے۔
 انہ۔ لیکن حدیث بالا میں صحابہ کرام کے گستاخوں کی تیمارداری کرنے اور ان کی نماز جنازہ پڑھنے بلکہ ان کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کرنے سے بھی منع فرما دیا گیا ہے۔ نیران سے نکاح کرنے سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ بڑے سے بڑا گناہ گار مسلمان اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عبادت کرنے کی اجازت ہے اور ثواب ہے۔ اسی طرح ہر بڑے سے بڑے گناہ گار کلمہ گو کا جنازہ بھی پڑھا جائے گا۔ نیر بڑے سے بڑا گناہ گار مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے گستاخوں کے لئے ان تمام باتوں سے منع فرما دیا ہے۔ حتیٰ کہ فرما دیا کہ ان کی کسی طرح کی کوئی بھی عبادت بارگاہ خداوندی میں منظور نہیں ہوگی۔

فاعتبروا یا اہل الابصار والالباب۔

بعض لوگ جو اپنے بارے میں، اپنے والدین اور عزیز واقارب کے بارے میں قطعاً کسی نرمی کے عادی نہیں ہوتے وہ اپنی ایمانی کمزوری کے باعث اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں اکثر خاموشی، نرمی، درگزر اور رواداری کا درس دیا کرتے ہیں اور خود بھی اسی غیر ایمانی طریقے پر کار بند ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی کسی پر لعنت نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کے متعلق بخاری شریف کی ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (حضور کی بارگاہ کے وہ مقرب صحابی جن کے پاس حضور کی تعلیم پاک۔ آپ کا تکیہ اور آپ کا وضو کا برتن رہتا تھا۔ بخاری ص ۵۳) خصلت۔ وضع اور عادات میں حضور کے بہت مشابہ حضور کے خانہ اقدس میں اتنا زیادہ آئے جانے والے کہ لوگ انہیں اہل بیت کا فرد سمجھتے

تھے۔ (بخاری ص ۵۳۱) نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فلاں شخص پر لعنت فرمائی ہے۔ پھر فرمایا۔ مَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ۔ (بخاری ص ۸۷۷) مجھے کیا رکاوٹ ہے کہ میں اس شخص پر لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہو۔ اور یہ بات تو اللہ کے قرآن سے بھی ثابت ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔ اے ایمان والو۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دیں (کوئی چیز یا کوئی حکم) تو تمہیں چاہیئے کہ تم اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ احادیث بالا۔ اس حدیث اور ایک جلیل القدر صحابی کے استنباط قرآنی (دلالة النفس) کے مطابق یہ بات معلوم ہو گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی صحابی کی گستاخی کرنے والا، انہیں برا بھلا کہنے والا شخص اللہ کی بارگاہ کا مغضوب و مقہور ہے۔ اس کے ایسے گندے اور خلاف قرآن و سنت عقیدے اور اس کی اس جسارت پر لعنت کرنی چاہیئے بلکہ اس شخص پر بھی اللہ۔ اس کے رسول اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان عالی شان ہے۔ أَوْصِيَكُمْ بِأَصْحَابِ نَبِيِّكُمْ لَا تَسُبُّوهُمْ۔ (الامالی طوسی ۲ ص ۱۳۶ جزء ۱۸) اے لوگو۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کی عزت و تکریم کرتے رہنا اور آپ کے کسی بھی صحابی کو کبھی بھی برا بھلا نہ کہنا۔ علامہ ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔ مَنْ شَتَّ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ أَوْ عُمَرَ أَوْ عُثْمَانَ أَوْ عَلِيًّا أَوْ مَعَاوِيَةَ أَوْ عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ فَإِنْ قَالَ كَانُوا عَلَى ضَلَالٍ وَكَفَرْتَنَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ..... فَإِنَّ فِيهِ تَكْذِيبًا لِرَسُولِ اللَّهِ

صلى الله عليه وسلم وجميع الأئمة وهذا مذہب مالک وان
شتمهم بما هو من جنس مشائمة الناس بعضهم لبعض
----- عوقب نکالاً شديداً - (نبراس - شرح - شرح عقائد ص ۵۵،

کتاب الشفا ص ، نسیم الریاض ص ۴۵) یعنی امام مالک رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ جس شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی صحابی
چاہے ابوبکر صدیق ہوں یا عمر فاروق ، عثمان ذوالنورین ہوں یا علی المرتضیٰ ، عمرو
بن غاص ہوں یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین - کو گمراہ اور کافر کہا - اس کو قتل کر
دیا جائے اور اس کا کوئی عذر یا تاویل قبول نہ کی جائے - اور اگر گمراہ اور کافر تو
نہیں کہتا لیکن ان کے متعلق بدزبانی کرتا ہے - گالیاں دیتا ہے - برا بھلا کہتا
ہے تو پھر اس کو سخت ترین سزا دی جائے -

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں - مَنْ سَبَّنِي فَأَقْتُلُوهُ وَ مَنْ
سَبَّ أَصْحَابِي فَقَدْ كَفَرُ وَ فِي خَيْرِ آخِرٍ وَ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَأَقْتُلُوهُ
(جامع الاخبار ص ۱۸۳) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جو میرے متعلق بکو اس کرے اس کو قتل کر دو اور جس نے میرے کسی بھی صحابی کے
متعلق بکو اس کی بے شک اس نے کفر کیا - ایک اور روایت میں ہے کہ جو
میرے کسی بھی صحابی کے متعلق بکو اس کرے تو اس کو کوڑے مارو - (گستخ صحابہ
کے کفر اور لعنہ کا فرق اوپر والی روایت میں بیان کر دیا گیا ہے) احادیث کے
باب میں ابن ماجہ ص ۱۵ کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی جا چکی ہے - وَ فِي
ذَوَابِتِهِ وَ كَيْفَ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَحَدِكُمْ عُمَرَةُ هَذَا - فَلَمَّ قَامَ أَحَدُ
هَمَّ سَاعَةً يَعْنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - یعنی جناب و کعب
کی روایت کے الفاظ ہیں - حضور کی بارگاہ میں آپ کی ظاہری زندگی میں ایماندار

کا ایک گھڑی بیٹھنا (یا آپ کی زیارت کر لینا) تمہاری تمام عمر کی عبادت سے زیادہ بہتر اور افضل و اعلیٰ ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۸۳) کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حضور کے کسی بھی صحابی کو کبھی بھی گالی نہ دینا کیونکہ ان کا حضور کی بارگاہ میں ایک گھڑی کے لئے بھی حاضر ہو جانا اللہ کے نزدیک اتنا محبوب اور ان کے لئے اتنی شان کا باعث ہے کہ تمہارے تمام عمر کے اعمال مل کر بھی اس گھڑی (صحابی کی زندگی کا ایک لمحہ) کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲ ص ۱۷۸)

✓ ایک حدیث قدسی اس طرح ہے۔ قَالَ سَأْأَلُ اللّٰهَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ۔ (بخاری ص ۹۶۳ وغیرہ) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت رکھے گا پس بے شک (اپنے ولی کی طرف سے) میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔ قارئین کرام۔ آپ غور فرمائیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے کسی عام ولی سے دشمنی اور بغض رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ جنگ کا اعلان فرما رہے ہیں جبکہ بعد از انبیاء پوری کائنات کے غیر صحابہ لوگوں کے مقامات و مراتب کو جمع کر لیا جائے۔ ان کی پوری زندگی کی عبادات کو جمع کر لیا جائے تو وہ صحابی کی پوری زندگی میں سے اس ایک لمحہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی جبکہ وہ ایمان کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر خدمت تھا۔ اور آپ کے رخ و القاحی کے الوار و تجلیات کی بہاریں بوٹ رہا تھا۔ اصحاب رسول تو اللہ کی بارگاہ کے وہ افضل و اعلیٰ اور بلند و بالا ولی ہیں جن کے گھوڑوں کی بلکہ ان کے قدموں سے اڑنے والی مٹی کی بھی اللہ تعالیٰ قسم اٹھاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا ۖ فَالْمُؤْمِرَاتِ قُدْحًا ۖ فَالْمُخِيرَاتِ صُبْحًا ۖ

فَأَشْرَتَ بِهِ نَقْحًا ۖ (عادیات ۳-۲-۱) صحابہ کرام تو اللہ کی بارگاہ کے

وہ مقرب بندے ہیں جن کی اطاعت اور غلامی کو سچے دل سے حرزِ جان بنا

لینے والا بھی اللہ کا سچا ولی بن جاتا ہے اور اسے اللہ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے

اور وہ جنت کا وارث بنا دیا جاتا ہے اور اسے دونوں جہانوں کی کامیابیاں

حاصل ہو جاتی ہیں۔ (۹/۱) یعنی حضور کے صحابہ صرف ولی ہی نہیں بلکہ "ولیِ کر"

ہیں۔ ان کی ولایت میں کیا شک ہو سکتا ہے جن کی اتباع و اطاعت کی توفیق

حاصل کرنے کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کرنے کا حکم خود خداوندِ یزید فرما رہا ہے

(۱/۴) جن کے ایمان کی حقانیت کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ (۳۴/۲)

جن کے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے کسوٹی قرار دیا۔ (۳۴/۲) الغرض آیاتِ قرآنیہ والا پھلا

باب پڑھ لیں اور حضور کے صحابہ کا بارگاہِ خداوندی میں مرتبہ و مقام ملاحظہ فرمائیں اور

پھر اندازہ کریں کہ ان کا ولایت میں کتنا اعلیٰ و ارفع درجہ ہے۔ جب ایک عام ولی

اللہ سے عداوت رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ اتنا ناراض ہے کہ اس کو جنگ

کے لئے حکم فرما رہا ہے تو جو شخص فضلِ اسلام کے ان پہلے پھولوں اور پھولوں

جن سے دنیا میں اسلام پر بہار آئی اور اس بہارِ اسلام اور اس فصلِ اسلامی

کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم بلکہ تورات و انجیل میں بھی نہایت فخر سے فرما

دیا ہے۔ معتبر و معتد شیعہ مفسر علامہ طبرسی کو بھی اقرار ہے کہ اس آیتِ خلیلہ میں

حضور کے صحابہ کرام ہی کی مثال بیان فرمائی گئی ہے۔ لکھتے ہیں۔ هَذَا مَثَلُ

صَوْبِهِ اللَّهُ تَعَالَى بِمُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ ۖ فَالزُّرْعُ مُحَمَّدٌ وَ

الشَّطَاءُ أَصْحَابُهُ۔۔۔۔۔ الخ (تفسیر مجمع البیان جزء ۹ ص ۱۲۸) جن کو اللہ

تعالیٰ نے خیر البریہ فرمایا ہے۔ (۹۸/۷) ان سے دشمنی رکھے۔ ان سے بغض و

غناور رکھے۔ ان کے خلاف بکواس کرے۔ ان پر تبرا بازی کرے۔ ان پر سب و شتم کرے۔ ان کو گالیاں دے۔ وہ کب اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکتا ہے۔ اس کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ بدرجہ اولیٰ جنگ فرمانے کو تیار ہوگا۔ اب آپ خود فیصلہ کر لیں جس میں تو اتنی ہمت اور طاقت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جنگ کر سکتا ہے وہ تو شوق سے ان مقتداء و پیشوایان اولیاء کی توہین کرے۔ ان کی گستاخیاں کرے۔ ان کے متعلق جتنی چاہے بکواس کرے۔

آخر اللہ تعالیٰ قادر و قدیر ہے، عزیز و جبار ہے، منتقم و عادل ہے، محیط و قہار ہے۔ مالک یوم الدین ہے۔ جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ غالب و مقتدر کون ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے لڑائی مول نہیں لینا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ نہیں بننا چاہتا اسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرے۔

اور تمام اللہ کے پیاروں کی محبت و عقیدت اور ان کی اطاعت و اتباع کو اپنا شعار بنائے تاکہ فرامین خداوندی صَوَاطِ الْاِذِیْنَ اَلْفُتَّ عَلَیْہِمْ (۱/۶)

وَ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ - (۳۱/۱۵) وغیرہ پر عمل ہو سکے۔ مذہب

مذہب، مسلک حق اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ الْوَاجِبُ

حُسن الظَّنِّ بِاصْحَابِ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَاِعْتِقَادُ

تَبَرَاغِثِہُمْ عَنْ مُخَالَفَةِ الْحَقِّ فَاحْتِہُمْ اُسُوۃُ اَہْلِ الدِّیْنِ وَمَدَارُ

مَعْرِفَةِ الْحَقِّ وَالْبَقِیْنِ۔ (حاشیہ ۳۳ شرح عقائد نسفی ص ۱۰۹) یعنی

ہر ایمان والے پر لازم ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام

صحابہ کرام کے متعلق اچھا عقیدہ رکھے اور انہیں حق کی مخالفت سے بالکل پاک

اور مبرا سمجھے کیونکہ وہ تو دین اسلام کے قیامت تک ماننے والوں کے لئے

ایک نمونہ ہیں۔ اور حق و یقین کی معرفت کا دار و مدار ان ہی ذوات مقدسہ پر ہے۔

نیر۔ وَنِکْمْتُ عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ (شرح عقائد نسفی ص ۱۱۶)
 یعنی اہل سنت و جماعت کی علم کلام کی معتبر معتمد دینی کتاب میں ہے حضور
 کے کسی بھی صحابی کا ذکر جب بھی کیا جائے تو بھلائی کے ساتھ ہی کیا جائے۔
 آپ کے کسی بھی صحابی کا کبھی بھی برائی کے ساتھ ذکر نہ کیا جائے۔ ایک حدیث
 شریف کے الفاظ ہیں۔ مَنْ حَفِظَنِي فِي أَصْحَابِي وَرَدَّ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَ
 مَنْ لَمْ يَحْفَظْنِي فِي أَصْحَابِي لَمْ يَرِنِي فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا مِنْ بَعْدِ
 (تطہیر الجنان ص ۵) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
 جو میرے صحابہ کرام کے بارہ میں میری نسبت کی حفاظت کرے گا (یعنی برا نہیں کہے گا)
 وہ میرے حوض سے آب کوثر پلایا جائے گا۔ اور جس نے میرے صحابہ کے بارہ
 میں مجھے محفوظ نہ رکھا وہ قیامت کو مجھے دور سے بھی نہیں دیکھ سکے گا۔
 نیز منقول ہے۔ أَنَّهُ يُحِبُّ تَعْظِيمَ الصَّحَابَةِ كَتَعْظِيمِ الْكُفَّةِ
 عَنِ الْقَدَحِ فِيهِمْ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَظَّمَهُمْ وَأَشْنَى عَلَيْهِمْ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ
 مِنْ كِتَابِهِ كَقَوْلِهِ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ (۹/۱۰۰) وَقَوْلُهُ يَوْمَ لَا

عن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل قال والله لمشهد شهيد لا رجل يغيب
 وجهه مع رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل من عمل احدكم ولو
 عمر عمر نوح عليه السلام۔ (مسند امام احمد ص ۱۸۷) جناب سعيد بن زيد
 عليه الرحمہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت و خدمت میں
 جس صحابی کا بھی چہرہ غبار آلود ہوا (یعنی آپ کی خدمت کوئی موقع ملا) تو بعد کا کوئی شخص چاہے
 اس کی عمر حضرت نوح علیہ السلام جتنی ہو (تقریباً ایک ہزار سال) صحابی کی خدمت نبوی میں
 گزری ایک گھڑی کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ۔

يُتَذَرُ اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ - الخ (۳۸) وَقَوْلِهِ وَالَّذِينَ
 مَعَهُ - الخ (۳۹) وَقَوْلِهِ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ - الخ
 (۴۰) إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْآيَاتِ الدَّالَّةِ عَلَى عَظَمَتِهِمْ وَ
 كَرَامَتِهِمْ عِنْدَ اللَّهِ وَحَيْثُ الرَّسُولِ قَدْ أَحَبَّهُمْ وَآثَنَى
 عَلَيْهِمْ فِي أَحَادِيثٍ كَثِيرَةٍ (شرح مواقف ابوالعلی ص ۴۵) یعنی
 تمام ایمان والوں پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام
 کی عزت و تعظیم کرنا لازم ہے اور اسی طرح کسی بھی صحابی پر کسی طرح کا کوئی
 اعتراض نہیں کرتا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں کئی
 مقامات پر ان کی عظمت اور بزرگی بیان فرمائی ہے اور کئی مقامات پر ان
 کی تعریف فرمائی ہے مثلاً فرمان خداوندی ہے - وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ
 مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ - الخ نیز ارشاد خداوندی ہے - يَوْمَ
 لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ - الخ اسی طرح ارشاد ربانی
 ہے مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ - الخ نیز ارشاد باری تعالیٰ
 ہے لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ - الخ اسی طرح
 بہت سی آیات مقدسہ صحابہ کرام کی عزت و عظمت اور اللہ اور اللہ کے
 رسول کی بارگاہ میں انکی قدرو منزلت پر دلالت کرتی ہیں - بیشک آپ
 صحابہ کرام سے محبت فرماتے تھے اور بہت سی احادیث مقدسہ میں ان
 کی تعریف کی گئی ہے۔

✓ ایک اور حدیث شریف میں ہے اِذَا ذَكَرَ صَاحِبِي قَامُوا - رجال
 ستہ رجال صحیح (تطہیر الجنان ۳) مستدرک ۳ یعنی جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی میرے صحابہ کا ذکر کرو تو انکی توہین سے

زبان کو روکے رکھو۔

ایک حدیث میں ہے۔ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعِبْدَ نَادَىٰ جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوَضَّعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ بخاری ص ۴۵۶
۸۹۲ ترمذی ۲ ص ۱۴۵ وغیرہ۔

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل کو حکم دیا جاتا ہے کہ فلاں بندے سے میں محبت فرماتا ہوں تو بھی اُس سے محبت رکھو۔ چنانچہ فرمان خداوندی کے مطابق جبریل بھی اُس آدمی سے محبت کرنے لگتا ہے پھر جبریل آسمانوں میں اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت فرماتا ہے لہذا تم سب بھی اس اللہ کے پیارے سے محبت رکھو۔

چنانچہ تمام آسمانوں والے اُس اللہ کے مقبول بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر دنیا کے تمام اچھے لوگ بھی اُس مقبول بارگاہ الہی سے محبت کرنے لگتے ہیں

اس طرح اللہ کا وہ مقبول بندہ زمین و آسمان کی تمام مخلوق کا محبوب بن جاتا ہے۔ اللہ اکبر جب اللہ تعالیٰ خود اس کی محبت کا حکم فرما رہا ہے تو پھر اس کے دشمن سے اللہ تعالیٰ کیوں اعلان جنگ نہیں فرمائے گا۔ ثابت ہو گیا کہ جو ان مقبولانِ بارگاہِ الہی کی محبت و عقیدت نہیں رکھتا وہ حکیم الہی کا انکار کر رہا ہے اور اس معاملہ کو معمولی نہ سمجھا جائے بعض

لوگ اس مسئلہ میں بڑے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور اکثر سادہ لوح اور جاہل عوام کو بھی اس پر فریب دھوکے میں دھکیلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہا یہ جاتا ہے کہ حبیب اللہ تعالیٰ کو مان لیا تو اب کسی اور کو ماننے کی کیا ضرورت ہے اور بیچارے عقل و دانش اور علم و حکمت سے کورے یہ حضرات ان اللہ والوں کی عزت و عظمت کے انکار کو ”توحید“ کا خوبصورت نام دیتے ہیں اور صاف صاف کہتے ہیں ”اللہ کو مانو۔ اس کے سوا کسی کو نہ مانو“ (تقدیر الایمان) اور مولوی اسماعیل بولوی

یعنی انبیاء و رسل، حور و غلمان، ملائکہ و جنات، عرش و مقام محمد و آلہ و قلم، پل صراط و میزان، جنت و دوزخ، قبر و حشر و نشر، ماں باپ، پیر اُستاد غرضیکہ ہر چیز کا انکار کر دو۔ لا حول ولا قوت الا باللہ العلیٰ العظیم۔ یہاں پہلے مانسو ہر ایک کو درجہ بدرجہ مانتا ہی اسلام ہے ورنہ یہ اسلام نہیں الحاد و زندقہ بن جائے گا۔ یوں کہا کرو۔ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہی کرو اور تعظیم ہر اللہ والے کی درجہ بدرجہ کرو یہی روح اسلام ہے، یہی منشاء قرآن ہے۔ یہی رضائے رحمن ہے۔ اس بات کو میں قرآن پاک کی ایک مثال سے واضح کرتا ہوں انشاء اللہ اس کے بعد حق تکبر کرنے سے متنبہ آجائے گا اور کسی بھی ذی شعور کو انکار کی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ۔ بشمول ابلیس۔ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرنے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ اُس وقت سجدہ تعظیمی غیر اللہ کو جائز تھا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی سجدہ تعظیمی کیا گیا (دیکھو) اب شریعت مصطفویٰ میں غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی بھی ناجائز اور حرام ہے۔ تو تمام ملائکہ نے اللہ کے

پیارے پیغمبر جناب سیدنا آدم علی نبیہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے سجدہ
 تعظیمی کر دیا۔ مگر ابلیس اٹھ کر کھڑا رہا۔ (۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸) اور
 اللہ تعالیٰ کی کروڑوں سال بے ریا عبادت کرتے والے۔ کوئی شرکت
 کرتے والے ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ تعظیمی
 نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی (۱۹) اللہ تعالیٰ نے فرمایا بدبخت
 تو تے پیارے آدم کو سجدہ کیوں نہ کیا جبکہ میں نے تجھے حکم بھی فرمایا تھا
 (۲۰) چنانچہ اس عزرازل (اللہ تعالیٰ کا عزت والا بندہ بلکہ شیخ عبدالحق محدث
 دہلوی فرماتے ہیں کہ ازل بدبخت شیطان پہلے فرشتوں کا استاد تھا) مدارج
 النبوت) ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ قَالَ اخْرِجْ مِنْهَا مَذْعُوًّا مُّذْعُوًّا
 (۲۱) قَالَ اخْرِجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَاجِعٌ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ
 (۲۲) تیز باختلاف الفاظ (۲۳) وغیرہ۔ شاید آپ سوچیں گے کہ کروڑوں سال
 بے ریا عبادت کرنے والے کو ذلیل و خوار کر کے۔ لعنت کا طوق اُسکے گلے
 میں ڈال کر اُسے جنت سے نکال دیا اور یہ بھی فرما دیا کہ تیرے طریقے پر
 چلنے والوں کو ضرور بالفرض تیرے ساتھ ہی جہنم میں ڈال دوں گا۔ (۲۴)
 اب قابل غور یہ بات ہے کہ تخلیقِ آدم کے وقت شیطان نے
 جناب آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے
 حکم بھی فرما دیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی کروڑوں برس کی عبادت
 اُس کے متہ پر ماری (منازع کر دی) اور لعنت کا طوق اُس کے گلے میں
 ڈال کر دھتکارتے ہوئے اُسے جنت سے ہی نہیں بلکہ آسمانوں سے بھی
 نکال دیا۔
 اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا جبریل توحید کا ماننے والا تھا یا نہیں۔ کیا

میکائیل، عزرائیل، اسرافیل اور باقی تمام فرشتے، توحید کو صحیح طور پر مانتے ہیں یا نہیں۔ یقینی بات ہے کہ جبریل اور دیگر تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کو، اللہ کے رسول اور اس کے تمام احکام کو مانتے ہیں اور انہوں نے کبھی شرک نہیں کیا۔ وہ بکے مؤحد (توحیدی) ہیں۔

لہذا عبادت اللہ تعالیٰ ہی کی کرتے ہیں لیکن تعظیم اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اللہ والوں کی بھی کرتے ہیں اب یہ بات ثابت ہو گئی کہ توحید دو طرح کی ہے۔ ایک جبریل اور تمام فرشتوں والی اور دوسری شیطان کی شیطان کی توحید ہے کہ۔ اللہ کو مانو اس کے علاوہ کسی کو نہ مانو اب آپ خود فیصلہ فرمالیں۔ آخر آپ انسان ہیں۔ ذی شعور ہیں۔ اپنا اچھا برا سمجھتے ہیں۔ آپ کو کونسی توحید چاہیئے۔ جبریل والی یا شیطان ابلیس والی۔ فیصلہ کرنے سے پہلے اتنا سوچ لیں کہ جس کی دنیا میں پیروی کرو گے۔ جس سے دنیا میں محبت رکھو گے میدانِ محشر میں تمہارا اسی کے ساتھ حشر کیا جائے گا (بخاری ص ۵۲، ص ۹۱، ص ۱۰۵، مسلم ص ۳۳ وغیرہ)

اگر دنیا میں جبریل والی توحید یعنی عبادت اللہ کی تعظیم اللہ والوں کی۔ اپناؤ گے تو انشاء اللہ میدانِ محشر میں آپ ملائکہ کی صفوں میں شامل ہوں گے اور اگر خدا نخواستہ ابلیس والی توحید اپنا لی۔ یعنی۔ اللہ کی عبادت اس طرح کرنا کہ تمام اللہ والوں سے دشمنی اور بغض رکھنا۔ تو یقیناً کرو قیامت کو تمہارا حشر شیطان لعین کے ساتھ ہوگا۔

نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ جس نے کروڑوں سال اللہ تعالیٰ کی بے ریا عبادت کی اور صرف ایک دفعہ صرف ایک اللہ کے پیارے کی تعظیم سے انکار کیا اور ان کو حقیر جانا تو اس کی کروڑوں سال کی عبادت ضائع کر کے اُسے جنت سے

تکال دیا گیا تو جو شخص تمام اللہ والوں کی ہر وقت گستاخیاں کرتا ہو اُس کی کوئی بھی عبادت کیلئے قبول ہو سکتی ہے اور وہ کیلئے جنت میں جاسکتا ہے۔ اور پھر یہ اُس شیطان سے بڑا شیطان ہے کیونکہ اُس نے پوری زندگی میں صرف ایک دفعہ اور صرف ایک اللہ والے کی تعظیم سے انکار کیا تھا اور ان کی تحقیر کی تھی۔ اور یہ ہر روز بلکہ ہر وقت ہر اللہ والے کی توہین پر لگے ہوئے ہیں۔ اگر ان کی عبادت قبول ہوتی ہے تو پہلے چھوٹے شیطان کی ہوگی۔ اگر یہ جنت میں جائیں گے تو شیطان ان سے زیادہ حقدار ہے اور ان سے پہلے جنت میں جائے گا۔ جنت میں رہنے والا اگر ایک اللہ والے کی توہین کرتا ہے تو اُسے ذلیل و خوار کر کے جنت سے نکال کر باہر پھینک دیا جاتا ہے تو جو دنیا میں رہ کر تمام اللہ والوں کی ہر وقت گستاخیاں کر رہا ہو اُس کو جنت میں کب جانے دیا جائے گا۔

فاقہ ہوایا اولی الالباب واعتبروا یا اولی الابصار۔

اور جو لوگ اس بات پر چہین بچہیں رہتے ہیں کہ ان پیروں فقیروں کے پاس لوگ کیوں جاتے ہیں لوگ ان کا ادب و احترام کیوں کرتے ہیں انہیں مندرجہ بالا حدیث بار بار غور سے پڑھنی چاہیئے اور یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس میں کسی انسان کا عمل دخل نہیں ہے یہ پروگرام عرشِ معلیٰ سے چل رہا ہے جس کی کو اس معاملہ میں کچھ اختلاف ہو وہ اُدھر مرکز (عرشِ معلیٰ) سے رابطہ کرے کیونکہ یہ پروگرام شروع بھی اُدھر ہی سے ہوا ہے اور ختم بھی وہ ہی ذات کر سکتی ہے۔ ہم سے ناراض ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خَلِیْقُكُمْ قَرِیْنٌ لِّمَنِ الذِّیْنُ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الذِّیْنُ یَلُوْنَهُمْ

(بخاری ص ۳۶۲) ص ۹۵۱، ص ۹۹۱) ایک روایت کے الفاظ ہیں خَيْرُ النَّاسِ

قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ (بخاری ص ۳۶۲)

ص ۹۵۱ ص ۹۸۵) ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْقُرُونِ الَّتِي

يُعِشْتُ فِيْهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ (مصنف)

ابن ابی شیبہ ص ۱۲ ص ۱۴۸) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اس امت میں سے سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں (صحابہ کرام)

پھر ان کے بعد والے (تابعین کرام) پھر ان کے بعد والے (تابع تابعین کرام)

اس حدیث سے معلوم ہوا اس اُمت میں سب سے افضل حضور کے صحابہ کرام

ہیں۔ ایک روایت میں ہے۔ لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيْكُمْ مَنْ

دَا آتِي وَصَاحِبِيْ۔ وَامَّا لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيْكُمْ مَنْ لَا ي

مَنْ دَا آتِي وَصَاحِبِيْ مَنْ صَاحِبِيْ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۲ ص ۱۴۸)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۱۔ اللہ کی قسم تم اُس وقت تک خیر پر رہو گے جب تک تم میں کوئی

ایک بھی میرا صحابی یا کوئی تابعی موجود رہے گا۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں

طَوَّ بِيْ لِمَنْ دَا آتِيْ دِمْنَدَامِ اَحْمَد ص ۵۷۶ مشکوٰۃ ص ۵۷۶) یعنی خوش بخت

ہیں وہ لوگ جنہوں نے بحالت ایمان میری زیارت کی (صحابہ کرام) ایک روایت

میں ہے۔ اَلتَّجْوُورُ اَمْنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَاِذَا قَهَبَتِ النَّجْمُورُ اَتَى

السَّمَاءُ مَا تَرَعُوْا وَاَقَامَتْ اَمْنَةً لِذِيْ صَحَابِيْ * اَتَى اُمَّتِيْ مَا يُوْعَدُوْنَ (مسلم

ص ۳۰۸ مشکوٰۃ ص ۵۷۶ وغیرہ) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا۔ ستارے بچاؤ ہیں آسمان کے لیے۔ جب ستارے نہ رہیں گے تو

قیامت آجائے گی اور میں بچاؤ ہوں اپنے صحابہ کے لیے جب میں پروردہ فرما

جاؤں گا تو میرے صحابہ پر آزمائشیں آئیں گی اور میرے صحابہ بچاؤ میں میری

امت کے لیے کیونکہ جب صحابہ دنیا سے اٹھ جائیں گے تو امت طرح طرح

کے فتنوں میں مبتلا ہو جائے گی۔ ایک حدیث شریف میں ہے۔ یَا قِی

ذَمَانٍ یَغْزُوا فِیْئَامَ مِنَ النَّاسِ قِیْقَالٌ فِیْکُمْ مِّنْ صَحْبِ النَّبِیِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قِیْقَالٌ نَّحْمُ فِیْفَتْحَ عَلَیْهِ۔ ثُمَّ یَا قِی

ذَمَانٍ فِیْقَالٌ فِیْکُمْ مِّنْ صَحْبِ اصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ فِیْقَالٌ نَّحْمُ فِیْفَتْحَ ثُمَّ یَا قِی ذَمَانٍ فِیْقَالٌ فِیْکُمْ مِّنْ

صَحْبِ صَاحِبِ اصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْقَالٌ نَّحْمُ

فِیْفَتْحَ۔ بخاری ص ۳۰۶ / مسلم ص ۵۸ / مشکوٰۃ ص ۵۷۵ وغیرہ

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک ایسا وقت بھی آئے

گا کہ لوگ فوج ورفوج جہاد کریں گے ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی

حضور کا صحابی ہے۔ جواب ملے گا۔ ہاں میں انکو صحابہ کے صدقہ سے فتح عطا

کر دی جائے گی پھر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں سے پوچھا جائیگا (ان کو دیکھا

جائے گا) کہ کیا ان میں کوئی تابعی بھی ہے۔ جواب ملے گا۔ ہاں ہے تو اللہ تعالیٰ

اس تابعی کی برکت سے اس لشکر کو بھی دے دے گا۔ پھر ایک زمانہ

آئے گا کہ لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی حضور کے صحابہ کے شاگرد

شاگرد موجود ہے جواب عرض کیا جائے گا ہاں ہے مولا۔ ہمارے لشکر میں

(تابع تابعی) موجود ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس گروہ کو تابعین

کرام کی برکت سے فتح و طواف فرمادے گا۔ ایک حدیث

میں ہے۔ اَکْرَمُوا اصْحَابِیْ فَإِنَّهُمْ خِیَارُ کُمْ ثُمَّ الذِّیْنَ یَلُوْکُهُمْ

ثُمَّ الذِّیْنَ یَلُوْکُهُمْ (نہائی ص ۵۷۴ وغیرہ) کہ جناب رسول اللہ

ﷺ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے تمام صحابہ کی عزت کرتے رہنا کیونکہ وہ تم میں سے سب سے بہتر ہیں۔ پھر وہ لوگ اس اُمت میں بہتر ہیں جو ان کے بعد والے ہیں (تابعین کرام) پھر وہ لوگ جو ان کے بعد والے ہیں (تابع تابعین) ایک حدیث کے الفاظ ہیں۔ لَا تَمَسُّ النَّاسَ مَسْلَمًا ذَا نِيٍّ أَوْ رَأْيٍ مَنِّي سہائی (ترمذی ۲۲۶۶ - مشکوٰۃ ص ۵۴۶ وغیرہ) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس مسلمان کو آگ نہیں چھو سکتی جس نے میرا ویدار کر لیا (صحابی) اور نہ اس شخص کو آگ چھو سکتی ہے جس نے ایمان کے ساتھ میرے کسی صحابی کی زیارت کر لی (اور مرتے دم تک وہ صحابہ کی محبت اور اطاعت پر قائم رہا)۔

ایک اور حدیث شریف ہے مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ بِأَرْضٍ إِلَّا يُعِثُّ قَائِدًا وَذُو سُلْطَانٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترمذی ۲۲۶۶ - مشکوٰۃ ص ۵۴۶ وغیرہ) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرا کوئی بھی صحابی جس علاقہ میں بھی فوت ہوگا۔ وہ قیامت کے دن اس علاقے کے تمام جنتیوں کا قائد ہوگا اور ان سب کے لیے نور ہوگا۔ ایک روایت میں جناب سیدنا امام جعفر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا (یعنی خاندان نبوت میں یہ حدیث کافی مشہور تھی اور وہ ایک دوسرے سے بیان کرتے رہتے تھے) کہ جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو۔ اللہ کے قرآن پر عمل کرنا تم پر لازم ہے اور جس مسئلہ کا حل تمہیں قرآن کریم میں سے نہ ملے اس میں میرے صحابہ کرام کے فرامین پر عمل کرتا (معانی الاخبار ص ۸۵۶) آگے کے خاص الفاظ اس روایت کے علاوہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے

بھی مروی ہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

يَقُولُ سَأَلْتُ رَبِّي عَنْ اخْتِلَافِ اصْحَابِي مِنْ بَعْدِي فَأَوْحَى إِلَيَّ
يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اصْحَابَكَ عِنْدِي بِمَنْزِلَةِ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا
أَقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَبِكُلِّ نَوْءٍ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اخْتِلَافٍ فَهُوَ عِنْدِي عَلَى هَذِي قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَإِذَا تَرَاهُمْ اقْتَدَيْتُمْ
إِخْتَدَيْتُمْ (مشکوٰۃ ص ۵۴۶)

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ
سے اپنے کائنات سے پر وہ فرما جانے کے بعد صحابہ کرام کے اختلاف
کے متعلق عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب صلی اللہ علیک
وسلم تیرے صحابہ میرے نزدیک آسمانوں کے ستاروں کی طرح ہیں۔ بعض
بعض سے زیادہ شان والے ہیں البتہ محبوب تیرے تمام صحابہ تیری امت کیلئے ستارے
ہیں لہذا جو شخص بھی اس چیز پر عمل کرے گا جس پر کوئی بھی صحابی اختلاف میں
عمل پیرا رہا تو وہ میرے نزدیک ہدایت والا ہوگا۔ جناب سیدنا عمر فاروق
رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قدسی بیان فرمانے کے بعد جناب
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ النجیۃ والسلام نے فرمایا۔ لوگو۔ میرے
تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پس ان میں سے جس کی بھی پیروی کر لو گے
ہدایت پا جاؤ گے۔ شیخ محقق محدث عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ اس حدیث
کے تحت لکھتے ہیں۔ پس ہدایت بر قدر علم فقہی است کہ نزد اوست
باوجود تفاوت مراتب اُن و ازیں معنی بھیج صحابی عالی تعلیمت۔ (اشعۃ اللمعات
ص ۶۴۶ مطبوعہ پشاور) یعنی ویسے تو نور ہدایت سے حضور کا کوئی ایک

صحابی خالی نہیں ہے لیکن یہ تو رجب کا یکساں نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے علم و فقہ کی مناسبت اور ان کے درجات و مراتب کے حساب سے کسی کا کم اور کسی کا زیادہ ہوگا۔

مشکوٰۃ شریف کے باب مناقب الصحابة کے حاشیہ پر۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔ وفی شرح مسلم اعلم ان سب الصحابة حرام ومن اکبر الفواحش ومذهبنا ومذهب الجہم ہونانہ یعدہ وقال لبعض المالکۃ یقتل وقال القاضی عیاض سب احدہم من الکبائر (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۵۵) یعنی شارح مسلم امام حافظ ابو زکریا محی الدین نووی شافعی اپنی شرح میں نقل فرماتے ہیں کہ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی صحابی کو برا بھلا کہنا حرام ہے۔ اور بہت بڑی بے حیائی ہے ہمارا اور جمہور کا مذہب تو یہ ہے کہ جو کسی بھی صحابی کو برا بھلا کہے اس کو کوڑے مارے جائیں بعض مالکیہ (خود امام مالک بھی حوالہ پیچھے گزر چکا ہے) تو یہاں تک کہتے ہیں کہ صحابہ کو گالیاں دینے والے کو قتل کر دیا جائے اور قاضی القضاۃ جناب قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی صحابی کو گالی دینا کبیر گناہ ہے۔ ایک مقام پر بالخصوص اصحاب بدر اور شاہدین حدیبیہ کے متعلق ارشاد نبوی ہے۔ اِنِّیْ لِدٰ ذِیْکُنَّ لَا یَدْخُلُ النَّاسَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اَحَدٌ شَہِدًا بَدْسًا وَّ اَحَدٌ یُّلَبِّیْہُ (مسلم ص ۳۰۳ مشکوٰۃ ص ۵۵ وغیرہ)

یعنی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ انشا اللہ تعالیٰ غزوہ بدر میں شامل ہونے والا اور بیعت رضوان (صلح حدیبیہ) میں شامل ہونے والا کوئی شخص بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔

ایک روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت رضوان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ أَنْتُمْ وَالْيَوْمِ خَيْرٌ أَهْلُ الْأَرْضِ (بخاری ص ۲۹۸ مسلم ص مشکوٰۃ ص ۵۷) آج تم تمام روئے زمین والوں سے افضل ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ جناب عامر بیان فرماتے ہیں۔ السَّابِقُونَ الدَّوَّوْنَ مَنْ أَدْرَكَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۲ و ۱۶) تفسیر و مفسور ص ۲۷ یعنی حضور کے جو صحابہ بیعت رضوان میں شامل ہوئے وہ السَّابِقُونَ الدَّوَّوْنَ کی فضیلت میں شامل ہیں القصہ مختصر۔ صاحب تیراس۔ شرح۔ شرح عقائد نسفی علامہ عبدالعزیز فریادی حنفی فیصلہ فرماتے ہیں۔ أَجْمَعَ أَهْلُ السَّنَةِ أَنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ عُدُولٌ لِعُمُومِ الْآيَاتِ وَالْأَحَادِيثِ فِي مَذْهَبِهِمْ وَتَعْدِيلِهِمْ (کوثر النبی ص ۹ مطبوعہ ملتان) شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

ذَهَبَ جَمَهُوَرُ الْعُلَمَاءِ إِلَى أَنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ عُدُولٌ (شرح

فقہ اکبر ص ۸۵ مطبوعہ دہلی) حاشیہ شرح عقائد نسفی ص ۱۱۶ مطبوعہ کراچی آپ شارح مشکوٰۃ میں رقمطراز ہیں۔ وَجَهَالَةُ الصَّحَابَةِ لَا تَنْفِرُ كَثَرَتُهُمْ عُدُولٌ (مرقاۃ ص ۱۹)

✓ علامہ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں وکانت عدة الصحابة رضي الله عنهم عند وقاته عليه الصلوة والسلام مائة الف واربعة عشر الفا كلهم من اهل الدراية والحقيقة المندية شرح الطريقة المحمدية ص ۱۳ مطبوعہ لائل پور فقہ حنفی کی مابینا ز حدیث کی کتاب کے

حاشیہ پر مرقوم ہے۔ اَنَّ الصَّحَابَةَ كُلَّهُمْ عُدُولٌ (حاشیہ طحاوی
 ۴۷ ص ۷۵) یعنی جناب سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل التحیۃ و
 الصلوات کی وصال شریف کے وقت آپ کے ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ
 تھے (تعداد میں اختلاف ہے) اور وہ سب سچے تھے اور صاحب
 روایت تھے۔ یہ بات اللہ کے قرآن اور حضور کے فرمان سے ثابت ہوتی
 ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام کی مدرج و تعدیل میں بہت سی آیات اور احادیث وارد
 ہوئی ہیں۔ اسی لئے اہل سنت و جماعت کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ حضور
 کے تمام صحابہ کرام عادل متقی اور پرہیزگار تھے اور یہی جمہور علماء کا مذہب
 ہے۔ اسی لئے اصول حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام میں سے کسی کے مکمل
 حالات معلوم نہ بھی ہو سکیں تو پھر بھی اس کی بیان کردہ حدیث کو بالکل صحیح
 تسلیم کیا جائے گا۔ نیز صحابہ کرام کی مرسل روایت بھی قبول کی جائے گی۔ نیز
 امام عبد الوہاب شعرائی علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں۔ فِي بَيَانِ وَجُوبِ الْكُفِّ
عَمَّا شَجَرَ بَنِي الصَّحَابَةِ وَوَجُوبِ اِعْتِقَادِ اَنَّهُمْ مَا جُورُوا وَ
ذَلِكَ لِاَنَّهُمْ كُلُّهُمْ عُدُولٌ بِاتِّفَاقِ اَهْلِ السُّنَّةِ سَوَاءٌ مَنِ
لَا يَسُ الْفِتْنِ اَوْ مَنِ لَمْ يَلَا بِسَهْمًا۔ (شواہد الحق ص ۷۸) یعنی اس
 چیز کا بیان کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کے متعلق انکی گستاخی
 سے اپنی زبان ہمیشہ بند رکھنی چاہیئے اس وجہ سے جو کہ ان کے درمیان کچھ اختلاف
 کا وقوع ہوا ہے اور اس بات پر بھی ایمان رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی
 اجتہادی خطاؤں پر بھی انہیں ضرور ثواب عطا فرمائے گا۔ اس بات پر اہل سنت
 و جماعت کا مکمل اتفاق ہے چاہے ان میں سے کوئی صحابی تنازعات میں شامل
 ہوا ہو یا نہ شامل ہوا ہو۔ کیونکہ وہ سب ہی عادل و ثقہ تھے۔ اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا حَيْهَةً وَابْتِاعَهُمْ۔

شان سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب شریف اس طرح ہے۔
 محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ آپ کا سلسلہ
 نسب اس طرح ہے۔ معاویہ بن ابی سفیان صحز بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس
 بن عبد مناف بن قصی عبد مناف پر جا کر آپ کا نسب نامہ والد کی طرف سے اور
 والدہ کی طرف سے بھی حضور کے ساتھ مل جاتا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ہندہ
 بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبد الرحمن
 ہے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب حاشی علی الاصابہ فی تیسیر الصحابہ ص ۲
 ۳۹۵ مطبوعہ بغداد) آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب وحی
 تھے (مسلم ص ۲۴۳/۳۰۳۔ الاکمال ص ۶۱۱۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۰۱ تاریخ بغداد ص ۱
 ص ۲۰۹ / البدایہ والنہایہ۔ تاریخ ابن کثیر ص ۸ ص ۱۱۹ ص ۱۲۰ / طبقات ابن سعد
 ص ۴۰۶ / البحر والتعذیل ص ۲ ص ۲۷۷ / طبقات خلیفہ عزا ص ۱۳۹ / ابن عساکر
 ص ۲۳۷ ص ۴ / اس کے متعلق ایک حدیث شریف ہی نقل کر دیں ابن عباس
 قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ لَا يَنْظُرُونَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ وَلَا يُتَاعَدُونَ لَهُ فَقَالَ
 لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ثَلَاثٌ أَعْطَيْتَهُنَّ قَالَ نَعَمْ قَالَ
 عِنْدِي أَحْسَنُ الْعَرَبِ وَأَجْمَلُهُ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ أَمَرْتُ وَجَعَلَهَا
 قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمُعَاوِيَةُ تَجَعَّلَهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ نَعَمْ
 قَالَ تَوَمَّرَنِي حَتَّى أَقَاتِلَ الْكُفَّاءَ كَمَا كُنْتُ أَقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ
 قَالَ نَعَمْ لَمْ يَكُنْ يَسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا قَالَ نَعَمْ

البدایہ ص ۸۷، ۱۱۹، مسلم ص ۲۷۳-۲۷۴ (یعنی جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ مسلمان ابوسفیان کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ان کے پاس بیٹھتے تھے۔ (کیونکہ قبل از اسلام وہ سالار کفار بن کر مسلمانوں سے لڑتے رہے تھے) چنانچہ ایک مرتبہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا۔ مجھے تین شرف عطا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا مانگو۔ انہوں نے عرض کی آقا میری بیٹی ام حبیبہ جو احسن العرب ہیں ان کے نکاح میں میری رضامندی بھی قبول فرما کر مجھے بھی اس ثواب میں شامل فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے (۱) میں جب مسلمان ہجرت کر کے حبشہ میں گئے تھے تو سیدہ ام حبیبہ بھی اس قافلہ میں شامل تھیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عمرو بن امیہ ضمیری کو شاہ حبشہ نجاشی کی طرف۔ سیدہ ام حبیبہ کے نام نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تو نجاشی نے اپنی ایک خادمہ کے ذریعہ سے حضور کا پیغام نکاح آپ تک پہنچایا۔ سیدہ ام حبیبہ نے اس شرف کے ملنے پر اس مبارک خبر لانے والی لونڈی کو اپنا تمام زیور اتار کر دے دیا اور جناب خالد بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل مقرر کیا۔ حضور کی طرف سے نجاشی نے خطبہ پڑھا اور چار سو دینار اور پچاس مثقال سونا مہر مقرر کیا اور اپنی طرف سے اسی وقت اسے ادا بھی کر دیا۔ سیدہ ام حبیبہ کی طرف سے جناب خالد بن سعید نے خطبہ پڑھا اور نکاح ہو گیا۔ حضور نے جناب شرییل بن حصینہ کو مدینہ منورہ سے آپ کو لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ بمع دیگر تمام مہاجر مسلمانوں کے مدینہ منورہ تشریف لائیں۔ آپ کا اصل نام

رملہ تھا۔ آپ کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا جو کہ حضرت عثمان کی چچی تھیں۔ آپ پہلے حضور کے سائے غیبیہ اللہ بن حبش کے نکاح میں تھیں۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام حبیبہ رکھا گیا اس وجہ سے آپ کی کنیت ام حبیبہ ہوئی پھر وہ فوت ہو گئی۔ آپ کا سنگمہ یا سنگمہ میں انتقال ہو گیا) پھر کہنے لگے اور میرے بیٹے معاویہ کو اپنا کاتب وحی مقرر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر عرض کیا آقا مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں کافروں سے جا کر جہاد کروں جیسا کہ میں ایمان لانے سے پہلے مسلمانوں سے لڑتا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ ابوزمیل کہتے ہیں کہ (ابوسفیان کا حضور آنا لحاظ فرماتے تھے کہ) انہوں نے جب کبھی بھی حضور سے کوئی سوال کیا تو آپ نے ویسا ہی کر دیا۔ (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور آپ کی بیوہ حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا سے بعض لوگ انکے اسلام لانے سے قبل کے واقعات کو دیکھ کر نفرت کرتے ہیں۔ اس کے متعلق اسلام کا یہ قانون یاد رکھیں **اَلْاِسْلَامُ بِحَدِّ مَا قَبْلَهُ** یعنی اسلام لانے سے قبل از اسلام کئے گئے تمام گناہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے معاف کر بخش دیئے جائیں گے۔ جب اللہ اور اس کا رسول آپ کے گناہوں کو معاف فرما چکے اللہ تعالیٰ آپ کی توبہ قبول فرما چکا تو اب کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ سابقہ واقعات کی بنا پر ان کی توبہ نہ کرے فافہموا۔ ورنہ پھر باقی تمام صحابہ مثلاً حضرت عمر فاروق، حضرت امیر حمزہ، حضرت عباس، حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر، حضرت وحشی رضی اللہ عنہم وغیرہ کے ایمان و یقین کے متعلق بھی فیصلہ کرو۔ اگر ان حضرات کی غلطیاں اسلام لانے پر معاف ہو گئیں تو خاندان ابوسفیان یعنی آپ خود، ان کی بیوی اور دونوں بیٹے مغفور اور صحابی رسول ہیں۔)

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ اِحْفَظُونِي فِي اَصْحَابِي وَاَصْهَارِي فَمَنْ
حَفِظَنِي فِيْهِمْ حَفِظَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ----- الخ

(ابن عساکر ص ۲۵ ص ۱۲) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابہ اور میرے
سسرال کے بارہ میں میرا لحاظ رکھا کرو۔ پس جس نے ان کے بارے میں میرا
لحاظ رکھا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حفاظت فرمائے گا۔

مسلم شریف کی یہ روایت پڑھنے کے بعد ہر غیر متعصب شخص پر حضور کی بارگاہ
میں اس گھرانے کا مرتبہ و مقام اچھی طرح واضح ہو چکا ہو گا نیز یہ بھی ثابت ہو
گیا کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی بارگاہ کے کاتب وحی بھی
تھے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کی بہن حضرت رملہ جو کہ ام حبیبہ کی کنیت سے
مشہور ہیں۔ حضور کی زوجہ محترمہ ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت امیر معاویہؓ حضور
کے سارے اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضور کے سسر ہیں۔ آپ کے

خاندان کے اس شرف کے متعلق بھی ایک حدیث شریفہ ملاحظہ فرمائیں۔ اِنَّهُ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى نَوَاجِثِهِ اُمِّ حَبِيبَةَ وَرَأْسُ مُعَاوِ
يَةَ فِي جُجْرِهَا وَهِيَ تُقْبِلُهُ فَقَالَ لَهَا اَتَحِبِّيهِ قَالَتْ وَمَا لِي
لَا اُحِبُّ اَخِي فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُحِبُّانِ
فِيْهِ (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۹) ----- وَمِنْهُ فَوْنٌ يَمْصَاهَرْتِهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ----- وَقَدْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا اَصْحَابَا
يِي وَاَصْهَارِي فَإِنْ مَنْ حَفِظَنِي فِيْهِمْ كَانَ مَعَهُ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ
وَمَنْ لَمْ يَحْفَظْنِي فِيْهِمْ تَخَلَّى اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ تَخَلَّى اللّٰهُ عَنْهُ يُوْ
شِكُّ أَنْ يَأْخُذَهُ (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۱۲) ----- وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَزِيْمَةٌ مِنْ رَبِّي وَعَهْدٌ عَهْدٌ إِلَى أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ

الى اهل بيت ولا انزوج بنتا من بناتي الا كانوا رفقائي في الجنة - - - - - وقال صلى الله عليه وسلم سألت ربي ان لا اتزوج الى احد من امتي ولا انزوج احدا من امتي الا كان معي في الجنة فأعطانى ذلك - - - - - فتامل هذا الفضل العظيم والجماع الجسيم لكل اهل بيت تزوج منهم (تطهير الجنان واللسان عن المخطور والتفوه بثلث معاوية ابن ابي سفيان از محدث احمد بن حجر الهيتمي مكي ص ۱۲ مطبوعه مصر)

یعنی ایک مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ جنابہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ کے بھائی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت ام حبیبہ ان کے بوسے لی رہی تھیں۔ (ابن عساکر ص ۲۵ پر ہے تفسیر۔ یعنی آپ ان کے سر میں کنگھی کر رہی تھیں) حضور نے دیکھا تو فرمایا۔ ام حبیبہ کیا تو اس سے محبت رکھتی ہے انہوں نے عرض کی آقا یہ میرے بھائی ہیں میں ان سے کیوں محبت نہ کروں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تو پھر سن لے کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول بھی اس سے محبت فرماتے ہیں۔ اس نسبت سے آپ کو حضور کا سسرالی رشتہ بھی نصیب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے تمام صحابہ اور میرے سسرال کو معاف رکھو۔ کیونکہ جس نے ان کے بارہ میں میرا لحاظ رکھا اور ان کے حشرق کا تحفظ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و ناصر ہوگا اور جس نے ان کے متعلق میرا لحاظ نہ کیا اور ان کے حقوق کی حفاظت نہ کی اللہ تعالیٰ اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دے گا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے چھوڑ دیا وہ بہت جلد اللہ تعالیٰ کے

غضب کا نشانہ بنے گا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ پختہ وعدہ فرما رکھا ہے کہ جس مسلمان گھرانے میں میں اپنا نکاح کروں یا جس مسلمان گھرانے میں میں اپنی کسی بیٹی کا نکاح کر دوں وہ لوگ جنت میں میرے ساتھی ہوں گے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اپنی اُمت میں سے جس عورت سے شادی کروں یا جس شخص سے اپنی کسی بیٹی کی شادی کر دوں وہ جنت میں میرے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ خواہش قبول فرمائی۔ اس حدیث شریف کے مطابق تمام ان مسلمان گھرانوں کی جنہوں نے حضور کے نکاح میں اپنی بیٹیاں دیں یا جن کو حضور کی دامادی کا شرف حاصل ہوا ان کی بہت زیادہ عزت و عظمت ثابت ہوگی۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ **فَإِنَّ أُحِبَّ مُعَاوِيَةَ وَ أُحِبَّ مَنْ يُحِبُّ مُعَاوِيَةَ وَ جَبْرِئِلُ وَ مِيكَائِيلُ**۔ **مُحِبَّانِ مُعَاوِيَةَ وَ اللَّهُ أَشَدُّ حُبًّا لِمُعَاوِيَةَ مِنْ** ^{جَبْرِئِلُ وَ مِيكَائِيلُ} **(ابن عساکر ص ۲۵ ص ۹)** یعنی حضور نے فرمایا میں معاویہؓ سے بھی محبت کرتا ہوں اور اس شخص سے بھی محبت کرتا ہوں جو معاویہؓ سے محبت رکھتا ہو۔ اور جبرئیل و میکائیل بھی معاویہؓ سے محبت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ جبرئیل و میکائیل سے بھی زیادہ معاویہؓ سے محبت فرماتے ہیں۔

تادین کرام! تعصب و ہٹ دھرمی اور بغض و عناد سے دل و دماغ کو پاک صاف کر کے اس حدیث کو بار بار پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ انشاء اللہ العزیز بہت سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ حق کو دیکھ کر مان لینے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اللہ اور اس کے رسولؐ غضب سے بچ سکیں۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ دنیا کی رشتہ داری آخرت میں کچھ کام نہیں آئے گی۔ اس کے متعلق بھی ایک حدیث ملاحظہ فرمالیں۔

✓ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِيَّ وَنَسَبِيَّ - (کنز العمال ۱۳ ص ۶۲۲ / طبقات ابن سعد ۸ ص ۴۶۳ / ذخائر عقیقی ص ۱۶۸ / الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۴ ص ۴۹۲ / الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۴ ص ۴۹ حاشی علی الاصابہ / تاریخ خمیس ۲ ص ۲۸۵ / مستدرک حاکم ۳ ص ۴۲۱)

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ہر ایک کا دنیا کا حسب و نسب اور رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی۔ لیکن میرا دنیاوی حسب و نسب اور رشتہ داری آخرت میں بھی قائم رہے گی (اور مفید ہوگی) یقیناً آپ تو مسئلہ بالکل واضح ہو چکا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ حضور کے سسرالی اور دامادی رشتہ داری جن کے ایمان کی گواہی اللہ کے رسول دے چکے ہیں جن سے اللہ اور اللہ کے رسول محبت فرماتے ہیں۔ جن کی عزت خدا کے فضل کا سبب اور جن سے بغض اللہ کے غضب کا سبب ہے جو یقینی جنتی بھی ہیں اور جنت میں حضور کے خادموں اور غلاموں کی صف میں ہوں گے۔ ان سب کی عزت و احترام کرتے ہوئے اپنی عاقبت سنوارنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اسی لیے المحدث امام محمد بن مکرم المعروف بابن منظور اپنی شہرہ آفاق کتاب "مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر" میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ان الفاظ سے شروع فرماتے ہیں۔ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَكَاتِبُ وَحْيِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، یعنی آپ تمام امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں جان کیونکہ آپ کی بہن سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور کی بیوی ہیں اور فرمان خداوندی۔ اَنْزَلْنَاهُ اُمَّهًا لِّجَمْعٍ (۲۴) کے مطابق وہ تمام ایمان والوں کی روحانی ماں ہیں۔ اس مناسبت سے آپ کے بھائی تمام ایمان والے

کے ماموں جان ہوئے) اور اللہ تعالیٰ کی وحی کے لکھنے والے (ابن ہشام کے
۲۳ ص ۲۹۹) البدایہ ص ۸ / تاریخ ابن کثیر ص ۸ ص ۲

محدث ابن منظور نقل فرماتے ہیں۔ وَأَصْحُ مَا رَوَىٰ فِي فَضْلِ مُعَاوِ
يَةَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ كَاتِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ (تاریخ دمشق ص ۲۵۱) یعنی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کے فضائل میں سب سے صحیح جناب عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ آپ
رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔ دنیا سے حدیث میں جس کتاب
کو "اصح الکتاب بعد کتاب اللہ" کہا جاتا ہے اس میں بھی موجود ہے کہ صحابہ
کرام اور تابعین عظام۔ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو "امیر المومنین"
اور "فقیہ" اور "مجتہد" کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے اور امام بخاری کا
اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمانا اور اس پر کوئی اعتراض اور
انکار نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ امام بخاری کے نزدیک بھی آپ امیر المومنین
اور "فقیہ" تھے (بخاری شریف ص ۵۳۱) نیز اسی صفحہ پر جناب سیدنا عبداللہ
بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کی صحابیت کا ذکر ان الفاظ سے فرماتے اور آپ پر
اعتراض کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ دَعَا فَإِنَّهُ صَحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(بخاری ص ۵۳۱) یعنی آپ پر اعتراض نہ کرو۔ آپ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے صحابی ہیں۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فرمان
ہدایت نشان سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ صحابہ کرام بھی حضور کے کسی صحابی
پر اعتراض کرنا پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ اس کا رد سے منع فرمایا کرتے تھے
اور آپ کا یہ فرمان سن کر آگے سے۔ ابن ابی ملیکہ۔ تابعی۔ راوی حدیث نے
بھی کوئی اعتراض نہیں کیا کہ صحابی ہیں تو پھر کیا ہوا۔ کیا صحابی پر اعتراض نہیں کیا جا

سکتا۔ معلوم ہوا کہ تابعین عظام بھی اس حکم کو تسلیم کرتے تھے کہ حضور کے صحابہ پر اعتراض اور تنقید نہیں کرنی چاہیے اور جناب سیدنا امیر معاویہ کو صحابی رسول "امیر المؤمنین" اور فقیہ "اور مجتہد" تسلیم فرماتے داسے صحابی بھی کوئی عام صحابی نہیں ہیں بلکہ اسی بخاری میں اُن کو (علم کا) سمندر کہہ کر ذکر کیا گیا ہے۔ (بخاری ص ۸۳) بلکہ ترمذی شریف میں ہے کہ آپ نے دو مرتبہ جبریل کو انکی اصلی حالت میں دیکھا تھا (ترمذی ص ۲۲۳) اس طرح دوبار دیکھنے سے حالت اصلہ میں دیکھنا ہی مراد ہو سکتا ہے ورنہ عام بشری حالت میں تو جبریل کو تقریباً تمام صحابہ سینکڑوں مرتبہ دیکھتے رہتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ جو جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین۔ صحابی رسول اور فقیہ اور مجتہد نہیں مانتا اُس کا صحیح بخاری پر اور امام بخاری پر بھی کوئی ایمان نہیں ہے اور جو آپ کو حضور کا کاتب وحی تسلیم نہیں کرتا وہ صحیح مسلم اور امام مسلم پر بھی یقین نہیں رکھتا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی بھی لکھتے ہیں۔ صَحَابَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُتِبَ لَهُ (الاصابة فی تمییز الصحابہ ص ۳ ص ۱۲۲) یعنی آپ نبی کریم اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی بھی تھے اور آپ کی بارگاہ کے کاتب وحی بھی تھے۔ محدث و مفسر و مؤرخ اسلام حافظ ابن کثیر بھی لکھتے ہیں۔ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ لِلرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ غَيْرِهِ مِنْ كُتَّابِ الْوَحْيِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ (البدایہ والنہایہ ص ۸ ص ۱۱۱) یعنی آپ بارگاہ نبوی کے کاتبان وحی الہی میں شامل تھے۔ معتمد اور معتبر مؤرخ اسلام ابو الفدا حافظ ابن کثیر و مشقی لکھتے ہیں کہ جب جناب ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو یہ بھی عرض کی تھی۔ اَنْ يَرْوِجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْتِيهِمْ وَهِيَ عَزْرَةُ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ وَاسْتَعَانَ عَلَى ذَلِكَ بِأَخِيهَا أُمِّ حَنِيفَةَ فَلَمْ يَقَعْ ذَلِكَ وَبَيَّنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ذَلِكَ

کہ آپ ان کی دوسری بیٹی عرزہ بنت سفیان سے بھی نکاح فرمالیں تو آپ نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے۔

۷۷

حرمیت۔۔۔۔۔ ان تجميعوا بين الاختين (۲۳/۲) (تاریخ ابوالفداء ص ۲۱)
 ایک روایت میں ہے۔ کَمَا كَانَ يَوْمَ امِّ حَبِيبَةَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَقَّ الْبَابَ دَاقٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوا
 مَنْ هَذَا؟ قَالُوا مُعَاوِيَةُ قَالَ ابْذُنَا لَهُ فَدَخَلَ وَعَلَى أُذُنِهِ
 قَلَمٌ يَخْطُبُهُ فَقَالَ مَا هَذَا الْقَلَمُ عَلَى أُذُنِكَ يَا مُعَاوِيَةُ؟ قَالَ
 قَلَمٌ أَعَدَّهُ اللَّهُ لِلرَّسُولِ فَقَالَ لَهُ خِزَالُ اللَّهِ عَنْ نَبِيِّكَ
 خَيْرًا وَاللَّهِ مَا سَتَكُتُبُكَ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ اللَّهِ..... فَقَامَتْ
 امُّ حَبِيبَةَ فَجَلَسَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ.....
 فَأَوْخِ اللَّهُ لَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَهْدِهِ بِالْهُدَى وَجَنِّبْهُ الرَّدَى
 وَاعْفُ عَنَّا فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى -

(البدایہ والنہایہ ص ۸۷-۱۲۰)

یعنی ایک دن جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ ام حبیبہ رضی
 کے ہاں تھے۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے فرمایا دیکھو کون ہے۔ عرض
 کی گئی۔ معاویہ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اُس کو اجازت دو۔ چنانچہ آپ اندر آ گئے
 اور آپ کے کان پر وہ قلم رکھا ہوا تھا جس سے آپ لکھا کرتے تھے۔ آپ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہے معاویہ یہ تیرے کان پر کیسا قلم رکھا ہوا ہے
 انہوں نے عرض کی آقا یہ قلم میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خدمت کے
 لیے بنایا ہوا ہے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے جزائے
 خیر عطا فرمائے اور خدا کی قسم میں نے تو تجھے اپنا کاتب مقرر ہی اس لیے

کیا ہے تاکہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت لکھا کرے۔ جنابہ ام حبیبہؓ اٹھیں اور حضور کے سامنے جا کر بیٹھ گئیں اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کے دعا فرمادیں تو آپ نے دعا فرمائی۔ اے مولا کریم معاویہؓ کو ہدایت پر قائم رکھنا اور اسے بڑی عادات سے محفوظ رکھنا اور اس کی دنیا و آخرت میں بخشش فرمانا۔

ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ سے آپ کے لیے دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَاهْدِيْ بِهِ۔

اشعة اللغات ص ۴۵ / تطہیر الجنان ص ۱۱۱ / طبرانی ص ۳۳۳ (ترمذی ص ۲۵۴)

مشکوٰۃ ص ۱۵۷ / طبرانی اور ابن عساکر میں آپ کی دعا میں ایک لفظ زائد ہے۔ الفاء

ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَاهْدِيْ بِهِ (البدایہ ص ۱۲۱)

ص ۱۲۱ / ابن عساکر ص ۲۵۷ / ایک دفعہ آپ نے ان الفاظ سے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْنِيْ الْعِلْمَ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَاهْدِيْ بِهِ

(البدایہ ص ۱۲۱) مدارج النبوة ص ۲۵۷ / (البدایہ ص ۱۲۱) / تطہیر الجنان ص ۱۱۱

آپ کی ایک دعا کے الفاظ اس طرح ہیں۔ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْنِيْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ

وَالْحِسَابَ وَقِيْلَ الْعَذَابِ (مسند امام احمد ص ۱۶۲ / اشعة اللغات ص ۴۵)

ص ۴۳ / ابن عساکر ص ۲۵۷ / آپ کی ایک دعا ان الفاظ مبارکہ پر مشتمل ہے۔

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْنِيْ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَمَكِيْنَ كَلِّ فِي الْيَلَدِ

وَقِيْلَ سُوءَ الْعَذَابِ (تطہیر الجنان ص ۱۱۱) / محدث ابن کثیر اور حافظ

ابن عساکر اس دعا کے آخر میں صرت وَقِيْلَ الْعَذَابِ بیان کیا ہے لفظ "سُوءَ"

ذکر نہیں فرمایا (البدایہ ص ۱۲۱) / ابن عساکر ص ۲۵۷ / جیسا کہ اوپر مسند امام

احمد کی روایت میں بھی یہ لفظ مذکور نہیں ہے۔

یعنی۔ اے اللہ تعالیٰ معاویہؓ کو ہمیشہ خود بھی ہدایت پر قائم رکھنا اور اس کو لوگوں کو

ہدایت دینے کی توفیق بھی عطا فرمانا اور لوگوں کو اس کے ذریعے سے ہر ایک نصیب بھی فرمانا اسے میرے اللہ معاویہ کو علم سکھلا دے اور اس کو حساب و کتاب بھی سکھا دے اور اسے عذاب سے محفوظ رکھنا اور اسے میرے اللہ سے دنیا میں بھی مضبوط حکومت عطا فرمانا حضرت وائلہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعا کی قبولیت کا اعلان بزبان نبوی دنیا ہی میں کروادیا تھا۔ چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ انْتَحَنَ عَلَى وَحْيِهِ جِبْرِيلُ وَأَنَا مُعَاوِيَةُ فَقَفِرَ لِمُعَاوِيَةَ ذُنُوبُهُ وَوَفَّاهُ حِسَابَهُ وَعَلَّمَهُ كِتَابَهُ وَجَعَلَهُ قَادِمًا مَهْدِيًّا وَهَدَى بِهِ (ابن عساکر ص ۲۵۷) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی مجھ تک پہنچانے کے لیے جبریل کو امین بنایا اور میں نے اللہ کے کلام پر اس کو لکھوا کر قیامت تک کے مسلمانوں تک پہنچانے کے لیے معاویہ کو امین بنایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وحی الہی کی امت کا حق ادا کرنے پر معاویہ کے تمام گناہ بھی معاف فرما دیئے اور اس کی نیکیوں کا اسے پورا پورا ثواب دیا اور اس کو اپنی کتاب کا علم بھی عطا فرما دیا اور اس کو ہدایت پر بھی قائم رکھا (رکھے گا) اور یہ لوگوں کو بھی ہدایت کا درس دیں گے اور لوگ ان سے ہدایت حاصل بھی کریں گے۔ جب جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حمص پر سے عمیر بن سعد کو معزول کر کے ان کی جگہ جناب معاویہ کو حمص کا گورنر مقرر فرمایا تو بعض لوگوں نے حضرت عمیر کے سامنے آ کر جناب امیر معاویہ کے متعلق کچھ ناپسندیدہ الفاظ استعمال کیے تو آپ نے فرمایا۔ لَا تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اهْدِ بِهِ وَاهْدِ (ترمذی ص ۲۲۵) یعنی جناب امیر معاویہ کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہی کیا کرو کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا تھا یا اللہ

ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ کرنا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۵۲۲)

جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب محبوب کائنات علیہ التحیۃ والصلوات نے ایک دفعہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ پھر فرمایا۔ اے معاویہ تیرے جسم کا کونسا حصہ میرے جسم کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ قَالَ وَجِہِی فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَقَالَ اللہُ التَّامَّ۔ آپ نے عرض کی۔ آقا میرا چہرہ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے چہرے کو آگ سے محفوظ فرمادیا۔ پھر آپ نے فرمایا اور کون سا حصہ میرے ساتھ لگا ہوا ہے۔ قَالَ صَدْرِی قَالَ حَشَاہُ اللہُ عَلَمًا وَاِیْمَانًا وَنُورًا۔ عرض کی آقا۔ میرا سینہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے سینے کو علم، ایمان اور نور سے معمور فرما دے گا۔ پھر آپ نے فرمایا اور کون سا حصہ میرے ساتھ لگا ہوا ہے۔ قَالَ بَطْنِی قَالَ عَصَمَہُ اللہُ بِمَا عَصَمَ بِہِ الْاَوْلِیَاءُ۔ عرض کی آقا۔ میرا پیٹ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے پیٹ کو ان تمام چیزوں سے (رزق حرام) سے محفوظ رکھے گا۔ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کے پیٹوں کو محفوظ رکھتا ہے (غور فرمائیں) مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اللہ کے ولیوں میں سے ہونا بھی بیان فرمادیا۔ اب ذرا بخاری ص ۹۶۲ کی حدیث قدسی ایک بار پھر پڑھ لیں۔ مَنْ عَادَى اِلٰی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنَتْہُ بِالْحَرْبِ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جو میرے کسی ولی سے عداوت یا بغض و عناد رکھے اُس کو میری طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔ توجیب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر ولی ہیں تو پھر آپ کا دشمن اور آپ سے بغض و عناد رکھنے والا بھی اللہ تعالیٰ کے غضب و قہر کو دعوت دے رہا ہے (نعوذ باللہ من ذالک)

پھر آپ نے فرمایا اور تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے ساتھ لگا ہوا ہے۔
 قَالَ كُنِّي قَالَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَقَالَ الْحِسَابَ وَعَلَّمَكَ الْكِتَابَ وَجَعَلَكَ
 هَادِيًا وَهَذَاكَ وَهَذِي بِكَ (مختصر تاریخ دمشق ۲۵/۱) جناب
 امیر معاویہؓ نے عرض کی اقا میرا سارے کا سارا جسم ہی آپ کے ساتھ لگا
 ہوا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے گا۔
 اور اللہ تعالیٰ تجھے حساب سے بچائے گا اور تجھے کتاب اللہ کا علم بھی عطا فرمائے
 گا اور تجھے ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنادے گا اور تجھ سے لوگوں کو
 بھی ہدایت نصیب ہوگی۔

صحاح سنہ کی اس حدیث اللہ اجعلہ ہادیاً مہدیاً و اھدیہ کے
 تحت محدث طیبی نے وضاحت لکھی۔ كَانَ مَهْدِيًا تَاكِيدًا وَاَهْدِيَه
 تَكْمِيْلًا يَعْنِي اَنْهُ كَامِلٌ وَمُكْمَلٌ وَلَا اِذْتِيَابَ اَنْ دُعَاةُ
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مُسْتَجَابٌ فَمَنْ كَانَ هَذَا حَالُهُ كَيْفَ
 يَرْتَابُ فِي حَقِّهِ (حاشیہ مشکوٰۃ ۵/۱۵۷)

”واھدیہ“، ہادی۔ کے کام کے پورا ہو جانے اور اس کے اپنے کام میں کامیاب
 ہونے کے لیے لایا گیا ہے کیونکہ بعض دفعہ ہدایت کرنے والے خلوص نیت سے
 ہدایت کرتے ہیں اور خدا کے فضل سے خود بھی ہدایت یافتہ ہوتے ہیں لیکن ان
 کی کوئی مانتا نہیں ہے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدنا امیر
 معاویہؓ کے لیے دعا فرماتے ہوئے ”مہدیاً“ کے الفاظ لا کر آپ کی ذات کا
 ہدایت یافتہ ہونا بھی بیان فرما دیا اور ”واھدیہ“ کے ساتھ آپ کی صفت ہادی
 کا پورا ہونا اور آپ کا اس کام میں کامیاب و کامران ہونا بھی بیان فرما دیا۔

یعنی آپ کی ذات ہر طرح کامل و مکمل ہے اور اس میں کیا شک ہو سکتا ہے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ سے آپ کے لیے دعا فرمائی ہے اور یہ ایک یقینی بات ہے کہ آپ کی دعا بارگاہِ خداوندی میں ضرور قبول ہوتی ہے۔ محدث ابن حجر ہیتمی اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ فَتَأْتِلُ هَذَا الدُّعَاءُ

مِنَ الصَّادِقِ الْمُصَدِّقِ وَأَنَّ أَدْعِيَتَهُ لَا مَرْتَبَةَ لَهَا سِيمَا أَصْحَابِهِ مَقْبُولَةٌ خَيْرٌ مَرُودَةٌ تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ اسْتَجَابَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الدُّعَاءُ لِمُعَاوِيَةَ فَجَعَلَهُ هَادِيًا لِلنَّاسِ وَمَهْدِيًا فِي نَفْسِهِ۔

(طہیر الجنان ص ۳۱) یعنی غور کرو کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ دعا فرمادی ہے اور حضور کی دعائیں بالخصوص صحابہ کرامؓ کے لیے تمام اُمت کے لیے بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہوتی ہیں۔ رد نہیں کی جائیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی قبولیت پر یقین رکھتے ہوئے تجھے یہ مان لینا چاہیے کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ لوگوں کو ہدایت دیتے والے بھی تھے اور خود ہدایت یافتہ بھی تھے۔

جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ أَمَّا إِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ نِزَاعٌ مِّنْ نُورِ الْإِيمَانِ۔ (ابن عساکر ص ۲۵۷) کہ آپ کی بات

کے دن اسی حال میں آئیں گے کہ آپ پر ایک نورانی چادر ہوگی جو کہ آپ کے ایمان کے نور کی ہوگی۔

ایک دفعہ جناب سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جناب حذیفہ بن یمانؓ

کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اَلَسْتُ شَهِيدٌ يَوْمَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاوِيَةَ يُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ مِّنْ نُورٍ ظَاهِرُهَا مِنَ الرَّحْمَةِ وَبَاطِنُهَا مِنَ الرَّضَا يَفْتَحُ رِبَهَا فِي الْجَمْعِ بِكِتَابَةِ الْوَحْيِ يَبْنِي يَدِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَذِيفَةً نَعْمُ

(ابن عساکر ۲۵، ص ۱۱۱) کیا آپ اُس دن وہاں موجود نہیں تھے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدنا امیر معاویہؓ کو کہا تھا کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئیں گے کہ وہ ایک نور کا لباس پہنے ہوں گے۔ اس کا ظاہر اللہ کی رحمت ہوگی اُس کا باطن اللہ کی رضا ہوگی اور اس کی وجہ سے وہ تمام میدان محشر میں فخر کریں گے اور یہ نور کا لباس آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وحی الہی کی کتابت کرنے کی وجہ سے عطا ہو گا۔ جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر یہ دعا فرما رہے تھے۔ اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ بَدَنَ مُعَاوِيَةَ عَلَى النَّاسِ (ابن عساکر ۲۵، ص ۱۱۱) اے میرے اللہ معاویہ کے جسم کو آگ پر حرام فرما دے جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اَلشَّالِقُ فِيْ فَضْلِكَ يَا مُعَاوِيَةُ تَنْشَقُّ اَلْاَرْضُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَفِيْ عُنُقِهِ طَوْقٌ نَّارٍ۔ (ابن عساکر ۲۵، ص ۱۱۱) اے معاویہ جو تیری فضیلت میں شک کرے گا وہ جب قیامت کو اُٹھے گا تو اُس کے گلے میں آگ کا طوق ہوگا۔ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا: یُطْلَعُ عَلَيْكُمْ نَاهِلٌ مِّنْ أَهْلِ
الْجَنَّةِ فُطْلَحَ مُعَاوِيَةُ۔۔۔۔۔ فَقُلْتُ يَا نَسْرَةَ سَوْءٍ هُوَ هَذَا قَالَ نَعَمْ

(ابن عساکر ص ۲۵ ص ۱۲) ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آ رہا ہے جتنا پانی

جناب معاویہ آگئے۔ میں نے عرض کی آقا یہی وہ جنتی آدمی ہیں جن کے متعلق

ابھی ابھی آپ فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ یہی ہیں۔ جناب سیدنا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ یا

أَبَا هُرَيْرَةَ إِنَّ فِي جَهَنَّمَ كَلَابًا۔۔۔۔۔ يُسَلِّطُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنْ

لَعَنَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ۔ (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۱۳) اے ابو ہریرہ دونوں

میں کچھ (خونخوار) کتے ہوں گے وہ اُس بد بخت پر چھوڑے جائیں گے جو دنیا

میں معاویہ پر لعنت کرتا رہا ہوگا۔ جناب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

بیان فرماتے ہیں۔ فَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ يَا نَسْرَةَ سَوْءٍ هُوَ هَذَا قَالَ نَعَمْ

مِنْ قُرَيْشٍ وَيُفْتَخِرُونَ عَلَى أَخِي بِمَا بَايَعُوكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفْتَخِرُونَ أَحَدًا عَلَى أَحَدٍ فَلَقَدْ بَايَعَ كَمَا

بَايَعُوا وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ

فَقَعَدَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فُطْلَحَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَ

سَائِرُ النَّاسِ۔۔۔۔۔ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَقَدْ بَايَعَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ

كَمَا بَايَعْتُمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا عَلِمْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّهُ فِي

وَقْتِ مَا قَبِضَ اللَّهُ تَعَالَى قَبْضَهُ مِنَ الزُّرِّ قَالَ فِي الْجَنَّةِ وَلَا أَبَالِي

كُنْتُ أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ

وَسَعْدٌ وَسَعِيدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ فِي تِلْكَ الْقَبْضَةِ وَلَقَدْ بَايَعَ كَمَا بَايَعْتُمْ وَتَصَحَّ
كَمَا لَصَحُتُمْ وَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ كَمَا غَفَرَ لَكُمْ وَأَبَاخَ الْجَنَّةَ كَمَا أَبَا حَكُمَ

(ابن عساکر ۲۵ ص ۱۵) ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض
کی آقا آپ کے جن قریشی صحابہ نے آپ سے حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان
کی تھی وہ میرے بھائی معاویہ پر اپنی بڑائی جتاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی
بھی ایک دوسرے پر بڑائی نہ جتائے اور اپنے آپ پر فخر نہ کرے کیونکہ معاویہ
نے بھی اسی طرح بیعت کی ہے جس طرح انہوں نے بیعت کی تھی۔ پھر آپ
خانہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر آ گیا چنانچہ
آپ مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ جناب سیدنا ابوبکر صدیق جناب سیدنا
عمر فاروق جناب سیدنا عثمان ذوالنورین۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور
دیگر بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر خدمت ہوئے تو آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اُس رب ذوالجلال کی قسم جس نے مجھے سچا
نبی بنا کر بھیجا ہے۔ معاویہ بن ابی سفیان نے بھی اسی طرح مجھ سے بیعت
رضوان کی ہے جس طرح تم نے کی تھی تو جناب سیدنا ابوبکر صدیق نے
عرض کی آقا ہمیں تو معلوم نہیں ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا یہ اُس وقت ہوا جب اللہ تعالیٰ نے ارواح میں سے
ایک مٹھی بھری اور فرمایا یہ جنت میں ہوں گے اور مجھے اس سے کچھ فرق
نہیں پڑتا اور اس مٹھی بھری میں سے ابوبکر تیری عمر کی عثمان کی۔ علی کی۔
طلحہ کی۔ زبیر کی۔ سعد کی۔ سعید کی۔ عبدالرحمن بن عوف کی، ابوعبیدہ بن جراح
اور معاویہ بن ابوسفیان کی روئیں تھیں۔ لہذا معاویہ نے بھی مجھ سے ویسے
ہی بیعت کی تھی۔ جس طرح تم نے بیعت کی تھی۔ اُس کو بھی ویسی ہی

فضیلت ملی جیسے تم کو ملی۔ اُس کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی بخش دیا جیسے تم کو بخشا تھا اور اُس کو بھی ویسے ہی جنتی فرما دیا جیسے کہ تم کو جنتی بنا دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری امت میں سب سے رحم دل ابو بکرؓ ہیں اور عمر فاروقؓ اللہ کے دین میں بہت مضبوط ہیں اور عثمانؓ بہت زیادہ حیا والے ہیں اور سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والے علی المرتضیٰؓ ہیں اور ہر ایک نبی کے کچھ حواری ہوتے ہیں۔ میرے حواری طلحہؓ اور زبیرؓ ہیں اور سعد بن ابی وقاصؓ جس جگہ بھی ہوں گے حق اُن کے ساتھ ہو گا اور سعید بن زید جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اللہ تعالیٰ کے بہت پیارے بندوں میں سے ہیں اور عبدالرحمن بن عوفؓ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ تاجروں میں سے ہیں اور ابو عبیدہ بن جراحؓ اللہ اور اللہ کے رسول کا امین ہے۔ وَصَاحِبُ سِرِّي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ فَمَنْ أَحَابَّهُمْ فَقَدْ نَجَا وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَقَدْ هَلَكَ (طہیر الجنان ص ۱۳) اور میرا راز دار معاویہ بن ابی سفیان ہے۔ جس نے ان سب سے محبت رکھی وہ نجات پا گیا اور جس نے ان سے عداوت رکھی وہ ہلاک ہو گیا۔ بخاری شریف میں حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا سے ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ يَقُولُ أَوَّلُ خِيَشٍ مِنْ أُمَّتِي يَخْرُونَ الْبَحْرَ قَدْ أُوجِبُوا قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ قَالَ أَنْتِ فِيهِمْ۔

(بخاری شریف ص ۱۳) کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں سے پہلا لشکر جو بحری جنگ لڑے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت واجب فرما دے گا۔ اُم حرام فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس بحری جنگ میں شامل ہو سکوں گی تو آپ نے

فرمایا۔ ہاں اے ام حرام تو بھی انہی میں سے ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ بحری جنگ کب ہوئی تھی جس میں بنی غیبہ دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی حضرت ام حرام کی شمولیت بیان فرمادی تھی۔ بخاری ہی میں اس کا جواب موجود ہے۔ فَزَكَّيْتُ الْبَحْرَ نَافَمانَ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ وَابْتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ۔

بخاری ص ۹۳ / مسلم ص ۱۶۲) یعنی آپ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری کے زمانے میں سمندر پر سوار ہوئیں اور جب آپ سمندر سے پار ہو گئیں تو اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہو گئیں۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ ”ذَمَانُ مُعَاوِيَةَ“ کا ترجمہ ”آپ کی سپہ سالاری میں جو کیا گیا یہ صحیح نہیں ہے تو جناب امیں بخاری کی ایک روایت سے اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ فَخَرَجْتُ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَابِرًا يَأْتِي أَوَّلَ مَبَاكِبِ الْمُسْلِمِينَ مَعَ مُعَاوِيَةَ..... الخ (بخاری ص ۹۲)

یعنی حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اس جہاد کے لیے نکلیں جو جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ (ان کی سپہ سالاری میں) مسلمانوں نے پہلا بحری جہاد کیا تھا۔۔۔ الخ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت ام حرام جس جہاد میں شامل ہوئی تھیں۔ اس میں جناب سیدنا امیر معاویہ بذات خود شامل تھے بلکہ اس لشکر کے سپہ سالار تھے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ پہلا بحری جہاد تھا اور چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا ”یہی امت میں سے جو پہلا لشکر بحری جنگ لڑے گا اس پر جنت واجب ہوگی“ تو جب یہ حضور کی امت میں سے پہلا بحری جہاد ہے۔ جس میں حضرت ام حرام

بھی شامل ہرٹیں توجب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بذات خود اس میں شامل ہوئے تو حضور کی بشارت کے مطابق یہ تمام لشکر یقینی جنتی ہے اور اور ان جنتیوں کے سردار جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۹ پر ہے) * اَمْرٌ حَرَامٌ بَنَتْ مِلْحَانُ الْاَنْصَارِیَّةُ فَسَقَطَتْ عَنْ دَائِرَتِهَا فَمَاتَتْ شَهِیدَةً هُنَاكَ وَكَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَخْبَرَ هَاجِیْہَذَا الْجَیْشِ وَدَعَا لَهَا۔

(ابن عساکر ص ۲۴۲) اس کا ترجمہ تارخ

الخلفاء اردو ص ۲۹ سے نقل کرتا ہوں۔ ۲۴ھ میں امیر معاویہ نے جہاز کے ذریعہ لشکر لے جا کر جزیرہ قبرص پر حملہ کیا (اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا) اس لشکر میں مشہور صحابی حضرت عبادہ بن صامتؓ اپنی بیوی ام حرام بنت ملحان انصاریہ کے ساتھ موجود تھے آپ کی بیوی بارہ بار درجائے سے گر گئیں اور اسی صدمہ سے ان کا انتقال ہو گیا اور ان کو وہیں قبرص میں دفن کر دیا گیا اس لشکر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی (نیز بعض مں چلے قسطنطنیہ کی جنگ کے حوالے سے یزید کو زبردستی جنتی بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اولاً تو وہ روایت مضطرب ہے نیز شاذ بھی ہے اور اس پر مستند ادبیہ کہ منکر بھی ہے اور بشارت والے الفاظ مدرج ہیں اس کے چاروں راوی نامعتبر ہیں اور اگر ضرور اس روایت اور اس میں مذکور بشارت کو صحیح ہی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی یزید علیہ السلام اس بشارت کا مستحق نہیں ہو سکتا کیونکہ بشارت مخصوص ہے "اَوَّلُ جَیْشٍ" یعنی پہلے لشکر کے ساتھ تقریباً تمام تواریخ اسلام اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ خلافت عثمانیہ میں حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا تھا لہذا پھر بھی آپ ہی جنتی

ہوئے ٹھہرے کیونکہ نیرید تو ۲۶ یا ۲۷ ھ میں پیدا ہوا جبکہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ ۳۲ ھ میں ہوا۔ اس وقت نیرید لعین تو ابھی کہیں کھلونوں سے کھیل رہا ہوگا۔ اس روایت میں جو دو جنگیں مذکور ہیں وہ دونوں جناب سیدنا امیر معاویہ ہی نے لڑی ہیں لہذا اس میں مذکور دونوں بشارتیں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کو حاصل ہوں گی۔

جناب سیدنا امیر معاویہ کا ایمان لانا

شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نقل فرماتے ہیں۔

اسلام دے پیش از فتح است یعنی پیش از پیر و پیش از ان کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ در آید و فتح کند او از مکہ رفت دریافت طریق آنحضرت را و اسلام آورد و روایت است کہ دے میگفت اسلام آوردم یوم القضیہ یعنی عمرۃ القضاء و ملاقات کردم در آن روز آنحضرت را مسلمان۔ (مدارج النبوة ج ۲ ص ۵۳۹) اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ آنے اور مکہ کو فتح کرنے سے قبل ہی امیر معاویہ اسلام لا چکے تھے۔ انہوں نے اس سے پہلے جا کر آنحضرت کا طریقہ دریافت کیا تھا اور مسلمان ہو گئے تھے۔ روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں عمرۃ القضاء کے روز اسلام لے آیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحالت ایمان ہی میری ملاقات ہوئی تھی۔ (مدارج النبوة اردو ج ۲ ص ۵۳۹)

حافظ ابن عساکر نقل فرماتے ہیں۔ قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ لَمَّا كَانَ عَامُ الْحَدِ يُمَيَّةَ وَصَدَّاتُ قَوْلِشُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ وَدَافَعُوهُ بِالْدَّاحِ وَكَتَبُوا بَيْنَهُمُ الْقَضِيَّةَ

وَقَعَ إِلَيَّ سُلَامٌ فِي قَلْبِي - (ابن عساکر ۲۲ ص ۴۰۳) یعنی جس سال
صلح حدیبیہ ہوئی۔ جب قریش مکہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے اور غزوہ کرنے سے روک دیا تھا۔ اور ان کے درمیان
جب صلح نامہ لکھا گیا اس وقت ہی اسلام میرے دل میں گھر کر گیا تھا۔ فَأَسْلَمْتُ
وَأَخْفَيْتُ إِسْلَامِي فَأَوَّلَهُ لِقَاءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَدِيبَةِ وَإِنِّي مُصَدِّقٌ لِبِهِ..... وَدَخَلَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرُ الْقَضِيَّةَ وَأَنَا مُسْلِمٌ
مُصَدِّقٌ لِبِهِ..... وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَامَ الْفَتْحِ فَأُظْهِرْتُ إِسْلَامِي وَلَقِيتُهُ فَرَحَبٌ بِي وَكُتِبَتْ
لِي..... وَشَهِدَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سَفْيَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَتَائِهِ خَنِينَ مِائَةً مِنَ الْإِلَادِ
أَمْرُ بَعِيْنٍ أَوْ قِيَّةً وَنَزَعَهَا بِلَالٌ - عن جابر قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم أتاني جبريل فقال اتخذا معاوية
كاتباً - (ابن عساکر ۲۲ ص ۴۰۳) أَنَّهُ قَالَ أَسْلَمْتُ يَوْمَ عُمُرَةِ
الْقَضَاءِ وَتَلَكَّتْ كَتَمْتُ إِسْلَامِي مِنْ أَبِي إِلَى يَوْمِ الْفَتْحِ وَتَارِخُ ابْنِ
كثير ۸ ص ۲۱ قَالَ أَسْلَمْتُ يَوْمَ الْقَضِيَّةِ وَلَكِنْ كَتَمْتُ إِسْلَامِي
مِنْ أَبِي..... وَلَقَدْ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِائَةً فِي عُمُرَةِ الْقَضَاءِ وَإِنِّي لَمُصَدِّقٌ بِهِ شَقًّا لَمَّا دَخَلَ عَامُ
الْفَتْحِ أَظْهِرْتُ إِسْلَامِي فَجِئْتُهُ فَرَحَبٌ بِي وَكُتِبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ
قَالَ وَقَدْ شَهِدَ مَعَهُ خَنِينًا وَأَعْطَاهُ مِائَةً مِنَ الْإِلَادِ
وَأَمْرُ بَعِيْنٍ أَوْ قِيَّةً مِنْ ذَهَبٍ وَنَزَعَهَا بِلَالٌ وَشَهِدَ الْيَمَامَةُ

وَزَعَمَ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ هُوَ الَّذِي قَتَلَ مُسَيِّلَمَةَ حَكَاةَ
 ابْنِ عَسَاكِرَ (٢٥ ص ١٤) وَقَدْ يَكُونُ لَهُ شِرْكٌ فِي
 قَتْلِهِ وَإِنَّمَا الَّذِي طَعَنَهُ وَخَشَى وَتَفَرَّدَ بِأَ
 لْسُوْدٍ لَعْدٍ يَوْمَ بَدْءِ شَمْلَمَا أَسْلَمَ حَسَنٌ لَعْدٌ وَالْكَ
 اسْلَامَةُ وَكَانَ لَهُ مَوَاقِفٌ شَرِيفَةٌ وَأَثَارٌ مُجْمُوعٌ
 دَتَا فِي يَوْمِ الْيَوْمِ وَمَا قَبْلَهُ وَمَا بَعْدَهُ وَهَذَا
 عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ
 فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ السُّنَنِ وَالْمُسَانِيدِ (البداهة
 والنهاية ٨٤ ص ١١٤) عَلَى مَا تَحْكَاةُ الْوَاقِدِيُّ لَعْدُ
 الْحَدِيدِيَّةِ وَقَالَ غَيْرُهُ يَلْ يَوْمَ الْحَدِيدِيَّةِ وَكَتَمَ اسْلَامَ
 مَهُ عَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى أَظْهَرَهُ يَوْمَ الْفَتْحِ فَهُوَ فِي
 عُسْرَةِ الْقَضِيَّةِ الْمُتَأَخَّرَةِ عَنْ الْحَدِيدِيَّةِ الْوَاقِعَةِ
 سَنَةً سَبْعَ قَبْلَ فَتْحِ مَكَّةَ بِسَنَةِ كَانَ مُسْلِمًا
 (تطهير الجنان ص ٤) إِنَّهُ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا وَأَعْطَاهُ مِنْ
 غَنَائِهِمْ هَوَازِيزَ مَاءَةٍ بَعِيرٍ وَأَرْبَعِينَ أَوْقِيَّةَ
 مِنَ الذَّهَبِ وَإِنَّمَا أُعْطَاهُ زِيَادَةً
 فِي تَالِيْفِ أَبِيهِ بِكَوْنِهِ مِنْ أَكْبَرِ مَكَّةَ وَأَشْرَافِهِمْ

(تطهير الجنان ص ٨)

أَنَّهُ أَسْلَمَ بَعْدَ الْخُدْيَةِ وَكَتَمَ إِسْلَامَهُ حَتَّى أَظْهَرَهُ عَامَ
الْفَتْحِ وَإِنَّهُ كَانَ فِي عُمَرَةَ الْقَضَاءِ مُسْلِمًا..... وَحَكِي ابْنُ
سَعْدٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَقَدْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ عُمَرَةَ الْقَضِيَّةِ وَلَكِنِّي
كُنْتُ أَخَافُ. (الاصابة في تمييز الصحابة ص ۳۲۳) وَقَدْ تَرَاوَى عَنْ
مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ قَالَ أَسْلَمْتُ يَوْمَ الْقَضِيَّةِ لَقِيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْلِمًا. (الاستيعاب ص ۳۹۵) أَسْلَمَ
يَوْمَ الْفَتْحِ وَقِيلَ قَبْلَ ذَلِكَ (تهذيب التهذيب ص ۱۰ ص ۲۰۰)
أَسْلَمَ قَبْلَ الْفَتْحِ وَكَتَمَ الْوَحْيَ (تقريب التهذيب ص ۳۴۱)

یعنی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے دن ہی خفیہ طور پر
سچے دل سے ایمان لا چکے تھے (اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے آپ کا بیعت رضوان میں شامل ہونا اور بیعت رضوان والوں کا درجہ اور
ثواب ان کو بھی حاصل ہونا بیان فرمادیا ہے) (حوالہ اوپر گزر چکا۔ ابن عساکر ص ۱۵۱)
لیکن اپنے باپ کے خوف سے اپنے ایمان کا اظہار نہ کیا۔ (اور یہ اسلام میں
جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ
غزوہ بدر کے دن دل سے تو اسلام قبول کر چکے تھے لیکن فتح مکہ کے دن تک
اپنی برادری کے طعن و تشنیع کے خوف سے اپنا اسلام چھپائے رکھا یعنی تقریباً
سات سال تک۔ جبکہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو صرف ایک
سال تک اپنا اسلام لانا پوشیدہ رکھا) اور مکہ میں آئندہ سال جب جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ والے عمرے کی قضا کے طور پر۔
عمرۃ القضاء کے لئے تشریف لائے تھے اس وقت بھی آپ کامل و اکمل مومن
تھے حتیٰ کہ فتح مکہ کے دن جب آپ کے باپ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ

نے اسلام قبول کر لیا تو پھر آپ نے بھی اپنا ایمان ظاہر فرمادیا اور آپ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ بہت خوش ہوئے اور انہیں خوش آمدید کہا اور اللہ تعالیٰ کے حکم، جبریل امین کے مشورے اور حضرت ابوسفیان کی عرض پر آپ کو اپنا کاتب وحی مقرر فرمایا۔ چونکہ جو راز کسی کا پرسنل سیکرٹری اور منشی جانتا ہے وہ دوسرے لوگ نہیں جانتے ہوتے لہذا آپ ان کو اللہ کی وحی کا امین اور اپنا رازدار فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ صرف وحی الہی ہی نہیں بلکہ آپ کے باقی خطوط بھی آپ کی اجازت اور حکم سے لکھا کرتے تھے۔ اور غزوہ حنین میں بھی آپ نے شامل ہو کر جہاد فرمایا اور حضور نے آپ کو مال غنیمت میں سے سواونٹ اور چالیس اوقیہ سونا بھی عطا فرمایا تھا۔

جنگ یرموک میں اور اس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی آپ

کے بڑے کارنامے ہیں۔ آپ حضور کے جلیل القدر صحابی بھی ہیں آپ کے سارے بھی ہیں۔ (آپ کے ہم زلف بھی ہیں کیونکہ حضور کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہن۔ قرینۃ الصغری۔ حضرت امیر معاویہ کی بیوی تھیں۔ کتاب المنیر) اور حضور کی بہت سی احادیث ان سے بخاری مسلم اور ان کے علاوہ اکثر سنن اور مسانید میں روایت کی گئی ہیں۔ (آپ کی مروی احادیث کی تعداد امام جلال الدین سیوطی اور امام ابن حجر صہبتی نے ایک سو ترسیٹھ بیان کی ہے۔ ان میں سے چار احادیث تو ایسی ہیں جن کو امام بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر نقل کیا ہے اور چار ایسی روایات ہیں جو امام بخاری نے تو نقل کی ہیں لیکن امام مسلم نے ان کو نقل نہیں فرمایا۔ اس طرح بخاری میں آپ کی روایات کی تعداد آٹھ ہو گئی اور ان میں سے پانچ روایات ایسی ہیں جن کو امام مسلم نے تو ذکر فرمایا ہے لیکن انہیں امام بخاری نے نقل نہیں فرمایا۔ اس طرح مسلم شریف

میں آپ کی روایات کی تعداد نو ہو گئی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۳، تطہیر الجنان ص ۲۸) اسی طرح باقی تمام حدیث کی کتابوں میں آپ کی روایات احکام کے ضمن میں بھی بیان کی گئی ہیں۔ اس سے محدثین، صحابہ، تابعین، تبع تابعین، اور دیگر آئمہ اسلام کے نزدیک آپ کی ثقاہت ثابت ہوئی ورنہ آپ کی روایات کو کبھی بھی اپنی کتب میں درج نہ فرماتے اور آپ کی بیان کردہ احادیث سے وہ کبھی بھی مسائل کا استنباط نہ کرتے۔ چنانچہ امام مسلم فرماتے ہیں۔ اِذَا كَانَ خَبْرُ الْفَاسِقِ غَيْرَ مَقْبُولٍ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا أَنَّ شَهَادَةَ مَنْ مَرَدُّ وَدَّةٌ عِنْدَ خَمِيصِهِمْ۔ (مقدمہ مسلم ص ۶) یعنی علماء کے نزدیک فاسق کی حدیث مقبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ فاسق کی گواہی مردود ہوتی ہے۔ اور یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے۔ اور یہی امام مسلم اپنی صحیح مسلم میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نو روایات نقل فرما رہے ہیں۔ مسئلہ واضح ہے۔

فافهموا یا اولی الابصار۔

نیز مسیلمہ کذاب۔ جس نے حضور کے زمانہ ظاہری ہی میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا تھا۔ اس سے خلافت صدیقی میں جب جنگ لڑی گئی تھی جو جنگ یمامہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں بھی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شامل تھے بلکہ آپ مسیلمہ کو قتل کرنے میں شریک تھے۔ جبکہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے اس کو نیزہ مارا تھا تو آپ نے بھی تلوار سے اس پر وار کیا تھا اور وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ بعد میں حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کر دیا۔ (البیہ والنہایہ ص ۸، ابن عساکر ص ۲۵ ص ۱۶)

بعض حضرات اس شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ جی حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کو باغی گروہ قتل کرے گا اور وہ لوگ ان کو دوزخ کی طرف

بلانے والے ہوں گے۔ چونکہ حضرت عمار بن یاسر کو لشکر امیر معاویہ نے قتل کیا تھا لہذا۔ وہ اور ان کا امیر سب دوزخی اور باغی ہوئے۔ تو جناب اس کے متعلق گزارش یہ ہے کہ اولاً تو محدث ابن حجر ہیتمی لکھتے ہیں کہ جب یہ حدیث جناب امیر معاویہ کو سنائی گئی تو آپ نے فرمایا۔ اَمْحَنُ قَتَلْنَاہُ اِنَّمَا قَتَلَهُ مَنْ جَاءَ بِہِمْ فَالْقُوۃُ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ مِّنْ عَسْکَرٍ مُّعَاوِیَۃَ (تطہیر الجنان ص ۳۳) حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمار کو ہم نے قتل نہیں کیا بلکہ ان کو تو ان ہی لوگوں نے قتل کیا تھا جو ان کے ساتھی تھے۔ (یاد رہے معتبر توارخ اسلام سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علی کے لشکر میں کچھ شریکین عناصر بھی شامل ہو گئے تھے۔ دراصل وہی جنگ کا سبب بھی بنے تھے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہی آپ کو ہجوم میں شہید کر دیا ہو) اور وہ لوگ آپ کو شہید کر کے ہمارے درمیان پھینک گئے۔ اس طرح آپ کا قتل لشکر معاویہ کے ذمہ لگ گیا۔ اس طرح تو معاملہ ویسے ہی بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ جن شریکین نے آپ کو شہید کیا تھا واقعی وہ باغی گروہ تھا جن کا تعلق حقیقی طور پر حضرت علی کے ساتھ بھی نہیں تھا۔ بلکہ محض انتشار پیدا کرنے کی خاطر وہ حضرت علی کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔ اور اگر اس بات کو نہ مانا جائے تو دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ روایت نامعتبر اور ضعیف ہے کیونکہ اس روایت کے تین راوی مسند، عبدالغفر بن مختار اور خالد الحزرا۔ آئمہ حدیث اور آئمہ جرح و تعدیل کے نزدیک نامعتبر ہیں۔ اسماء الرجال کی کتب ملاحظہ فرمائیں۔ آپ پر حق واضح ہو جائے گا۔ نیز لشکر امیر معاویہ میں صحابہ کرام کی بہت بڑی تعداد شامل تھی۔ بالخصوص۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔ جن کے متعلق حضور بالکل صاف صاف نام لیکر ان کا جنتی ہونا

بیان فرما چکے ہیں کیا معاذ اللہ یہ تمام صحابہ اور عشرہ مبشرہ میں شامل صحابہ جو ان جنگوں میں حضرت علی کے مقابل تھے اور سیدنا امیر معاویہ کی حمایت میں لڑے تھے کیا وہ بھی دوزخی ہوں گے یا یہ حکم صرف ایک حضرت امیر معاویہ ہی کے متعلق ہے۔ اگر سب حضرت علی کے مقابل ہونے کے باوجود بھی جنتی ہیں تو پھر حضرت امیر معاویہ کے جنتی ہونے پر بھی اس سبب سے کوئی سب و طعن نہیں کیا جاسکتا۔ اور حد تو یہ کہ خود حضرت علی بھی ان کو جنتی فرماتے ہیں۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ قَالَ عَلِيٌّ مَا صَنِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَتْلَ عَمِي وَقَتْلَ مُعَاوِيَةَ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَصَالِحٌ وَثَقُوا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵ ص ۳۰۳، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۵۷) یعنی آپ نے فرمایا۔ میری اور معاویہ کی جنگ میں قتل ہونے والے دونوں طرف کے لوگ جنتی ہیں۔ اسی لئے جناب علی المرتضیٰ نے ان تمام مقتولین کا جنازہ بھی پڑھا تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر ص ۲۵۴) نیز جناب سیدنا علی المرتضیٰ نے وضاحت فرمادی ہے۔ اِنَّا لَمْ نَقَاتِلْهُمْ عَنْ التَّكْفِيرِ وَلَكِنْ نَقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَنَا وَلِكُنَّا اَيُّنَا اَنَا عَلَى الْحَقِّ وَنَا اَوْ اَدْبَاهُمْ عَلَى الْحَقِّ۔ (قرب الاسناد ص ۲۵)۔ آپ نے فرمایا کہ نہ تو ہم ان سے اس لئے لڑے کہ وہ ہمیں کافر کہتے تھے اور نہ ہی ہم ان سے اس لئے لڑے کہ ہم ان کو کافر کہتے تھے بلکہ (ایک معاملہ تھا اس میں) ہم سمجھتے تھے کہ ہم حق پر ہیں اور وہ سمجھتے تھے کہ وہ حق پر ہیں۔ (اسی غلط فہمی کی بنا پر لڑائی ہو گئی) بلکہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین کے بعد اپنے تمام حکام کو یہ حکم نامہ بطور وضاحت لکھ کر روانہ فرمایا تھا۔ وَالْقَلَامُ هَرُّ اَنْ نَمَاتَنَا وَاحِدٌ وَنَبَاتَنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتُنَا فِي الْاِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتَزِيدُ هُمْ فِي الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصَدِيقِ بِرَسُولِهِ وَلَا

يَسْتَزِيدُ مِنَّا الْاَكْمَرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا خْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَخُنٍّ
 مِنْهُ بَرَاءٌ (شیخ البلاغہ ص ۴۳۸) یعنی یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہمارا رب
 ایک ہے۔ نبی ایک ہے۔ دعوت اسلام بھی ایک ہے۔ نہ تو ہم ایمان با
 اللہ اور تصدیق بالرسول میں ان سے کسی بڑائی کے دعوے دار ہیں اور نہ ہی اس
 معاملہ میں وہ ہم پر کچھ بڑائی جتاتے ہیں۔ ہمارا معاملہ بالکل ایک جیسا ہے۔ در
 اصل ہم میں اختلاف تو صرف حضرت عثمان کے خون کے متعلق پیدا ہوا۔ (اور
 خدا گواہ ہے کہ) ہم اس سے بری ہیں۔

اور جنگ جمل کے موقع پر جب جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شامی لشکر
 کے ذمہ دار افراد سے پوچھا تھا کہ تم کیا چاہتے ہو تو۔ قَالُوا نَطْلُبُ يَدَ عُمَرَ
 (تاریخ یعقوبی ص ۱۸۲) تو انہوں نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہم تو صرف
 حضرت عثمان کے خون کا بدلہ چاہتے ہیں۔ بلکہ جنگ صفین کے بعد جناب سیدنا
 علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ لَا تَكْرَهُوا اَمَامَةً مُعَاوِيَةَ وَاللَّهِ لَيَنْ فُقْدَ
 قَتْمُوهُ نَكَاتٍ اَنْظُرُوا اِلَى التُّرُوسِ تَنْدُرُ عَنْ كَوَا حِلْهَا كَالْمَحْظَلِ۔
 (ابن عساکر ص ۲۴، البدایہ والنہایہ ص ۸۵، ۱۳۱) یعنی لوگو۔ امیر معاویہ
 کی حکومت کو برا نہ سمجھو خدا کی قسم جب وہ نہیں ہوں گے تو سر کٹ کٹ کر انڈرائن
 کے پھلوں (تمہ) کی طرح زمین پر گریں گے۔ (اس میں یزید کی حکومت کے ظلم و
 ستم کی طرف اشارہ ہے) علامہ تغلبازانی نقل فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اِخْوَانَنَا يَخُونُوا عَلَيْنَا۔ یہ شامی بھی ہمارے اسلامی بھائی
 ہی ہیں۔ لہذا۔ نہ تو وہ کافر تھے اور نہ ہی ان کو فاسق یا ظالم کہا جاسکتا ہے کیونکہ
 ان کی جنگ ایک تاویل پر مبنی تھی۔ اگرچہ اس میں وہ غلطی پر تھے لہذا زیادہ سے
 زیادہ ان کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان سے اجتہاد کرتے ہیں غلطی ہو گئی

تھی اور اس سے فسق لازم نہیں آتا چہ جائیکہ ان کو کافر کہا جائے۔ اسی لئے جناب
 علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے شامیوں پر لعنت کرنے سے منع فرمایا تھا۔ (شرح
 مقاصد ۲ ص ۳۵)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے یہ الفاظ مبارک نقل فرمائے ہیں۔ اِنَّ اَبْنِي هَذَا سَيِّدٌ
 وَلَعَلَّ اللّٰهُ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری
 ۱ ص ۳۴، ۲ ص ۱۰۵۳، ۱۰۵۴ وغیرہ) میرا یہ بیٹا سرور ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ
 اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بہت بڑے گروہوں کے
 درمیان صلح کرا دے گا۔ دنیا کا ہر ذی علم شخص جانتا ہے اور دنیا کی ہر مکتب فکر کی تاریخ
 کی تمام کتب اس بات پر گواہ ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ جب سلسلہ میں خلیفہ
 المسلمین بنے تو صرف ۶ ماہ حکومت کرنے کے بعد جب کوفیوں نے آپ کو جناب
 امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلافت جنگ پر آمادہ کیا تو آپ نے جناب امیر معاویہ
 سے صلح کر لی تھی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور اپنی خلافت ان کو لکھ کر دے
 دی تھی اور آپ کی اقتدار میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی جناب امیر معاویہ
 سے بیعت کر لی تھی۔ اور یہ دو بہت بڑے گروہ۔ یعنی ایک سیدنا امام حسن رضی
 اللہ عنہ کے ساتھ والے اور دوسرے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ والے۔
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں گروہوں کو مسلمان فرما رہے ہیں۔ اب جس
 شخص کا زبان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین اور ایمان ہے وہ تو سیدنا امیر معاویہ
 کے ایمان میں شک نہیں کر سکتا۔ اور جس کو آپ کے ایمان پر شک ہے پھر اس کو رسول
 خدا کے فرمان پر ہی شک ہے۔ اور یہ حدیث شریف بخاری مسلم کی متفق علیہ حدیث
 ہے اور ان کے علاوہ بھی حدیث کی تقریباً تمام کتابوں میں حضور کا یہ فرمان موجود ہے۔

اب دوہی راستے ہیں یا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان مقدس پر ایمان لاتے ہوئے سیدنا امیر معاویہ کو پکا اور سچا مسلمان مان لیں۔ یا پھر آپ کی غرت و عظمت کا انکار کرنے سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی نشان کا انکار کر دیں۔ بعض بازی گر یہاں یہ دھوکا دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ جی حضور نے مسلمان فرمایا ہے مومن نہیں فرمایا اور مسلمان تو صرف اوپر اوپر سے ماننے والے کو کہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دھوکا روح قرآنی سے لاعلمی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے ورنہ قرآن کریم میں تو ارشاد خداوندی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہ وصیت کی تھی۔ **قُلْ أَتُؤْتُونَ آلَاءَ اللَّهِ وَآلَاءَ رَسُولِهِ صَلَواتُ (۲/۱۳۲)** یعنی تم مسلمان ہی مرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کا اس وصیت ابراہیمی کو بیان فرمانے میں منشا یہ ہے کہ سب لوگ اس حکم کو تسلیم کریں اور ہر ایک کو مسلمان ہی مرنے چاہیئے۔ حضور نے فرمایا۔ **أَنَا أَقْلُ الْمُسْلِمِينَ (۶۴/۶۴ + ۲۹/۱۲)** میں پہلا مسلمان ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ ہی فرمادیا۔ **هُوَ سَيِّدُكُمْ الْمُسْلِمِينَ - (۲۲/۷۲)** کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اب بتاؤ۔ خدا چاہتا ہے کہ ہر انسان مسلمان پیدا ہوتا ہے اسے مسلمان بن کر ہی زندگی گزارنی چاہیئے۔ اور مسلمان کہلوانا چاہیئے اور مسلمان ہی مرنے چاہیئے۔ تو کیا معاذ اللہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے پیغمبر منافقت کا حکم فرما رہے ہیں اور منافقت کا اعلان فرما رہے ہیں۔ استغفر اللہ العظیم والتوب الیہ۔ قرآن پاک میں مومن اور مسلمان دونوں الفاظ مترادف معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ نیز اگر اس لفظ سے جناب امیر معاویہ کے ایمان پر شک آتا ہے تو پھر اس شک سے جناب امام حسن بھی نہیں بچ سکتے۔ کیونکہ ان کے لئے بھی یہی لفظ بولا گیا ہے۔ لہذا جو کچھ بھی کہنا ہے دونوں کو کہو۔ اگر وہ ایمان والے ہیں تو یہ بھی ایمان والے ہیں۔ اور اگر یہ ایمان والے نہیں تو ان کے ایمان سے بھی انکار

کرنا پڑے گا۔ نیز جناب حسنین کریمین نے جو سیدنا امیر معاویہ سے بیعت کی ان کو اپنی خلافت لکھ کر دے دی (یہاں ایک مسئلہ بھی سمجھ لیں کہ بعض لوگ حضرت امیر معاویہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے یزید جیسے برے شخص کو حکومت دی لہذا وہ بھی یزید کے گناہوں میں برابر کے شریک ہیں۔ تو پھر یہاں حضرت امیر معاویہ کو حضرت امام حسن اپنی خلافت لکھ کر دے رہے ہیں۔ اگر جناب امیر معاویہ غلط تھے تو کیا ان کی بیعت کرنے اور ان کو اپنی حکومت لکھ کر دینے پر حضرت امام حسن پر وہی اعتراض نہیں آئے گا۔ فافہموا یا اولی الالباب) کیا آپ نے قرآن کے خلاف تو نہیں کیا۔ اللہ کا قرآن فرماتا ہے۔ ایمان والے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی نہیں کرتے (۵۸/۲۲) نیز فرمایا جس کا دل ہماری یاد سے غافل ہو گیا۔ اس کی اطاعت قبول نہ کرو۔ (۱۸/۲۸) اور جس نے جس سے دوستی رکھی وہ اسی کے جیسا سمجھا جائیگا۔ (۶/۵۱) (۴/۱۳) وغیرہ) اس طرح کی بہت سی آیات پیش کی جاسکتی ہیں۔ رہا ان کی بیعت کا مسئلہ تو آؤ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

اولاً تو جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی جناب امیر معاویہ سے صلح کر لی تھی۔ قُلْنَا لَا يَجُوزُ اللَّعْنُ عَلَى مُعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ عَلِيًّا صَالِحٌ مَعَهُ وَلَوْ كَانَ مُسْتَحَقًّا لِلْعَنْ لَكَاتَ لَا يَجُوزُ الصَّلَاحُ مَعَهُ۔ (حاشیہ شرح عقائد شنی ص ۱۱۶) (اپنے آپ کو حنفی کہلانے والے بالخصوص غور فرمائیں) یعنی ”ہم کہتے ہیں کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے کیونکہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح فرمائی تھی۔ اور اگر آپ مستحق لعنت ہوتے تو جناب علی المرتضیٰ آپ سے کبھی بھی صلح نہ کرتے۔ (جیسا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید ملعون سے صلح نہیں فرمائی تھی) اسی صفحہ پر ہے۔ صَالِحٌ مَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ (حاشیہ شرح عقائد ص ۱۶)

وقد معاویة الکوفة فبايع له الحسن بالخلافة وسبى عام
 الجماعة (ابن عساکر ۲۳ ص ۴۰۲) واما خلافة معاویة فثابتة
 صحیحة بعد۔۔۔۔۔ خلع الحسن نفسه عن الخلافة وتسليمها
 الى معاویة۔۔۔۔۔ فوجبت امامته بعقد الحسن له وسبى
 عام الجماعة۔ (شواہد الحق ص ۴۰، فتح القدير ۵ ص ۴۶، مستدرک
 ۳ ص ۱۴۳) قال یأحسن قثم فبايع فقام فبايع شق قال للحسين
 قثم فبايع فقام فبايع (رجال کشتی ص ۱۰۲) صلح ہوئی اور صلح نامہ لکھا گیا۔
 (کشف الغمہ ۵ ص ۵۰) صالح الحسن بن علی معاویة (احتجاج مروج
 الذهب ۲ ص ۴۳۱، مقتل ابی مخنف ص ۲، تاریخ التواتر ۵ ص ۲۲، مناقب
 آل ابی طالب ۴ ص ۳۴، طبری ۲ ص ۱۹، جلاء العیون ۵ ص ۳۹۵، ۴ ص ۴۰۳) الحسن
 بن علی وقد بايع لمعاویة (مروج الذهب ۲ ص ۴۳۱) فقال الحسين انا
 قد بايعنا وعاهدنا ولا سبيل الى نقض بيعتنا۔ (اخبار الطوال ص ۲۲۰)
 پھر آپ نے بحرے مجمع میں کھڑے ہو کر بیعت معاویہ کا اعلان کیا اور لوگوں کو بھی
 اس طرف ترغیب دی اور فرمایا جو میرا ماننے والا ہے وہ معاویہ کی بیعت کرے۔
 (کشف الغمہ ۵ ص ۵۰، مستدرک ۳ ص ۱۴۵، البیہار والنہایہ ۸ ص ۴۳)
 جناب امیر معاویہ کے سامنے بعض شرپسندوں نے حضرات حسنین کربلا کی طرف
 سے کچھ غلط باتیں پہنچائیں۔ آپ نے تحقیقی رقعہ لکھا جناب امام حسین نے جواب میں
 لکھا کہ میں تو آپ کی بیعت پر بالکل قائم ہوں۔ البتہ جو باتیں آپ تک پہنچی ہیں
 وہ شرپسندوں، انتشار پیدا کرنے والے لوگوں کی بلواس ہے۔ (مقتل ابی مخنف
 ص ۶) جب بعض لوگوں نے آپ پر بیعت معاویہ کے سلسلہ میں اعتراض کیا تو آپ
 نے فرمایا۔ اَنَّ مُعَاوِيَةَ خَيْرٌ لِّي مِنْ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ لِي شِيعَةٌ

(ناسخ التواریخ - ۱۷۳۳) بے شک معاویہ میرے لئے ان میرے شیعوں سے اچھا ہے۔ بیعت معاویہ پر آپ کو جب بعض بد بختوں نے یا عمار المؤمنین کہہ کر پکارا تو آپ نے فرمایا۔ اَلْعَامُ خَيْرٌ مِّنَ النَّسَاءِ (البیاریہ والنہایہ ص ۴۱) یعنی۔ عار نار سے بہتر ہے۔ اس سے کچھ اور معلوم ہو رہا ہے کہ آپ بیعت معاویہ کے مقابلہ میں آگ سمجھتے تھے۔ عقل مند کو اشارہ کافی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جناب امیر معاویہ اور حضرت علی اور حضرات حسنین کریمین کے بارہ میں جو کچھ مشہور ہے وہ اکثر غلط تاریخی واقعات اور محض قصے کہانیوں پر مبنی ہے۔ ہر ایک تاریخ لکھنے والا۔ الا ماشاء اللہ۔ اپنی تصنیف میں اپنے عقائد و نظریات کو پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس میں رطب و یابس سب کچھ موجود ہوتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ملا علی قاری صنفی لکھتے ہیں۔ وما نقل فیما شجر بینہم واختلّفوا فیہ فمنہم ما هو باطل وکذب فلا یلتفت الیہ وما کان صحیحاً اولناہ تاویلنا لان الشناء علیہم من اللہ سابق وما نقل من الکلام الا حق محتمل للتأویل والمشکوک والموہوم لا یبطل المحقق والمعلوم هذا وقال الشافعی تلک دماء طہر اللہ ایدینا عنہا فلا یلوث السنننا بها (شرح فقہ اکبر ص ۸۷، شرح مواقف ص ۷۷) یعنی۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلافات کے بارہ میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے ان میں سے بہت سی باتیں تو وہ ہیں جو بالکل غلط اور جھوٹ ہیں۔ ایسی باتوں کو تو ویسے ہی نظر انداز کر دینا چاہیئے اور جو چند باتیں صحیح ہیں ان کی ہم مناسب اور اچھی تاویل و تشریح کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور کے صحابہ کی تعریف فرمائی ہے۔

آخر میں امام شافعی کا ایک زریں قول نقل فرماتے ہیں کہ یہ

ایسے خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا تو ہم ان کے ساتھ اپنی زبانوں کو کیوں پرگندہ کریں۔ نیز مذکور ہے۔ وما وقع من المخالفات والمحابات بين علي ومعاوية لم يكن من نزاع في خلافة بل عن خطأ في الاجتهاد۔ (شرح عقائد ص ۱۰۹)

یعنی جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلاف واقع ہوا تھا وہ خلافت و امارت کے بارے میں نہیں تھا بلکہ وہ محض خطأ اجتہادی پر مبنی تھا۔ (جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کے قصاص کے متعلق)

انہ لق بالخلافة بل لشبهة تدل على جواز المحاربة مع الخليفة في طلب حق الذي اعتقد الخليفة عن غير حق ولم يعمل به وهو قصاص قتله عثمان فان معاوية اعتقد بوجوب القصاص وكان نزاعه في طلب القصاص لا في خلافة بل هو ظاهر البطلان لانه لا يخفى عن نزاع معاوية وطلحة وبراء كان في خلافة ولولا ذلك لوجب ان ينقاد لحكامه المعاوية ويطلب عنه القصاص عن القتل۔ (حاشیہ شرح عقائد ص ۱۰۹)

یعنی۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس لئے اختلاف نہیں کیا تھا کہ وہ حضرت علی کے مقابلے میں اپنے آپ کو خلافت کا زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔ بلکہ یہ اختلاف اس شبہ میں ہوا تھا کہ جناب امیر معاویہ یہ سمجھتے تھے کہ جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کے قتل کا قصاص لینے کے لئے موجود حالات میں خلیفہ وقت کے ساتھ جنگ کرنا جائز ہے۔ ان کا اختلاف صرف قصاص کے متعلق تھا۔ خلافت و

امارت میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ اس بات کا ایک بین ثبوت یہ بھی ہے کہ جناب سیدنا امیر معاویہ، جناب سیدنا طلحہ، جناب سیدنا زبیر (سیدہ عائشہ صدیقہ) رضی اللہ عنہم نے خلافت علی کو تسلیم کرتے ہوئے ان سے قصاص لینے کا مطالبہ کیا تھا۔ (کہ آپ جناب عثمان کے قاتلوں سے جناب عثمان کا قصاص لیں) اگر یہ حضرات جناب علی کی خلافت کو قبول نہ فرماتے ہوتے تو پھر جناب سیدنا امیر معاویہ۔ جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کے قصاص کے احکام جاری فرماتے۔ وما وقع بلیتھم

من المنافع والمعارف فله محامل وتاويلات لم
ينقل عن السلف المجتهدين والعلماء الصالحين جواز اللعن على
معاوية واحزابهم (شرح عقائد ص ١١٦، شرح فقه اكبر ص ٨٤) لا يجوز
اللعن على معاوية (حاشية شرح عقائد ص ١١٦)

جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلاف واقع ہوا تھا وہ ایک اجتہادی غلطی کی بنا پر تھا۔ لہذا اس کی تاویل کی جائے گی۔ اور اس اختلاف کی بنا پر سلف مجتہدین اور علماء صالحین کے نزدیک جناب سیدنا امیر معاویہ اور آپ کے لشکر رضی اللہ عنہم پر لعن طعن کرنا جائز نہیں ہے۔

البني والخروج على الامام عطف تفسير وهو امير المؤمنين على
 رضى الله عنه وهو لا يوجب اللعن ---- بان معاوية رضى الله عنه
 من كبار الصحابة ونجبائهم ومحبيهم ولوسلم انه من صفا
 وهم فلا شرك في انه دخل في عموم الاما ديث الصحيحة الوار
 دة في تشريف الصحابة رضى الله عنهم بل قد ورد فيه بخصوصه

اعترض کرتا ہے وہ دوزخ کے کتوں میں سے ایک کتاب ہے۔ (نیز اعلیٰ حضرت نے
سیدنا امیر معاویہ کی شان میں چھوڑے گئے ہیں)۔ مادی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انه قال یكون فیکم النبوة ثم تكون خلافة علی منهاج
النبوة ثم تكون عاصما ثم ملک جبریة ثم خلافة علی
منهاج النبوة (تطہیر الجنان ص ۱۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اول هذا الامر نبوة وراحمة ثم یكون خلافة ورا
حمة ثم یكون ملک وراحمة۔۔۔۔۔ رواہ الطبرانی ورجالہ
ثقات (تطہیر الجنان ص ۱۶)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا امت میں - ۱۔ پہلے تو نبوت اور رحمت ہوگی - ۲۔ پھر نبوت کے طریقے پر ہی خلافت بھی رحمت ہوگی - ۳۔ پھر بادشاہی اور رحمت ہوگی - ۴۔ پھر ظلم کی بادشاہی ہوگی - ۵۔ پھر خلافت علی منہاج النبوت ہوگی - ۶۔ اسے مراد حضور کا زمانہ ظاہری ۲۷۰ سے مراد تیس سالہ خلافت راشدہ ۳۰۰ سے مراد عہد امیر معاویہ ۴۰۰ سے مراد یزید ملعون کا ظلم و جبر کا دور ۵۰۰ سے مراد حضرت عمر بن عبد العزیز کا دور خلافت ہے -

ثم استقل بها لما صالح الحسن ونزل
له الحسن عنها باختياره ومضاه بل مع كثرة اتباعه وأعوافه
(تطهير الجنان ص ١٨) ان معاوية مجتهد توفرت فيه شروط الاجتهاد
الموجبة سواء خالفة في اجتهاد وهو واضح امر وافقة
لان كلا انما اخذ ما قاله من الدليل لا غير (تطهير الجنان ص ١٩)
ان معاوية لا حل اجتهاده وان اخطأ فيه كما هو شأن سائر
المجتهدين نبص الحديث ومن اجتهد واخطأ فله اجر ما جبره هو

اور (جناب علی المرتضیٰ کے فرمان کے مطابق) دونوں طرف کے شہید جنتی ہیں۔
 حضور محبوب سبحانی غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی احسنی و احسینی
 فرماتے ہیں۔ وَ اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلَى وَجُوبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ
 بَنِيهِمْ وَالْإِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِيهِهِمْ وَأَطْهَارِ فَضَائِلِهِمْ وَحَمَا
 سِيَرِهِمْ وَتَسْلِيمِ أَمْرِهِمْ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَا كَانَ وَ
 خَذَرِي مِنْ اخْتِلَافٍ عَلَى وَطْلَحَةٍ وَالزُّبَيْرِ عَالِشَةٍ وَمُعَاوِ
 يَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ (غنیۃ الطالبین ص ۱۷۸) ★

اور مذہب مہذب مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق
 ہے کہ صحابہ کرام کے مابین جو بعض اختلافات واقع ہوئے ہیں اس بارہ میں
 دونوں طرف کے صحابہ کے متعلق اعتراض سے زبان کو بند رکھا جائے اور
 ان کی اجتہادی غلطیوں پر خاموشی اختیار کی جائے اور ان کے فضائل و محاسن
 بیان کئے جائیں۔ اور جو جناب سیدنا علی المرتضیٰ جناب سیدنا طلحہ جناب
 سیدنا زبیر، سیدہ عائشہ صدیقہ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین
 کے مابین وقوع پزیر ہوا اسے مشیت الہی سمجھا جائے۔

کیا حضور نے آپ کو بدعادی تھی بعض حضرات کہتے ہیں کہ جی

امیر معاویہ کے لئے حضور نے بدعافرائی تھی۔ لَا أَشْبِعُ اللَّهَ بِطَنَةٍ۔
 (مسلم ص ۳۲۶) اس کے متعلق گزارش ہے کہ اس مسئلہ کا حل تو امام مسلم
 نے ہی بیان فرمادیا ہے۔ کیونکہ آپ نے روایت کو "کِتَابُ الْبِرِّ وَالْقِلَّةِ
 وَالْآدَبِ" میں نقل فرمایا ہے۔ مذکورہ روایت والے باب میں آپ چند
 روایات نقل فرماتے ہیں۔ مثلاً حضور کا فرمان کہ میں جس مسلمان پر لعنت

کروں یا اس کو برا کہوں یا اس کے کسی کام پر اس کو زبرد تو بیخ کروں تو اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اسے پاک فرمائے گا اور اسے ثواب عطا فرمائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے بدلے میں پاکیزگی اور رحمت عطا فرمادیتا ہے۔ تیسری روایت میں آپ کی دعا مذکور ہے کہ جس مسلمان پر میں لعنت کروں یا اس کو زبرد تو بیخ کروں اسے اللہ اس کے بدلے میں اسے قیامت کو اپنا قرب نصیب فرمائے گا۔ اس کے بعد مذکورہ بالا روایت لکھی گئی ہے۔ ثابت ہوا کہ ان الفاظ کے بدلے میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے وعدے اور حضور کی دعا کے مطابق یہ شرف حاصل ہوں گے۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ آپ کے گناہ معاف فرمادے گا۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ آپ کو پاک فرمادے گا۔ ۳۔ اللہ

حافظ ابن قیم اپنی کتاب "المنار المنیف فی الصیح والضعیف" فصل ۳۷ ص ۱۱۱ پر لکھتے ہیں ومن ذالک الاحادیث فی دم معاویہ رضی اللہ عنہ وکل حدیث فی ذمہ فہو کذاب یعنی چونکہ تاریخ زیادہ تر بنو عباس کے دور میں لکھی گئی اور وہ اکثر شیعہ تھے زبیر بنو امیہ کے تو اتنے خلاف تھے کہ انہوں نے اموی امراء کی قبریں کھود کر ان کی لاشیں تک نکال کر جلا دی تھیں۔ لہذا اس دور میں حکومت کے ایما پر بنو امیہ کے خلاف جھوٹے واقعات گھڑے ان کی مذمت میں جھوٹی حدیثیں گھڑنے کا کام بڑی وسعت اور بڑی تسلی سے انجام دیا گیا۔ صاحب "سیرت البوسفیان" کی تحقیق کے مطابق تقریباً ۳۵ حضرات نے تاریخ اسلام لکھی ہیں اور ان میں سے (۳۱) شیعہ ہیں اور جو شیعہ نہیں ہیں کہیں کہیں وہ بھی کسی پر حسن ظن کیوجہ سے اس جھٹی کے دھوئیں سے محفوظ نہ رہ سکے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں جتنی حدیثیں پیش کی جاتی ہیں وہ سب محض جھوٹی ہیں۔ فافہموا یا ادلی البصائر۔

تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے گا۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر اور ثواب عطا فرمائے گا یعنی وہ آپ کے حق میں بمنزل عبادت بن جائے گی۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ قیامت کو آپ کو اپنا قرب نصیب فرمائے گا۔

اب فرمائیں۔ کیا یہ الفاظ حضرت امیر معاویہ کے لئے باعث رحمت ہیں یا معاذ اللہ غضب الہی کا سبب ہیں؟

ہو اب سے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

باقی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کو بلانے کے لئے گئے ضرور تھے لیکن آپ کو کھانا کھانا دیکھ کر خاموشی سے واپس آگئے تھے۔ آپ کو حضور کا پیغام نہیں پہنچایا تھا۔ لہذا اگر آپ کھانا کھاتے رہے ہیں اور حضور کی بارگاہ میں فوراً حاضر نہیں ہوئے تو اس بات پر اعتراض ہے کہ کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ آپ کو پیغام پہنچایا ہی نہیں گیا۔ لہذا آپ معذور ہیں ہاں اگر حدیث میں یہ ہوتا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دیا تھا اور آپ نے پرواہ نہ کی اور متواتر کھانا کھاتے رہے تو پھر آپ پر اعتراض کیا جاسکتا تھا۔ جب اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو پھر آپ پر کوئی اعتراض یا گناہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

بعض جاہلوں نے افسانے گھڑے ہوئے ہیں کہ حضور نے امیر معاویہ کو فرمایا تھا تیری پشت سے اہل بیت کے خون کی بو آتی ہے۔ یا تیری اولاد سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو میری اہل بیت کو قتل کرے گا۔ یا امیر معاویہ نے یزید کو اٹھایا ہوا تھا تو حضور نے فرمایا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب من گھڑت اور جاہلوں کے افسانے ہیں۔ یزید لعین تو خلافت عثمانی میں ۲۵ یا ۲۶ یا ۲۷ ہجری میں پیدا ہوا تھا۔

سیدہ عائشہ کا وصال

بعض لوگوں نے ایک افسانہ گھڑا ہوا ہے کہ جی امیر معاویہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کو قتل کیا تھا۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ ایک ایسا سفید ہی نہیں بلکہ بالکل سیاہ جھوٹ ہے جس کا دنیا کی کسی بھی معتبر کتاب میں نام و نشان تک موجود نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف پختہ ثبوت موجود ہیں۔ مثلاً بخاری شریف میں دو سندوں سے بیان کیا گیا ہے۔ اِسْتَاذَنْ بِنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ قَالَتْ أَخَشِي أَنْ يَثْنِي عَلَى فَقِيلَ ابْنُ عَتَمٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ وَجْهِ الْمُسْلِمِينَ قَالَتْ ائْذَنْوَالَهُ قَالَ كَيْفَ تَجِدِينَكَ قَالَتْ بِخَيْرٍ إِنْ أَتَيْتُ قَالَ فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ نَرَوْجَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَنْكُحْ بَكْرًا غَيْرَكَ وَبَنَزَلَ عَذْرَاكِ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ بِنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ دَخَلَ بِنُ عَبَّاسٍ فَأَثْنَى عَلَيَّ وَقَدَرْتُ أَنْيُكُنْتُ لَنْسِيَا مَنْسِيًا۔ (بخاری ص ۶۹۹) یعنی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کا آخری وقت تھا (اپنے گھر میں مدینہ طیبہ میں) تو جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عیادت کے لئے اجازت چاہی آپ فرمانے لگیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس وقت آکر میری تعریف شروع کر دیں۔ عرض کی گئی ام المؤمنین۔ آپ حضور کے چچا کے بیٹے اور لوگوں میں معزز آدمی ہیں (انہیں اجازت دے دیں) تو آپ نے اجازت دے دی۔ وہ آئے تو کہنے لگے۔ آپ کا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اللہ کی بارگاہ میں اچھی ہوں تو پھر خیر ہی خیر ہے۔

وہ کہنے لگے خدا کے فضل سے انشاء اللہ خیر ہی خیر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے صرف آپ ہی کنواری (اور حضور کی محبوبہ) تھیں اور وہ خوش بخت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پاکدامنی بیان فرمانے کے لئے اپنا قرآن نازل فرمایا۔ جناب ابن عباس اٹھ کر گئے ہی تھے کہ جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہو گئے تو آپ فرمانے لگیں کہ ابھی ابھی جناب ابن عباس آئے ہوئے تھے اور میری تعریفیں کر رہے تھے حالانکہ میں یہ چاہتی ہوں کہ میں بالکل گمنام دنیا سے چلی جاتی۔

حافظ ابن کثیر نقل کرتے ہیں۔ وقد كانت وفاقها في سنة ثمان وخمسين وقيل قبله بمئة وقيل بعدة بسنة والمشمور في رمضان۔۔۔۔۔ والاشهر ليلة الثلاثاء السابح عشر من رمضان ن واصلت ان تدفن بالبقيع ليلة وصلى عليها ابوهريرة بعد صلوة الوتر ونزل في قبرها خمسة وهم عبد الله وعروة ابنا الزبير بن العوام۔۔۔۔۔ والقاسم وعبد الله ابنا اخيهما محمد بن ابوبكر وعبد الله بن عبد الرحمن بن ابوبكر

(البدایہ والنہایہ ص ۸۷ ص ۸۸، طبقات ابن سعد ص ۶۸ ص ۶۹، زرقانی علی المواہب ص ۲۳۵، تاریخ یعقوبی شیعہ ص ۲۳۸، منتخب التواریخ) (مارج النبوة اردو سے ترجمہ نقل کر دیا جاتا ہے۔ جو کہ سابقہ روایت کا بھی مؤید ہے) سیدہ عائشہ کی رحلت ۵۷ھ میں ہوئی اور قادری کہتے ہیں کہ ۵۷ھ میں رمضان کی سترہ تاریخ کو ہوئی۔ آپ کی وصیت

تھی کہ ان کو جنت البقیع میں دفن کر دیا جائے۔ (کیونکہ روضہ نبوی میں جو جگہ

آپ نے اپنے لئے رکھی تھی وہ حضرت عمرؓ آپ سے اجازت لے کر اپنے لئے لے چکے تھے) حضرت ابو ہریرہؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر آپ کے والی مقرر ہوئے اور آپ کی وفات طبعی موت سے واقع ہوئی تھی۔ روافض نے جو کنویں والا واقعہ گھڑ رکھا ہے بالکل افترا اور بہتان ہے۔ (مدارج النبوة ص ۶۴)

ثابت ہوا کہ آپ مدینہ شریف میں بیمار ہوئے صحابہ کرام آپ کی تیمارداری کے لئے آپ کے گھر میں حاضر ہوتے رہے اور سترہ رمضان ۶۳ھ میں وہیں منگل کی رات کو آپ کا انتقال ہوا۔ اور نماز عشاء کے بعد آپ کا جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھایا اور آپ کے جنازے پر سینکڑوں صحابہ کرام اور تابعین حاضر ہوئے اور آپ کی وصیت کے مطابق رات کے وقت ہی آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا اور عبداللہ بن زبیر اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم (آپ کی بہن اسماء بنت ابوبکر کے پوتے) اور قاسم بن محمد بن ابوبکر اور عبداللہ بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہم (آپ کے بھتیجے) اور عبداللہ بن عبد الرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم (آپ کے بھتیجے) انہوں نے آپ کے کفن و دفن کا انتظام فرمایا اور انہوں نے ہی آپ کو قبر میں اتارا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک چھیاسٹھ (۶۶) یا ستاسٹھ (۶۷) برس تھی۔ تقریباً ۹ برس آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کا شرف حاصل رہا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام رومان بنت عامر رضی اللہ عنہا تھا۔ عامر بن عویم قبیلہ بنو کنانہ سے تھے۔ آپ کی کنیت ام عبد اللہ ہے جو کہ آپ کے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نسبت سے تھی۔ ہجرت کے دوسرے سال مدینہ شریف میں اٹھارہویں مہینہ میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ اقدس میں حاضر ہوئے۔

مقیس اور حرم پاک میں شامل ہو گئیں۔ آپ کو جبریل امین نے بھی سلام کہا۔ صرف آپ کے بستر پر حضور پر وحی نازل ہوتی تھی۔ آپ کی باری کے دودن تھے ایک اپنا اور ایک حضرت سودا نے آپ کو بخش دیا تھا۔ آپ ہی کے گھر میں حضور بالآخر آخری بیماری میں تشریف لے گئے اور وہیں آپ کی آغوش میں حضور کا وصال شریف ہوا۔ اور آپ ہی کے حجرہ مقدس کو روضہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ امت محمدیہ کو تیمم کا تحفہ آپ ہی کے صدقہ سے عطا ہوا۔

چند فرموداتِ امام ربانی

قطب ربانی، قندیل نورانی شہباز لا مکانی حضور سیدنا محمد والہ ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے مکتوبات شریف امت مسلمہ کے لئے مینارۂ نور اور سرچشمہ ہدایت ہیں۔ آپ شیخ فرید علیہ الرحمہ کے نام مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ تمام بدعتی فرقوں میں سے بدترین فرقہ وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام سے بغض رکھتا ہے۔ اللہ نے اپنے قرآن پاک میں ان لوگوں کو کافر کہا ہے۔ ”لَيَخِيْظُ جِهَنَّمُ الْكَفَّارُ“ قرآن مجید اور شریعت مصطفویہ کی تبلیغ و ترویج صحابہ کرام ہی نے کی ہے۔ اگر صحابہ کرام خود ہی (معاذ اللہ) قابل طعن ہوں تو پھر قرآن پر (اور شریعت محمدیہ کلی) بھی طعن لازم آئے گا۔ (مکتوبات امام ربانی، مکتوب بند ۵۴ ص ۸۶) نیز آپ فرماتے ہیں۔ جو اختلافات اور جھگڑے صحابہ کرام کے درمیان ہوئے ہیں وہ خواہشات نفسانیہ (بلا دلیل شرعیہ) کی بنا پر نہ تھے۔ کیونکہ صحابہ کرام کی ذوات مقدسہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مقدسہ

کی برکت سے خلاف شریعت باتوں سے پاک ہو چکی تھیں۔ اور وہ کسی کو بلا
 عذر شرعی تنگ کرنے سے مبرا تھے۔“ نیز آپ فرماتے ہیں۔ ”میں تو یہ جانتا
 ہوں کہ اس معاملہ میں بے شک جناب سیدنا علی المرتضیٰ حق پر تھے۔ (یعنی جناب
 سیدنا امیر معاویہ اور آپ کے ہمہنوا تو اس غلط فہمی میں تھے کہ چونکہ جناب حیدر
 کرامہ۔ جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو نہ گرفتار کر رہے
 ہیں نہ انہیں سزا دے رہے ہیں اور نہ ہی ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم ان کو
 کیفر کردار تک پہنچا دیں۔ بلکہ اللہ اوہ بد بخت جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ
 عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے ہیں۔ لہذا شک گزرتا ہے کہ شاید آپ بھی (معا
 ذ اللہ) ان لوگوں کے ہم خیال ہیں۔ حالانکہ خدا کے فضل سے آپ اس گناہ سے
 بالکل بری (نرمہ تھے) اور آپ کے مخالف غلطی پر تھے۔ لیکن یہ خطا اجتہادی
 خطا تھی جو کہ فسق کا باعث نہیں ہوتی۔ بلکہ اس معاملہ میں ان پر ملامت کرنے
 کی بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ (حدیث شریف میں فیصلہ مصطفویٰ ہے۔ اِذَا
 حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ شُكٌّ اَصَابَ فَلَهُ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ
 فَاجْتَهَدَ شُكٌّ اَخْطَا فَلَهُ اَجْرٌ۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ص ۱۵۸،
 مشکوٰۃ ص ۳۱۶ وغیرہ) مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔“ (حوالہ
 مذکورہ بالا) ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ ”بعض دفعہ صحابہ کرام بعض امور میں اجتہادی
 طور پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے بھی خلاف کر لیا کرتے
 تھے اور ایسے ہی اپنی رائے بھی دیا کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام کا اجتہادی طور پر
 حضور کے خلاف کرنے اور اجتہاد میں حضور کی رائے کے خلاف حکم کرنے پر نہ
 کسی نے برا سمجھا اور نہ ہی کسی نے ان پر کسی طرح ملامت کی اور نہ ہی ان کی
 مخالفت اجتہادی کے رد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی وحی نازل ہوئی۔ تو

ایک غریب اور عیال دار آدمی ہوں میرے آج رات کے کھانے کا انتظام فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا ذرا بیٹھو ہمارا رزق آ رہا ہے۔ (یہ بھی جناب امام کی کرامت ہے) تھوڑی دیر بعد آپ کی خدمت میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ لوگ پانچ تھیلیاں لیکر حاضر ہوئے۔ ہر ایک تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔ (یعنی پانچ ہزار دینار) اور ساتھ ہی آپ کی طرف سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ امیر المومنین عرض کرتے ہیں کہ فی الحال یہ معمولی سا نذرانہ قبول فرمالین پھر اور نذرانہ پیش کر دیں گا۔ جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے وہ تمام مال اس سائل کو دے دیا اور معذرت بھی کی کہ تمہیں اتنے سے مال کے لئے اتنی دیر ٹھہرنا پڑا۔

(کشف المحجوب فارسی ص ۶۳ مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی)

جناب عمر بن عبدالعزیز کا مشاہدہ

جناب سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ

عنه خلیفہ راشد خامس بیان فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور جناب سیدنا ابوبکر صدیق اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی حاضر خدمت ہیں میں نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا اتنے میں جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو حاضر کیا گیا پھر ان دونوں کو ایک کمرے میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو باہر نکالا گیا۔ آپ فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم فیصلہ میرے حق میں ہو گیا۔ (یعنی میں قتل عثمان سے بری قرار دیا گیا) پھر تھوڑی دیر بعد جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باہر لایا گیا۔ وہ فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم مجھے بھی بخش دیا گیا (یعنی میری اجتہادی غلطی معاف فرمادی گئی) (کتاب الروح ابن قیم ص ۲۶)

جناب سیدنا امام حسین کی دعا

محدث و مفسر اور معتد مورخ اسلام
جناب حافظ ابن کثیر نقل فرماتے

ہیں کہ جب نائب مدینہ ولید بن عتبہ نے جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
کو بلا کر جناب سیدنا امیر معاویہ کی وفات کی خبر سنائی تو آپ نے انا للہ وانا
الیہ راجعون پڑھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ مَا جَاءَ اللَّهُ مُعَاوِيَةَ (اللہ
تعالیٰ امیر معاویہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۸۷ ص ۱۲۷) نجیب آبادی

جناب سیدنا امام حسن کا عزم صلح

جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ
عنہ چونکہ جنگ جمل و صفین میں

شامل تھے لہذا جب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جناب سیدنا امیر معاویہ سے
صلح کا ارادہ فرمایا تو جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کو پسند نہ فرمایا
تو جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر تم نے اس کام میں کچھ رکاوٹ
ڈالنی ہے تو میں تمہیں اس وقت تک کمرے میں بند کر دوں گا جب تک کہ میرا
امیر معاویہ سے صلح کا معاملہ مکمل نہیں ہو جاتا۔ تو جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ
عنہ نے بھی جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو بدل و جان قبول
فرمایا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۸۷ ص ۱۵۱)

جناب عمر بن عبدالعزیز کا عقیدہ

شرح عقائد نسفی
علامہ عبدالعزیز فرماتے ہیں

نقل فرماتے ہیں۔ وسبہ راجل عند خليفة السواشد عمر بن عبد العزيز
فجلده وقيل للامام الجليل عبد الله بن مبارك معاوية افضل ام
عمر بن عبد العزيز قال غبار فرس معاوية اذا ضمنا مع رسول
الله صلى الله عليه وسلم افضل من عمر (نبراس شرح شرح عقائد ص ۵۵)

ایک آدمی نے جناب عمر بن عبدالغزیز خلیفہ راشد کے سامنے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہا تو خلیفہ راشد جناب عمر بن عبدالغزیز نے اس کو کوڑے مارے۔ (الاستیعاب ۳ ص ۴۰۳)

جناب عبداللہ بن مبارک کا فیصلہ | امام جلیل جناب عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جناب

امیر معاویہ زیادہ فضیلت والے ہیں یا جناب عمر بن عبدالغزیز۔ تو آپ نے فرمایا (تم امیر معاویہ کی بات کرتے ہو) جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد فرماتے تھے تو آپ کے گھوڑے کا (دنتھنوں میں پڑا ہوا غبار۔ ابن عساکر ۲۵ ص ۴۴) غبار بھی حضرت عمر بن عبدالغزیز سے افضل و بہتر ہے۔

جناب ابن عمران کا فیصلہ | ایک آدمی نے جناب معافی بن عمران رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عمر بن عبدالغزیز اور امیر معاویہ میں سے کون افضل ہے؟ تو آپ غضبناک ہو گئے اور فرمایا حضور کے صحابہ کو غیر صحابہ پر قیاس نہ کرو۔ آپ حضور کے صحابی، آپ کے سارے، آپ کے کاتب اور اللہ کی وحی کے امین تھے۔ (تظہیر الجنان ص ۱) آپ کی زندگی کا ایک دن عمر بن عبدالغزیز کی تمام عمر سے بہتر ہے (ابن عساکر ۲۵ ص ۴۴)

جناب ریح بن نافع کی تنبیہ | جناب ریح بن نافع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا امیر معاویہ

رضی اللہ عنہ حضور کے تمام صحابہ کا پردہ ہیں۔ جب کوئی شخص پردہ اتار دیتا ہے تو اس پردے کے پیچھے جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ اس سے بے خوف ہو جاتا ہے (ابن عساکر ۲۵ ص ۴۴)

حضور قبلہ عالم سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف

جب میں نے یہ حوالہ پڑھا تو قیوم زمانی حضور قطب الارشاد سیدی وسیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم زیب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیلیا نوالہ شریف کا فرمان یاد آگیا جو آپ نے چند دن پہلے قبلہ والد صاحب مدظلہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ ”حافظ صاحب حضرت امیر معاویہ صحابہ کی عزت و عظمت کا دروازہ ہیں جس نے اس دروازے کو عبور کر لیا پھر وہ کسی بھی صحابی کے متعلق کچھ بھی کہہ سکتا ہے۔ آپ کی گستاخی یا آپ کا بغض، صحابہ کے بغض و عناد کا دروازہ ہے۔“ یعنی گستاخی صحابہ، بغض صحابہ اور انکار عظمت صحابہ بغض امیر معاویہ سے شروع ہوتا ہے۔ جب ایک صحابی کی توہین کر لی تو پھر دوسرا کیا اور تیسرا کیا۔ سبحان اللہ! واقعی آپ کا یہ فرمان عالی شان، آپ کے روحانی مشاہدے، ظاہری تجربے اور آپ کی خدا داد زیرک بینی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

قبلہ عالم کا مشاہدہ | ایک دن چند علماء کرام حضور قبلہ حضرت صاحب (سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف) مدظلہ کے پاس حاضر تھے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کے دوران ایک صاحب کہنے لگے کہ سادات میں سے عوام تو کیا بعض پیران عظام اور علماء کرام بھی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلافت بائیں کرتے ہیں۔ اس پر قبلہ حضرت صاحب مدظلہ نے فرمایا۔ آپ لوگ شان سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتب سے بیان کرتے ہیں۔ اس پر دلائل قائم کرتے ہیں لیکن میں اپنی آپ بیتی اور خود پر وارد ہوئی بات بتلاتا ہوں۔ وہ یہ کہ ایک دن ایک آدمی

سے میں نے دوران گفتگو کہا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مقابلہ کیا ہے یہ انہوں نے بڑی زیادتی کی ہے۔ پھر قوزا ہی میرے دل میں خیال آیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں میں نے یہ غلط الفاظ کہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی میرا روحانی فیض بند ہو گیا۔ سارا دن پریشانی میں گزرا۔ جب رات پڑی تو خواب میں پرانی بیٹھک شریف جس میں قبلہ والدی ماجدی حضرت خواجہ نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حجاز حضرت شیربانی قبلہ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے تمام زندگی اپنا روحانی سلسلہ جاری رکھا اور یہیں آپ نے وصال فرمایا تھا دیکھی۔ اچانک کسی نے بیٹھک شریف کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ پھر دروازہ کو دھکا دیکر کھولا تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور آپ کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف حضرت علی المرتضیٰ اور بائیں طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش کھڑے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ناراضگی میں مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ”جنگڑا میرا اور امیر معاویہ کا تھا۔ اس میں تمہیں دخل دینے کا کیا حق حاصل ہے؟“ آپ نے یہی جملہ تین مرتبہ فرمایا۔ میں نے معافی مانگی۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ اور تینوں حضرات تشریف لے گئے۔ اس واقعہ کے چھ ماہ بعد تک نہ تو حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی اور نہ ہی قبلہ والدی مرشدی سرکار حضرت کیلیانوالہ شریف کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور ہر قسم کا میرا روحانی فیض مکمل طور پر بند رہا۔ پھر کافی عرصہ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے مجھے سینہ سے لگایا تو فیض کا سلسلہ پھر جاری ہو گیا۔ پھر یہاں تک اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ادا انعام و اکرام ہوا کہ انہی

دونوں میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک نہر جو بہت گہری بھی ہے اور کافی چوڑی بھی وہ پانی سے اس قدر بھری ہوئی بہہ رہی ہے کہ اس کا پانی کناروں سے نکل کر ارد گرد اگی ہوئی گھاس پر بھی پھیلا ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس نہر کو عبور کروں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیر ربانی حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب تشریف فرما ہوئے۔ آپ کا ارادہ بھی تھا کہ آپ بھی نہر عبور فرمائیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں تیرنا جانتا ہوں آپ اگر میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں تو میں انشاء اللہ آپ کو دوسرے کنارے تک لے جاؤں گا۔ تو آپ فرمانے لگے۔ بر خوردار! دیکھو پانی بہت گہرا ہے۔ اور اس کے ساتھ میرا بوجھ بھی تمہارے کندھوں پر ہو گا۔ میں نے عرض کیا سرکار! آپ میرے کندھوں پر بیٹھتے تو سہی۔ اور پھر دعا فرماتے رہیں۔ انشاء اللہ بخیر و عافیت ہم دوسرے کنارے پہنچ جائیں گے۔ میری دعا بار درخواست پر آپ تیار ہو گئے اور میرے کندھوں پر یوں جلوہ فرما ہوئے کہ آپ کے دونوں پاؤں میرے سینہ کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں سے میرے سر کو پکڑ رکھا تھا اور میں بڑے آرام کے ساتھ آپ کو اپنی پشت پر سوار کر کے تیرتا ہوا بخیر و عافیت دوسرے کنارے پہنچ گیا۔

فقیر اقم الحروف اس خواب کا مطلب و مقصد اپنے طور پر یہ سمجھا کہ آقاؐ و مولائی سید محمد باقر علی شاہ صاحب قدس سرہ کو جو مذکورہ مرتبہ و روحانی مقام نصیب ہوا۔ یہ سب کا سب اس تلافی و معافی کا نتیجہ ہے۔ جو سیدنا حضرت امیر معاویہ کی طرف سے شہنشاہ ولایت کی کرم نوازی سے حاصل ہوئی تھی۔ تو اس کا واضح معنی یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ کے گستاخ کو شہنشاہ ولایت کی طرف سے کبھی روحانی فیض نہیں مل سکتا جب تک کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رضا بھی شامل نہ ہو جائے۔ تو جب روحانی فیوض و برکات حضور شیر ربانی رضی اللہ عنہ کی طرف

سے آپ کے کندھوں پر ڈال کر آپ کے سپرد کر دیئے گئے تو اس عاجز کی بھی یہ تمنا ہے کہ آقائی و مولائی اس ناچیز کو بھی قیامت کو اپنے خدام میں شامل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس عاجز کو دنیا و آخرت میں آپ کی معیت اور روحانی فیوض و برکات سے مستفیض و مستفید فرمائے۔ آمین۔ کیونکہ مذکورہ خواب اس طرف واضح اشارہ ہے کہ اس آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ کے مورث اعلیٰ حضرت قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ، جناب شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ اور بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے روحانی فیوض و برکات کے آپ مرکز ہیں۔ چنانچہ اس آستانہ عالیہ سے ہر ایک صاحب نسبت کو اپنی استعداد کے مطابق فیض مل رہا ہے اور انشاء اللہ ثناء قیامت ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام متوسلین و مجاہدین آستانہ عالیہ ہذا کو ان فیوض و برکات روحانیہ سے مشرف رکھے۔

آمین شہ آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین

توضیح قبلہ شیخ طریقت قدوة السالکین زاد اللہ برکاتہ و فیوضہ کے مندرجہ بالا خواب سے چند اہم امور ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مابین کوئی رنجش نہیں رہی تھی جس کی دلیل یہ ہے کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مقتولین کو ”شہید“ کہا۔ اور ان کے مرنے پر افسوس کا اظہار بھی فرمایا۔ اور ان پر نماز جنازہ بھی پڑھی۔ نیز آپ کا فرمان ہے کہ میرا اور امیر معاویہ کا قرآن ایک، ایمان ایک نبی ایک اور ہماری دعوت اسلام بھی ایک۔ نہ میں ان پر فضیلت چاہتا ہوں اور نہ ہی وہ مجھ پر فضیلت کے خواہاں ہیں۔ صرف انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق ہم پر شبہ ہو گیا تھا لیکن خدا گواہ ہے ہم اس الزام سے بالکل بری ہیں۔

(۲۱) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قبلہ شیخ طریقت کو ڈانٹ پلائی کہ دیکھو جھگڑا میرا اور امیر معاویہ کا ہوا تھا یا تمہارا؟ جب میں اور امیر معاویہ آپس میں راضی ہو چکے ہیں تو تمہیں ان سے ناراض رہنے کا اور ان کے خلاف بولنے کا کیا حق ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرمان سے ثابت ہوا کہ جنگ صفین واصل ایک اجتہادی خطا کی وجہ سے ہوئی تھی۔ دونوں طرف سے بعد میں اس پر اظہار افسوس کیا گیا۔ اسی لئے شیر خدا نے ہمارے شیخ طریقت کو اپنا بیٹا ہونے کے ناطے اس سے سختی سے منع فرما دیا۔ اور ڈانٹ پلانا یہ بتلاتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کو جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن ہرگز پسند نہیں ہے۔ اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر تصدیق سکوئی بھی موجود ہے۔

(۲۲) شیخ طریقت کی تنبیہ کے لئے خواب میں صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تشریف لے آنا ہی کافی تھا لیکن خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی تشریف فرما ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ آپ ایسے نہ ہوتے تو میں آپ کو کبھی بھی ساتھ نہ لاتا اور نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا آنا پسند فرماتے اور نہ ہی میری ناراضگی پر خاموش رہتے۔ لہذا حضور قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کا اس انداز سے خواب دیکھنا دراصل اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں الزام تراشی کرنے والے سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ خود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیزار اور ناراض ہیں۔ لہذا دشمن معاویہ کبھی بھی محب علی اور محب رسول نہیں ہو سکتا۔

(۴۱) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عداوت فیض روحانی کے لئے سم قاتل ہے۔ کیونکہ جب منفع ولایت و مصدر فیوض و برکات ہی ناراض و رنجیدہ ہو جائیں تو پھر فیوض و برکات اور ولایت کے درجات کی بلندیاں بھی نصیب نہیں ہو سکتیں۔ جب تک کہ انسان اپنے گناہ سے سچے دل کے ساتھ معافی مانگ کر اس کی تلافی نہ کر لے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور قبلہ حضرت صاحب مدظلہ کا روحانی ارتقاء اتنے عرصے کے لئے رکا رہا۔ اور معافی کے بعد پھر شروع ہو گیا۔ اسی لئے حضور قبلہ شیخ طریقت یاد باد فرماتے رہتے ہیں کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گستاخ کبھی بھی "ولی" نہیں ہو سکتا۔ آپ کا یہ فرمان مبارک چونکہ آپ کی آپ بیتی پر مبنی ہے۔ لہذا آپ کا یہ فرمان حقیقت و مشاہدہ پر مبنی ہے۔

فَاتَّقُوا النَّاسَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

واعتبروا یا اولی الابصار

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عسکری خدمات

عہد نبوی میں آپ کی عسکری خدمات | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محض اپنے کرم

سے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیعت رضوان والے صحابہ میں شامل فرمایا لہذا آپ کو اس جماعت صحابہ کا شرف بھی حاصل ہے۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۱۵)

شوال ۸ ہجری میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ہزار مسلمانوں کی جمیعت کے ساتھ غزوہ حنین کے لئے قبیلہ ہوازن کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ (یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے۔ کیونکہ فتح مکہ شعبہ رمضان شریف

میں ہوا تھا) تو جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ان مجاہدین اسلام میں شامل تھے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو بہت ساناں نعمت

ہاتھ آیا۔ اس میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک سواونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا تھا اور یہ سونا جناب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے تول کر دیا تھا۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۴۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جناب

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اس خاندان (آل ابوسفیان) کے اعزاز کا خیال رکھا۔ چنانچہ سال ۳ھ میں شام کی فوج کشی میں دمشق کی مہم پر ابوسفیان

کے بیٹے یزید کو فوج کے ایک حصہ کا سردار بنایا۔ ان لوگوں نے بھی تلافی مافات کی پوری کوشش کی اور گزشتہ لغزشوں (کی تلافی) کا حق ادا کر دیا۔ شام

کے جہاد میں ابوسفیان کا پورا گھرانہ یعنی وہ خود۔ ان کے دونوں بیٹے۔ یزید اور

امیر معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کی بیوہ ہندہ رضی اللہ عنہما تک شریک تھیں۔ وہ میدان جنگ میں مسلمانوں کو ابھارتی تھیں۔ (اسد الغابہ ص ۳۵۸، تاریخ اسلام شاہ معین الدین ندوی اولین ص ۳۴۷ وغیرہ) بعض مواقع پر امیر معاویہ نے فوج کی قیادت کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ (تاریخ اسلام ندوی ص ۳۵۰) اس طرح شام کرائیوں میں آل ابی سفیان نے بڑے کارنامے دکھائے (تاریخ اسلام ندوی ص ۳۴۷)۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ظاہری میں مسلمان کذاب بد بخت نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا تھا۔ جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اس کے خلاف لشکر کشی کی گئی جو کہ جنگ یمامہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں بھی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حاضر تھے۔ اور آپ نے بڑے جوش و کھائے حتیٰ کہ مسلمان کذاب کو قتل کرنے میں بھی آپ شریک تھے۔ (البیہ ص ۸۷، ابن عساکر ص ۲۵ ص ۱۶)

زمانہ فاروقی میں آپ کی عسکری خدمات جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جناب

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایسے معتمد مجاہد تھے کہ ۱۸ھ میں جب آپ نے بیت المقدس کا معاہدہ اہل ایلیا کو امن کی غرض سے لکھ کر دیا تھا تو اس پر اپنی طرف سے بطور گواہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھی دستخط کروائے۔ (الفاروق شبلی ص ۳۳۳، تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۱۸۳، تاریخ طبری ص ۲۲۰) قیساریہ بحر شام کے ساحل پر اس زمانے کا اتنا بڑا شہر تھا کہ مؤرخ بلاذری کے مطابق اس شہر کے تین سو بازار تھے۔ فلسطین کا ایک ضلع تھا۔ اولاً ۳۱ھ میں جناب عمرو بن عاص نے لشکر کشی کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اور شہر والے

محصور ہو گئے۔ پھر جناب عمر فاروق نے حضرت یزید بن ابوسفیان کو اس مہم پر روانہ کیا۔ وہ ۱۸ھ میں طاعون عمواس میں بیمار ہوئے تو جناب عمر فاروق نے ان کے بھائی جناب امیر معاویہ کو ان کا قائم مقام دمشق کا حاکم مقرر کر دیا۔ آپ دمشق جا کر فوت ہو گئے۔ ۱۹ھ میں آپ نے بڑا مضبوط محاصرہ کیا بالآخر ایک سرنگ کے ذریعہ سے قلعہ کے اندر پہنچ کر دروازہ کھولا گیا۔ اور پھر زبردست معرکہ ہوا۔ مؤرخین کے نزدیک عیسائیوں کی اسی ہزار فوج تھی۔ جس میں سے بہت کم زندہ بچی اور مسلمانوں کی کل جمعیت ستر ہزار تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جناب سیدنا امیر معاویہ کے ہاتھوں یہ عظیم الشان فتح عطا فرمائی۔ اس سے گویا شام کا مطلع صاف ہو گیا۔ (القازوق شبلی ص ۲۳۲)، تاریخ طبری ص ۲۳۹، تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۵۰)

صیدا، عرقہ اور بیروت وغیرہ شام کے ساحل کے علاقوں کی مہم میں یزید بن ابی سفیان (بھائی) کی ماتحتی میں مقدمۃ الجیش کی کمان جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھی۔ عرقہ تو تمام تر انہی کی کوششوں سے فتح ہوا۔ ساحلی علاقوں کے بہت سے قلعے (آپ نے) فتح کئے۔ (تاریخ اسلام ندوی ص ۳۵۰ اولین ص ۳۵۰)

☆ ۲۵ھ میں جناب عہد عثمانی میں آپ کی عسکری خدمات

عمر نے ایشیائے کوچک پر فوج کشی اور بروہہ تک بڑھتے چلے گئے اور انطاکیہ اور طرس کے درمیان جس قدر قلعے تھے سب میں اسلامی نوآبادیاں (چھاؤنیاں ص ۲۶۲) قائم کر دیں۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۳۱، تاریخ ابن اثیر ص ۳۲، فتوح البلدان بلاذری ص ۲۰۵) یاد رہے کہ جناب عثمان ذوالنورین

رضی اللہ عنہ نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پورے شام کا والی بنا دیا تھا۔ (تمام تواریخ)

★ زمانہ فاروقی میں بھی اور زمانہ عثمانی میں بھی (جناب سیدنا) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۴۰)

★ آپ نے طرابلس، شام، عموریہ اور ملطیہ کو فتح کیا۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۲۳۲)

★ قبرص پر حملہ کیا تو وہاں کے باشندوں نے سات ہزار دینار سالانہ پر صلح کر لی۔ پھر شام میں انہوں نے مسلمانوں کے خلاف رومیوں کی مدد کی تو آپ نے پھر ان پر لشکر کشی کر کے اسے فتح کر لیا۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۲۳۳)

★ ۳۱ھ میں قیصر روم نے پانچ سو بحری جہازوں کے بیڑے کے ساتھ سواحل شام پر ہجوم کیا۔ (جناب سیدنا) امیر معاویہ اور عبید اللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہما نے انہیں شکست فاش دی۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۳۶)

★ ۳۲ھ میں آپ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔ ۳۳ھ میں اناطولیہ کے قلعہ حصن المرأة پر قبضہ کیا۔ ۔۔۔۔۔ غرضیکہ دس سال کے عرصہ میں اسلامی حکومت کی حدود ہندوستان کی سرحد سے لیکر شمالی افریقہ کے ساحل اور یورپ کے صدر دروازے تک وسیع ہو گئیں۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۳۶)

★ نیز طرابلس کی فتح کے بعد تونس، مراکش اور الجزائر وغیرہ تمام علاقے آسانی سے اسلام کے زیر نگیں ہو گئے۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۲۳۲)

عہد مرضوی میں امیر معاویہ کی حکومت
شہدہ میں جناب سیدنا
علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا

امیر معاویہ رضی اللہ عنہما نے آپس میں صلح کر لی۔ اس صلح کی رو سے حجاز و عراق اور مشرق کا پورا علاقہ حضرت علی کے پاس رہا۔ اور شام اور مصر و مغرب کا حصہ (تمام علاقہ) جناب امیر معاویہ کے حق میں آیا۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۱۳)

جناب سیدنا امام حسن اور خلافت امیر معاویہ | حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری کے

بعد اسکے میں (جناب سیدنا) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سارے عالم اسلام کے خلیفہ ہو گئے۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۵۴)

سیدنا امیر معاویہ کے دور میں آپ کی عسکری خدمات ★

خلیفہ برحق جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ کو خلافت تفویض فرمادی (لکھ کر دے دی) تو آپ پورے عالم اسلام کے واحد اور برحق فرمانروا بن گئے۔ ایک خارجی سردار نروہ بن نوفل نے کوفہ میں شورش برپا کر رکھی تھی۔ آپ کی حکمت عملی سے اسے کوفہ والوں نے ہی گرفتار کر دیا۔ پھر خارجیوں نے عبداللہ بن ابی الجوساء کو اپنا سردار مقرر کر لیا۔ اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ پھر جوشروہ بن وداع خارجیوں کا سردار بنا۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عوف کو مقابلہ کے لئے بھیجا جو شروہ مارا گیا لیکن خارجی ایسے اپنے عقائد کے پکے تھے کہ ایک سردار مار جاتا تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا لیکن وہ شکست قبول نہیں کرتے تھے۔ بالآخر آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جیسے مدبر اور آزمودہ کار کو کوفہ کا والی مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ نے شیبیب بن بجرہ، معین بن عبداللہ، ابی مریم ابی لیلیٰ، اور ستورہ بن علقمہ وغیرہ تمام خارجی سرداروں کو ایک ایک کر کے ختم کیا اور بہت خارجی مارے گئے۔ اس طرح خارجیوں کا بہت حد تک زور ٹوٹ

گیا۔ (ملخصاً تاریخ اسلام ندوی ص ۲۲۲ تا ص ۳۵۴، ابن اثیر ص ۳۶ ص ۱۷۰)
 ★ کئی مفتوحہ علاقوں میں بغاوت پھیل گئی۔ سگندھ میں ہی بلخ، ہرات
 بوشیخ اور باذغیس کے باشندے باغی ہو گئے۔ آپ نے مختلف مہمات
 کے ذریعے ان کا استیصال کیا اور ان اسلامی مفتوحہ علاقوں کو دوبارہ قابو میں
 کیا۔ (ملخصاً تاریخ اسلام ص ۳۵۴، ابن اثیر ص ۳ ص ۱۶۶)

★ سگندھ میں کابل والوں نے بغاوت کر دی۔ آپ نے حضرت عبدالرحمن
 بن سمہ رضی اللہ عنہ کو اس مہم پر روانہ فرمایا۔ آپ نے کابل کو فتح کر کے بست
 کو فتح کیا۔ پھر رزان پر بغیر جنگ کے قبضہ ہو گیا۔ پھر طخارستان پر غلبہ حاصل
 کیا۔ اس کے بعد آپ نے رنج جو سجستان سے متعلق تھا کو فتح کیا۔ اس
 کے بعد غزنویوں سے سخت مقابلہ کے بعد ان پر بھی اللہ تعالیٰ نے اسلامی
 فوج کو فتح عطا فرمائی۔ (ملخصاً از تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۵۷ تا ص ۳۵۸،
 ابن اثیر ص ۳ ص ۱۴۷، ص ۱۴۸، تاریخ یعقوبی ص ۲ ص ۲۵۸)

★ سگندھ میں غوریوں کی بغاوت ختم کرنے کے لئے حضرت حکم بن عمرو
 غفاری کو مامور کیا گیا۔ اس طرح تمام مفتوحہ اسلامی علاقوں میں سے ایک چیمہ
 زمین بھی اسلامی قبضہ سے نہ نکل سکی۔ (ملخصاً از تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۵۸)
 ★ خلافت راشدہ کے دور میں ہی سندھ تک مسلمانوں کے قدم جا چکے
 تھے۔ لیکن (سیدنا) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دو سمتوں سے ہندوستان
 پر فوج کشی کی گئی۔ ایک قدیم راستہ سندھ سے دوسرے خیبر کی راہ سے....
 خیبر کی راہ سے سب سے اول سگندھ میں حضرت مہلب بن ابی صغره
 نے فوج کشی کی اور کابل کو طے کر کے ہندوستان کی سرزمین میں قدم رکھا اور
 سرحدی علاقہ کو فتح کرتے ہوئے سگندھ میں قیقان پر حملہ کیا۔ کچھ کامیابی

حاصل ہوئی۔۔۔۔۔ متعدد فتوحات حاصل کیں۔۔۔۔۔ پھر قندھار پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ حضرت منذر بن جرد کو سندھ کا حاکم بنایا گیا۔ قصدار والوں نے بغاوت کر دی ان کو قابو میں کیا۔ (ملخصاً از تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۵۸، ص ۳۵۹، فتوح البلدان بلاذری ص ۲۳۹)

☆ ۵۴ھ میں ترکستان میں والی خراسان نے بخارا کے کوہستانی علاقہ کو عبور کر کے۔ رامنی۔ نصف اور بیکند کے علاقے فتح کئے۔ (حوالہ مذکورہ، ابن اثیر ص ۲، ص ۱۹۷، تاریخ طبری ص ۱۶۹)

☆ ۵۵ھ جناب عثمان ذوالنورین کے صاحبزادے جناب سعید والیٰ خراسان مقرر ہوئے۔ آپ نے بچپن کو پار کر کے بخارا پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس زمانے میں وہاں ایک قبیق خاتون حکمران تھی۔ اس نے حالات کے پیش نظر صلح کر لی اور مسلمان بغیر جنگ کے بخارا میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے سمرقند کا رخ کیا۔ کچھ مزاحمت کے بعد اہل سمرقند نے سات لاکھ سالانہ خراج کا وعدہ کر کے صلح کر لی۔ اس کے بعد لشکر اسلامی نے ترمذ کا رخ کیا۔ وہاں کے باشندوں نے بھی بغیر جنگ صلح کر لی۔ (ملخصاً از تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۶، فتوح البلدان بلاذری ص ۲۱۷)

☆ خلافت راشدہ کے زمانہ میں ہی شمالی افریقہ کا کافی حصہ فتح ہو چکا تھا۔ (جناب سیدنا) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں اس میں کافی اضافہ ہوا۔ اور یہاں مسلمانوں کی قوت بہت مضبوط ہو گئی۔ ۵۷ھ میں حضرت عقبہ بن نافع نے لواتہ اور زناتہ فتح کیا پھر ۵۸ھ میں غدامس فتح ہوا۔ ۵۹ھ میں سوڈان کے بعض حصے فتح ہوئے۔ اسی زمانہ ۶۰ھ میں حضرت معاویہ بن قیس نے افریقہ کے ایک بڑے، خوبصورت اور ساحلی شہر بنزروت کو فتح کیا اور زلیف بن ثابت

انصاری رضی اللہ عنہ نے جزیرہ حریرہ کو فتح کیا۔ (المونس ص ۲۵)

★ شہدہ میں جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے موسمہ اور عبدالملک نے جلوہ فتح کیا۔ افریقہ کے بربری بڑے باغی اور سرکش تھے۔ جب تک فوج سر پرستی مطیع رہتے جیسے ہی آزاد ہوتے بغاوت کر دیتے۔ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شہدہ میں حضرت عقبہ بن نافع کو ان کی سرکوبی کے لئے مامور کیا ان کا قلع قمع کرنے کے بعد آئندہ کے لئے بطور حفاظت وہاں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا شہر قیروان بسایا۔ اور وہاں فوجی چھاؤنی قائم کر دی جس سے افریقہ سے بغاوت کا خطرہ تقریباً ختم ہو گیا۔ (المونس ص ۲۵، فتوح البلدان بلاذری ص ۲۳۶، تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۶۱)

★ شہدہ میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مشرقی یورپ کے قلب، مشرقی کلیسا کے مرکز، قسطنطنیہ پر فوج کشی کی۔ مینربان رسول جناب ابوالیوب انصاری، جناب عبداللہ بن عمر، جناب عبداللہ بن عباس اور دیگر کئی جلیل القدر صحابہ کرام اس لشکر میں شامل تھے۔ قلعہ کی فصیل بہت مضبوط اور اونچی تھی۔ رومیوں نے بھی پوری قوت صرف کر دی۔ فصیل کے اوپر سے آگ برساتے تھے۔ چونکہ مسلمان نیچے تھے لہذا ان کا کافی نقصان ہوا کچھ دن محاصرہ کر کے واپس لوٹ گئے۔ (بالآخر شہدہ میں سلطان محمد فاتح نے خدا کے فضل سے اس شہر کو فتح کیا۔ سیرۃ النبی ص ۳۷۹ از سلیمان ندوی، تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ص ۵۲۸) حضرت ابوالیوب انصاری وہیں فوت ہوئے اور وہیں آپ کا مزار اور مقبرہ ترکان عثمانی نے بعد فتح بنوایا۔ اور ساتھ ہی ایک مسجد بھی بنا دی جو آج تک زیارت گاہِ خلّاق ہے۔ (تاریخ اسلام ندوی ص ۳۶۳، ابن اثیر ص ۱۸۲) اگرچہ فی الحال قسطنطنیہ فتح نہ

ہو سکا لیکن بحری بیڑا قائم ہو گیا جس سے اسلامی فوج کی عسکری قوت میں بہت اضافہ ہوا۔

★ شام کے ساحلی علاقہ کو رومیوں کے حملہ سے محفوظ کرنے کے لئے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی کے زمانہ ہی میں بحیرہ روم کے جزائر پر قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ جزیرہ قبرص اسی زمانہ میں فتح ہوا۔ اپنے دور حکومت میں آپ نے جزیرہ رودس کو ۵۲ھ میں فتح کر لیا۔ (الاستیعاب ۲ ص ۶۳، تاریخ اسلام ندوی ص ۳۶۲)

★ ۵۲ھ میں جزیرہ ارواڈ مفتوح ہو کر اسلامی مملکت میں شامل ہوا۔ (تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۶۲)

★ ۵۳ھ میں صوبہ برقہ کا شہر ودان اور ملک سوڈان کا شہر کوری فتح ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۸۹)

غرضیکہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دیگر بہت سے فتوحات کے علاوہ آپ نے شام کے تمام سرحدی علاقوں کو فتح کر کے اس کو رومیوں کے حملہ سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ (فتوح البلدان ص ۱۶، تاریخ اسلام ندوی اولین ص ۳۵۱)

غرضیکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جو اسلامی فتوحات کا سلسلہ رک گیا تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ایسی مستحدی کے ساتھ دوبارہ شروع ہوا کہ اسلامی سلطنت کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا اور اسلامی حکومت کی حدود بخاراسے لیکر قیروان تک، اقصائے یمن سے لیکر قسطنطنیہ تک پھیل چکی تھی۔ اور ان کے علاوہ حجاز، یمن، شام، مصر، عراق، جزیرہ آرمینیا، روم، فارس، خراسان اور ماوراءالنہر وغیرہ تمام ممالک اسلامی حکومت کے ماتحت ہوئے۔

جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق چند ذوات مقدسہ کے فرامین ہدایت نشان

خداوند علیم وخبیر جل جلالہ و عظم نوالہ | چونکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں لہذا قرآن مجید و قرآن مجید میں جو جو بھی صحابہ کرام کی شان بیان کی گئی ہے وہ تمام فضائل و محامد جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل ہیں۔

جناب مخیر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام | جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے جو جو صحابہ کرام کے فضائل و کمالات بیان ہوئے ہیں وہ سب بھی ایک جلیل القدر صحابی ہونے کے ناطے آپ کو حاصل ہیں۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالخصوص آپ کے حق میں اور جو جو آپ نے اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور سرسراں کے حق میں ارشادات فرمائے ہیں وہ تمام بھی آپ کے حق میں ہر نبوی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

افضل البشر بعد از انبیاء | جانشین مصطفیٰ، ہمراز مرتضیٰ امام المتقین، خلیفہ بلا فصل جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بلند ہاتھ فرما کر خاد کعبہ کے پاس مقام ابراہیم اور رکن یمانی کے درمیان کھڑے ہو کر بار بار یہ دعا فرما رہے تھے۔ ”یا اللہ (امیر) معاویہ کے بدن پر آگ کو حرام فرما دے (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۱۱) آپ کی دعا یقیناً مقبول ہے اور جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یقینی جنتی ہیں۔

مراد مصطفیٰ و امام مرتضیٰ | اَشَدُّ اَعُوْا عَلٰی الْكُفَّارِ - خلیفہ ثانی جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت

میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر بنایا اور تاحیات آپ کو اس عہدے پر فائز رکھا۔ اس سے جناب فاروق اعظم کے دل میں آپ کی عزت و منزلت ثابت ہوتی ہے۔ (ابن عساکر ص ۲۴ و تمام تواریخ اسلام)

شہید اسلام و امام مصطفیٰ | خلیفہ ثالث جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے تمام دور خلافت میں جناب

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کی گورنری پر بحال رکھا۔ (ابن عساکر ص ۲۴ و تمام تواریخ اسلام) اس سے آپ کی نظر میں جناب امیر معاویہ کی قدر و منزلت کا ثبوت ملتا ہے۔

مشرقی خلفاء ثلاثہ شہنشاہ و ولایت | جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ، رسول، قرآن،

ایمان، اسلام میں ہمارا اور امیر معاویہ کا کوئی اختلاف نہیں۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۵۸ ص ۴۴ مطبوعہ بیروت) ہماری لڑائی اسلام اور کفر کی جنگ نہ

تھی محض ایک اجتہادی بات تھی (قرب الاسناد ص ۴۵) لشکر امیر معاویہ کے تمام شہداء بھی جنتی ہیں۔ (طبرانی ص ۱۵۷ ابن ابی شیبہ ص ۳۰۳)

جمع الزوائد ص ۳۵۷، ابن عساکر ص ۲۵۷ وغیرہ) امیر معاویہ کی امارت کو برا نہ سمجھو۔ جب آپ نہ ہوں گے تو بڑی قتل و غارت ہوگی۔ (البدایہ

ص ۸۱۳، ابن عساکر ص ۲۴۷، ابن ابی شیبہ ص ۵۷۳، انساب الاشراف بلاذری ص ۴۷۰، کنز العمال ص ۶۸۷، تازیخ اسلام ذہبی

ص ۲۲۰، کتاب السنۃ امام احمد ص ۱۹۴ وغیرہ) آپ کے سامنے حضور

نے بیان فرمایا۔ تمہاری آپس میں لڑائی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور بخشش ہو جائے گی اور دونوں فریق جتنی ہوں گے۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۳۸)
 جماعت امیر معاویہ نہ مشرک تھے نہ متافق بلکہ وہ تو ہمارے (مسلمان) بھائی تھے
 (تفسیر قرطبی ۱۶ ص ۲۲۴، سنن الکبریٰ ۸ ص ۱۱۷، تفسیر درمنثور ۱ ص ۲۲۲ وغیرہ)
 آپ نے لشکر امیر معاویہ کے مقتولین پر بھی نماز جنازہ پڑھی۔ (تاریخ کامل ۳ ص ۲۵۴)
 جھگڑا میرا اور امیر معاویہ کا تھا۔ (اور ہم نے صلح کر لی) اس میں تمہیں دخل دینے کا
 کیا حق ہے۔ (ملفوظ حضرت قبلہ حضرت صاحب مدظلہ) آپ کے متعلق معمولی
 گستاخی کرنے پر بھی حضور شہنشاہ ولایت بہت ناراض ہوتے ہیں اور آپ
 کی اس ناراضگی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رضا شامل ہوتی ہے۔
 (مشاہدہ حضور قبلہ حضرت صاحب زید مجددہ)

تشبیہ مصطفیٰ حسن مجتبیٰ | خلیفہ برحق امیر المومنین جناب سیدنا امام حسن رضی

اللہ عنہ نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ
 عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت فرمائی اور اپنی خلافت ان کو لکھ کر دے دی۔
 رجال کشی ص ۱۰۲، احتجاج طبری ۲ ص ۹، جلال العیون ۱ ص ۴۰۳، مروج
 الذهب ۳ ص ۷، مقتل ابی مخنف ص ۲، اخبار الطوال ص ۲۲، کشف
 الغمہ ۱ ص ۵، حاشیہ شرح عقائد ص ۱۶، ابن عساکر ۲ ص ۴۰۲، شواہد
 الحق ص ۴۷، فتح القدیر ۵ ص ۴۶، مستدرک ۳ ص ۱۷۳، تاریخ التواریخ
 ۲ ص ۲۲۸، مناقب ابی طالب ۳ ص ۳۴، البدایہ ۵ ص ۴۳، تطہیر الجنان ص ۱۹)

سید الشہداء امام کرب و بلا | اکب دوش مصطفیٰ جناب سیدنا امام حسین

رضی اللہ عنہ نے بھی جناب سیدنا امام حسن
 رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت

کی تھی اور تا شہادت دونوں بھائی اس بیعت پر قائم رہے۔ (رجال کشتی ص ۱۰۲،
جلاء العیون ص ۳۹۵، اخبار الطوال ص ۲۲۰، مقتل ابی مخنف ص ۶،
نیر تمام تواریخ اسلام) امیر معاویہ کی وفات پر آپ نے ان کے لئے دعاء
مغفرت کی تھی۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۵۳)

ام المؤمنین عقیقہ امت | صدیقہ بنت صدیق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنها بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے متعلق دعا فرمائی۔ اللہ
تعالیٰ تجھے میری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے، پھر فرمایا۔ اے مولائے کریم
معاویہ کو ہدایت پر قائم رکھنا۔ اس کو بری عادات سے محفوظ رکھنا۔ اور دنیا و
آخرت میں اس کی بخشش فرمنا۔ (البدایہ ص ۸۷)

مفسر قرآن عمراو مصطفیٰ | جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان
فرماتے ہیں کہ جناب مخبر صادق علیہ السلام نے

ارشاد فرمایا تھا۔ (امیر) معاویہ (رضی اللہ عنہ) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی امانت
دار ہیں۔ (ابن عساکر ص ۲۵۷) آپ وحی الہی کے کاتب تھے۔ (مسلم

ص ۳۰۳، البدایہ ص ۸۷، ابن عساکر ص ۲۵۷ وغیرہ) آپ فقیہ
ہیں۔ (بخاری ص ۵۳، مشکوٰۃ ص ۱۱۲، بیہقی ص ۳۲، المنشی ذہبی

ص ۳۸۸، ابن عساکر ص ۱۶۷) آپ نے فرمایا آج ہم میں امیر معاویہ سے
بڑا علم والا کوئی موجود نہیں ہے۔ (سنن الکبریٰ ص ۲۶) فرمایا امیر معاویہ

پر اعتراض نہ کرو وہ صحابی رسول ہیں۔ (ابن عساکر ص ۲۵۷) فرمایا میں نے
امیر معاویہ سے زیادہ خلق والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (مسند امام احمد ص ۱۰۲)

فرمایا امیر المؤمنین امیر معاویہ بہت بڑے عالم ہیں۔ (ابن عساکر ص ۲۵۷)

فرمایا امیر معاویہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جھوٹ نہیں باندھ سکتے۔
 (المنتقى ذہبی ص ۳۸۸) فرمایا آج امیر معاویہ سے زیادہ حکومت کا حق دار اور کوئی
 نہیں ہے۔ (تاریخ کبیر امام بخاری ص ۴۷، البدایہ والنہایہ ص ۸۷، ۱۳۵،
 انساب الاشراف بلاذری ص ۴۷، الاصابہ ص ۳۳، ۴۱۳، غریب الحدیث
 ابن قتیبہ ص ۲۷، ابن عساکر وغیرہ) آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے معاویہ تیرے اور علی کے
 درمیان کچھ اختلاف واقع ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں معافی
 ہو جائے گی اور تمہاری مغفرت ہو جائے گی۔ (تفسیر درمنثور ص ۳۲۲،
 اور تم سب جنت میں داخل کر دیئے جاؤ گے۔ (ابن عساکر ص ۲۵، ۳۸ وغیرہ)
 آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب امیر
 معاویہ کو اللہ تعالیٰ کے فرمان اور جبریل کی عرض پر اپنا کاتب وحی مقرر فرمایا۔
 (تظہیر الجنان ص ۱۳)

صحابی رسول جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما | آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں
 نے جناب رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد جناب امیر معاویہ سے بڑھ کر کوئی سخی، اچھے اخلاق
 والا اور حوصلہ والا نہیں دیکھا۔ (ابن عساکر ص ۲۵، ۵۳، تاریخ اسلام ذہبی
 ص ۳۲) آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا۔ روز عشر (امیر) معاویہ کے جسم پر نور ایمان کی چادر ہوگی (ابن عساکر
 ص ۲۵) آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
 فرمایا اے امیر معاویہ تو جنت میں میرے خادموں میں سے ہوگا۔
 (ابن عساکر ص ۲۵، ۱۲)

آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسول
صحابی رسول جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ | اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا (امیر) معاویہ کے دشمن کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا اور اس پر
 بڑے بڑے خونخوار کتے چھوڑے جائیں گے۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۱۳) آپ
 فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے
 (امیر) معاویہ اللہ تعالیٰ تیرے چہرے کو (تجھے) آگ سے محفوظ رکھے گا۔
 تیرے سینے کو علم دین سے بھر دے گا۔ تیرا پیٹ اولیاء اللہ کی طرح حرام سے
 محفوظ رہے گا۔ اللہ تجھ کو بخش دے گا اور تجھے حساب سے بچالے گا۔
 اور تجھے قرآن کا علم سکھا دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تجھ کو ہدایت یافتہ، ہدایت
 دینے والا بنائے گا۔ اور لوگوں کو تیرے ذریعہ سے ہدایت نصیب
 بھی ہوگی۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۹)

آپ بیان فرماتے ہیں
صحابی رسول جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ | کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں امیر معاویہ بھی میرے خادموں میں
 شامل ہوں گے اور ہم سب مل کر وہاں جنت میں پھل کھایا کریں گے۔ (ابن عساکر
 ۲۵ ص ۹) آپ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے محض اپنے
 لطف و کرم سے جناب امیر معاویہ کے لئے بیعت رضوان کے شرف سے شرف
 ہونے کا اعلان فرمادیا۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۱۴)

آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسول
صحابی رسول جناب ابو درداء رضی اللہ عنہ | اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: میں بھی (امیر) معاویہ سے محبت رکھتا ہوں اور جبریل و میکائیل

بھی ان سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو جبریل اور میکائیل سے بھی زیادہ ان سے محبت فرماتا ہے۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۹) آپ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جماعت کراتے دیکھا تو آپ نے فرمایا لوگو (اس زمانہ میں) تمہارے امام سے بڑھ کر کسی شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ (المنتقى ذہبی ص ۳۸۸)

صحابی رسول جناب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ | آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بھی اور اللہ کا رسول بھی (امیر) معاویہ سے محبت فرماتے ہیں۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۹)

صحابی رسول جناب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ | آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر معاویہ کے لئے دعا فرمائی۔ یا اللہ معاویہ کو قرآن پاک کا علم بھی سکھا دے اور اس کو دنیا میں مضبوط حکومت بھی عطا فرماتا (البدایہ ۸ ص ۲۱) ابن عساکر ۲۵ ص ۷) آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امیر معاویہ سے بڑھ کر مستقل مزاج اور بربادہ شخص (اس دور میں) نہیں دیکھا۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی ۲ ص ۵۱)

صحابی رسول جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ | آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے (اس دور میں) امیر معاویہ سے بڑھ کر صحیح اور حق فیصلہ کرنے والا کسی اور کو نہیں دیکھا۔ (البدایہ ۸ ص ۱۳۳، تاریخ اسلام ذہبی ۲ ص ۳۲۱، ابن عساکر ۲۵ ص ۵۱)

صحابی رسول جناب شداد بن اوکل رضی اللہ عنہ | آپ فرماتے ہیں کہ

نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ معاویہ میری امت میں سے بہت زیادہ برویار اور بہت زیادہ سخا و عطا کرنے والے ہیں۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۲۵ ص ۹)

صحابی رسول جناب عمیر بن سعید رضی اللہ عنہ | آپ فرمایا کرتے تھے جناب امیر معاویہ کا ذکر بھلائی کے

ساتھ ہی کیا کرو کیونکہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کے بارہ میں دعا فرمائی تھی۔ یا اللہ معاویہ کو ہدایت پر قائم رکھنا۔ اور لوگوں کو بھی آپ کے ذریعہ سے ہدایت نصیب فرمانا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۲۵ وغیرہ) تاریخ کبیر، بخاری ج ۲ ص ۳۲۸

صحابی رسول قبیسہ بن جابر رضی اللہ عنہ | آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے (اس دور میں) امیر معاویہ سے بڑھ

کر کسی شخص کو زیادہ حلم والا اور کسی کی گستاخی پر درگزر کرنے والا اور بلند ہمت شخص نہیں دیکھا۔ (البدایہ ج ۸ ص ۱۳۵، تاریخ اسلام ذہبی ج ۲ ص ۳۲۳)

صحابی رسول کاتب قرآن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ | آپ نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ

عنہ کو خط لکھا اور اس میں آپ کو "امیر المؤمنین" کے لقب سے ملقب فرمایا۔ (الاوب المفرد امام بخاری ص ۱۶۴)

صحابی رسول جناب واثلہ رضی اللہ عنہ | آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

معاویہ وحی الہی کا امانت دار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے معاویہ کے گناہ معاف فرما دیئے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کا ان کو پورا پورا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن پاک کا علم بھی عطا فرمادیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو

ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا دیا۔ اور لوگوں کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت نصیب بھی ہوگی۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۶)

صحابی رسول سعید بن ابی وقاص و خلیفہ بن یحییٰ رضی اللہ عنہما | آپ دونوں حضرات

ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ روز محشر معاویہ اس حالت میں آئیں گے کہ آپ نور کا لباس زیب تن کئے ہوں گے جس کا ظاہر اللہ کی رحمت اور اس کا باطن اللہ کی رضا ہوگی اور آپ اس حلقہ نور کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں گے۔ اور یہ چادر آپ کو جناب نبی معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں وحی لکھنے کے بدلہ میں عطا ہوگی۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۱۱ وغیرہ)

آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول صحابی رسول جناب سعید رضی اللہ عنہ | اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے امیر معاویہ

کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اے مولائے کریم معاویہ کو ہدایت یافتہ رکھنا اور لوگوں کو بھی آپ کے ذریعے سے ہدایت نصیب فرمانا۔ (تاریخ بغداد ۲۰۸ ص ۲۰۸)

آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول صحابی رسول ابو بکرہ رضی اللہ عنہ | اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا۔

میرا یہ شہزادہ (امام حسن) سردار ہے۔ انشاء اللہ الغر فی اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بہت بڑے گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ۱ ص ۵۴) اور دنیا جانتی ہے یہ دو جماعتیں

سیدنا امام حسن اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے ہم خیال لوگوں کی جماعتیں تھیں۔ آپ کی بیان کردہ روایت کے ذریعہ سے امیر معاویہ کا صحیح ایمان

والا ہونا ثابت ہوا۔

.. صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین | جنگ صفین میں جناب سیدنا
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مہنوا

تین سو صحابہ کرام آپ کے لشکر میں شامل ہوئے۔ اور آپ کی طرف سے
لڑتے ہوئے تقریباً سب ہی شہید ہو گئے۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۷۸)

صحابیہ رسول ام حرام رضی اللہ عنہا | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی رضائی خالہ بیان فرماتی ہیں کہ آپ

ایک دوپہر کو میرے گھر آرام فرما ہوئے اور مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے
اور فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو بحری جنگ کرے گا اللہ تعالیٰ ان کے لئے
جنت واجب فرما دے گا۔ تو آپ نے عرض کی آقا دعا فرمائیں کہ میں بھی اس
بحری اور جنتی لشکر میں شامل ہو سکوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ بے شک تو اس
لشکر میں شامل ہوگی۔ (سبحان اللہ۔ آپ کے علم غیب شریف پر قربان) چنانچہ
جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس بحری اور جنتی لشکر کو لے کر نکلے تو جنابہ ام حرام
جنت طحان بھی اس لشکر میں شامل ہوئیں اور واپسی پر آپ اپنی سواری سے گر کر فوت
ہوئیں (بخاری، مسلم و دیگر اکثر کتب احادیث) اس صحیحین کی متفق علیہ روایت
کے مطابق یہ تمام لشکر یقینی جنتی ہے۔ اور سیدنا امیر معاویہ اس لشکر کے سردار
ہیں۔ لہذا آپ بھی یقینی جنتی بلکہ اس تمام جنتی لشکر کے سردار قرار پائے۔

صحابی رسول ضحاک بن قیس فہری رضی اللہ عنہ | آپ نے سیدنا امیر معاویہ
رضی اللہ عنہ کو "امیر المؤمنین"

اور "رحمۃ اللہ علیہ" کہا اور آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور آپ کے لئے دعا
بھی فرمائی۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۸۷)

صحابی رسول کعب احبار رضی اللہ عنہ | آپ فرمایا کرتے تھے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں

امیر معاویہ سے اچھا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ (انساب الاشراف بلاذری ص ۱۰۰، تاریخ اسلام ذہبی ص ۳۲۱، ابن عساکر ص ۲۵ ص ۵۳)

صحابہ کرام کی مرویات | جناب سیدنا امیر معاویہ کی کل مرویات کی تعداد تقریباً ایک سو تریسٹھ (۱۶۳) ہے۔ ان میں سے

بہت سی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام سے مروی ہیں جو کہ احکام و عقائد تک کے لئے سند اور ثبوت کے طور پر پیش کی جاتی ہیں اور یہ اصول حدیث کا مسلم اصول ہے کہ فاسق و فاجر اور مطعون شخص کی روایت نامعتبر ہوتی ہے اور بالخصوص احکام و عقائد میں تو اس طرح کی روایت بالکل قبول نہیں کی جاتی۔ اور صحابہ کرام جو کہ ایسے عادل اور متقی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ انہیں کفر، فسق و فجور اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے نفرت ہے۔ (حجرات ۷) وہ بھی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل فرماتے ہیں۔ مثلاً۔ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر، جناب سیدنا عبداللہ بن زبیر، جناب سیدنا ابو درداء، جناب سیدنا جریر بن عبداللہ بجلي، جناب سیدنا نعمان بن بشیر، جناب سیدنا سائب بن زید، جناب سیدنا عبداللہ بن عباس، جناب سیدنا معاویہ بن خدیج، جناب سیدنا ابو عامر اسعد بن سہیل، رضی اللہ عنہم اور دیگر کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ تو ثابت ہوا کہ ان تمام صحابہ کرام کے نزدیک آپ کی ثقاہت و عدالت مسلمہ تھی۔ اسی لئے وہ آپ کی مرویات پر اعتماد کرتے تھے۔

سید التابعین سعید بن مسیب ^{علیہ الرحمۃ} آپ فرماتے ہیں جو شخص جناب
ابوبکر صدیق، جناب عمر فاروق،

جناب عثمان ذوالنورین اور جناب علی المرتضیٰ سے محبت رکھتا ہو اور عشرہ مبشرہ
کے جتنی ہونے کی گواہی دے (یقین رکھے) اور جناب امیر معاویہ کے حق میں
وہا کرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کا حساب نہیں لیں گے۔ البدایہ ۱/۸ ص ۱۳۹
ابن عساکر ۲۵ ص ۷۳)

حضرت فضیل تابعی علیہ الرحمہ آپ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق
میں دعائے خیر فرمایا کرتے تھے اور آپ
فرماتے تھے کہ جناب امیر معاویہ صحابہ کرام میں سے جلیل القدر عالم دین تھے۔
(ابن عساکر ۲۵ ص ۷۷)

حضرت مجاہد تابعی علیہ الرحمہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم امیر معاویہ کو دیکھ
لیتے تو ضرور تم بھی کہتے کہ واقعی یہ "مہدی"
ہیں۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۵۳)

یزید بن احمم تابعی علیہ الرحمہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ جناب علی المرتضیٰ
رضی اللہ عنہ جناب امیر معاویہ کے لشکر کے
مقتولین کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا یہ سب جنتی ہیں۔ یہاں معاملہ
اس جنگ کا تو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پہلے ہی فرمادیا
تھا کہ میرے اور معاویہ کے درمیان اختلاف واقع ہو گا اور اس معاملہ میں معاویہ
(اور ان کے ساتھیوں کو) بخش دیا جائے گا۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۳۸)

ابو مجلذ تابعی علیہ الرحمہ جناب ابو مجلذ لاحق بن حمید سدوسی بصری سے
پوچھا گیا کہ قرآن پاک کی خرید و فروخت جائز ہے؟

تو آپ نے فرمایا (ہاں جائز ہے کیونکہ) جناب امیر معاویہ کے دور میں قرآن پاک کی خرید و فروخت ہوتی رہی ہے۔ (اگر ناجائز ہوتا تو آپ ایسا کیوں ہونے دیتے۔)
(النساب الاشراف بلاذری ج ۴ ص ۷۸)

(متوفی تقریباً ۱۲۸ھ) آپ بیان فرماتے ہیں جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

تھا کہ امیر معاویہ سے ہماری جنگ کوئی اس وجہ سے نہیں ہوئی تھی کہ ہم ان کو کافر سمجھتے تھے یا وہ ہم کو کافر سمجھتے تھے بلکہ وہ تو ایک غلط فہمی کی بنا پر ہوئی تھی۔ (قرب الاسناد ص ۴۵)

(متوفی ۱۵۸ھ) آپ فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا

امام اوزاعی علیہ الرحمہ

امیر معاویہ کی خلافت کے دور میں بہت سے صحابہ

کرام بقید حیات تھے جو ہدایت کے چراغ تھے اور علم دین کے ظروف تھے جن کے سامنے قرآن پاک نازل ہوتا رہا۔ اور وہ احکام اسلام کو اچھی طرح جانتے تھے۔ ان جیسا کوئی بعد والا نہیں جان سکتا۔ کیونکہ انہوں نے قرآن پاک کا مفہوم خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا تھا۔ اور صحابہ کرام کی خلوص نیت کی پیروی کرنے والے ”تابعین کرام“ بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ انہوں نے امت محمدی میں کوئی اختلاف برپا نہیں کیا۔ (اور امیر معاویہ کے خلاف علم جہاد بلند نہیں کیا اور اگر وہ ایسے ہوتے تو یہ پاک باز ہستیاں انہیں کبھی بھی معاف نہ فرماتیں) (البیہ ج ۸ ص ۱۳۳)

(متوفی ۱۱۱ھ) خلیفہ راشد خاص کے

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

سامنے ایک شخص نے جناب سیدنا

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی کی تو آپ نے اس کو کوڑوں سے سزا دی۔

(طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۸۳ ، البدایہ ج ۸ ص ۱۳۹ ، ابن عساکر ج ۲ ص ۲۵۷) آپ نے اپنا مشاہدہ ذاتی جو کہ مبین علی الحق ہے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس خطا پر اجتہادی پر معاف فرمادیا اور آپ کی بخشش فرمادی۔ (کتاب الروح ابن قیم ص ۲۱ ، البدایہ ج ۸ ص ۱۳۹ ، کیمیائے سعادت امام غزالی ص ۳۸ وغیرہ)

عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ تابعی (متوفی تقریباً ۸۰ھ) آپ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کا امیر معاویہ

کے متعلق کیا خیال ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ بھلا میں اس ہستی کی شان میں کیا کہوں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے نمازیں ادا فرماتے رہے ہوں۔ (یعنی آپ تو جلیل القدر صحابی ہیں میں آپ کے متعلق کیسے کوئی گستاخی سوچ سکتا ہوں) (البدایہ ج ۸ ص ۱۳۹)

کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک جناب امیر معاویہ کی شان زیادہ ہے یا جناب عمر بن عبدالعزیز کی۔ تو آپ نے فرمایا (تم امیر معاویہ کی بات کرتے ہو) جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضور کی خدمت میں آپ کی ناک میں جو مٹی جم جاتی تھی وہ بھی عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ (البدایہ ج ۸ ص ۱۳۹ ، مرقاة شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۳۱ ، ابن عساکر ج ۲ ص ۲۵۷ وغیرہ) بلکہ بعض روایات میں تو یہاں تک آیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اور معیت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے نتھنوں میں جو خاک اڑ کر جم جاتی ہے وہ بھی عمر بن عبدالعزیز سے بہتر ہے۔ (البدایہ ج ۸ ص ۱۳۹ ، تطہیر الجنان ابن حجر مکی ص ۱ ، فتاویٰ حدیثیہ ابن حجر ص ۲۰۵ وغیرہ)

عمر بن شریل تابعی علیہ الرحمہ | جناب ابو میسرہ جو کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں

فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا۔ گویا میں جنت میں ہوں۔ وہاں میں نے دو عالی شان محل دیکھے تو میں نے دربانوں سے پوچھا کہ یہ کن لوگوں کے محل ہیں؟ جواب ملا کہ یہ کلاع اور حوشب (علیہما الرحمہ) کے لئے ہیں۔ وہ جو جنگ صفین میں جناب امیر معاویہ کی معیت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا۔ جناب عمار اور ان کے ساتھی وہ کہاں ہیں۔ جواب ملا وہ تیرے آگے (یعنی اس سے آگے زیادہ اعلیٰ مقام پر) ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے پوچھا حالانکہ انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا۔ (پھر بھی یہ دونوں جماعتیں ہی جنت میں پہنچ گئیں) جواب ملا ہاں۔ جب وہ سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو بخش دیا۔

(یاد رہے کہ صحیح احادیث میں ہے کہ نیک آدمی کا خواب سچا ہوتا ہے اور یہ ایک تابعی کا خواب ہے جو کہ امت میں دوسرا درجہ ہے۔ یعنی اول صحابی دوسرا تابعی۔ اور زمانہ خیر القرون ہے لہذا یہ محض خواب نہیں ایک حقیقت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مشاہدہ کرایا گیا) (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۵ ص ۹۰، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم ۴ ص ۱۴۳، الاصابہ ۱ ص ۳۸۲، تحت حوشب، ابن عساکر ۷ ص ۲۶، مرآۃ الجنان امام یافعی ۱ ص ۱۰۳، طبقات ابن سعد ۳ ص ۱۸۹، کتاب المعرفة والتاریخ ۳ ص ۳۱۴، سنن الکبریٰ بیہقی ۱ ص ۱۱۴، العبر امام ذہبی ۱ ص ۴۰، سنن سعید بن منصور خراسانی ۱ ص ۱۱۴، عن طعن معاویہ ص ۷ وغیرہ)

جناب فضل بن عنبسہ علیہ الرحمہ | (متوفی تقریباً ۲۰ھ) آپ سے

پوچھا گیا کہ جناب امیر معاویہ کی شان زیادہ ہے یا جناب عمر بن عبدالعزیز کی تو آپ نے تعجب اور حیرانگی سے تین دفعہ فرمایا۔ سبحان اللہ۔ کیا وہ ہستی جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شرف محبت حاصل کیا ہے۔ (جناب امیر معاویہ) ان کی شان اور مقام تک وہ شخص کیسے پہنچ سکتا ہے جس نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت نہیں کی۔ (یعنی جناب عمر بن عبدالعزیز) (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۷۴ وغیرہ)

وکیع بن جراح تابعی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (صحابہ کرام میں سے) دروازے کے کنڈے کی مثل میں جس نے دروازے کا کنڈا کھول دیا (اور دروازہ کھل گیا) تو پھر اس دروازے کے اندر ہے وہ اس تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۷۴) یعنی جو جناب امیر معاویہ کی توہین کرتا ہے اس کے نزدیک پھر کسی بھی صحابی کی توہین کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ اور اس کے نزدیک کسی بھی صحابی کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوتی۔

عبدالرحمان بن ابی الحکم تابعی آپ نے بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین کہا۔ (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۷۴) (متوفی ۱۲۷ھ) المعروف ابو توبہ حلبی۔

ربیع بن نافع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول کا پردہ ہیں اور جب کوئی شخص کسی چیز کا پردہ کھول دیتا ہے تو پھر جو کچھ پردہ کے اندر ہے اس پر جرأت کرنا اس کے لئے مشکل نہیں ہوتا۔ (ابن عساکر ج ۲۵ ص ۷۴، البدایہ ج ۸ ص ۱۳۹، تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۰۹ وغیرہ)

سليمان بن مهران الاعمش عليه الرحمہ | آپ کے سامنے جناب عمر بن عبد العزیز کے عدل و انصاف کا

تذکرہ ہوا تو آپ فرمانے لگے ۔ اے شخص (حضرت عمر بن عبد العزیز کا عدل و انصاف بھی واقعی قابل تحسین ہے لیکن) اگر تو جناب امیر معاویہ کا دور پاتا تو تو دیکھتا کہ آپ کتنے عدل و انصاف کرنے والے ہیں ۔ (المنتقى زہبی ص ۳۸۸ منہاج السنہ ۳۷ ص ۱۵۵ وغیرہ)

معافی بن عمران علیہ الرحمہ | جناب ابو مسعود موصلی سے پوچھا گیا کہ جناب

امیر معاویہ کی شان زیادہ ہے یا جناب عمر بن عبد العزیز کی تو آپ غضبناک ہو گئے اور فرمانے لگے کیا تو ایک صحابی رسول کو ایک تابعی جیسا سمجھتا ہے ۔ (یعنی تو ایک صحابی کا تابعی سے موازنہ کر رہا ہے) جناب امیر معاویہ صحابی رسول تھے ۔ حضور کے سالا صاحب تھے ۔ آپ کے کاتب وحی تھے ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لوگو ۔ میرے صحابہ کرام اور میرے سسرال والوں کو میری نسبت کی وجہ سے اپنے اعتراضات سے محفوظ رکھا کرو ۔ کیونکہ جس نے میرے صحابہ یا میرے سسرال والوں کے متعلق بدزبانی کی تو اس پر اللہ تعالیٰ اس کے تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت پڑے گی ۔ (البدایہ ص ۸۷ ، ۱۳۹ ، ابن عساکر ص ۲۵ ، کتاب الشفاء ص ۵۲ ، تطہیر الجنان ص ۱ ، تاریخ بغداد ص ۲۰۹ وغیرہ)

مرویات تابعین علیہم الرحمہ | جلیل القدر تابعین مثلاً جناب عیسیٰ بن طلحہ ، جناب ابو مجلذ ، محمد بن جبیر ،

جناب یزید بن جاریہ ، ابو ادریس خولانی ، جناب علی المرتضیٰ کے بیٹے جناب

محمد بن حنفیہ، جناب قیس بن ابی حازم، جناب سعید بن مسیب، جناب حمید بن عبد الرحمن اور دیگر بہت سے تابعین کرام علیہم الرحمہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایات لیتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ یہ تمام پاکباز ہستیاں آپ کی ذات کو تقویٰ اور ثقاہت و عدالت میں ارفع و اعلیٰ مانتے تھے اور ان کی روایات سے احکامات کا استنباط فرمایا کرتے تھے۔

(متوفی ۱۷۹ھ) آپ فرماتے ہیں جو شخص جناب امام مالک علیہ الرحمہ

ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذوالنورین، علی المرتضیٰ، امیر معاویہ، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم یا کسی بھی اور صحابی کو گمراہ یا کافر کہتا ہے اس کو قتل کر دیا جائے کیونکہ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور تمام امت مسلمہ کا انکار کر دیا ہے۔ اور اگر صرف صحابہ کی شان میں بدزبانی کرتا ہے تو اس کو سخت سزا دی جائے۔ (رسائل ابن عابدین شامی ص ۲۰۸، نمبر اس ص ۵۵، کتاب الشفاء ص ۵۷، نسیم الریاض ص ۵۶)

(متوفی ۲۳۰ھ) آپ فرماتے ہیں کہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی

اور صحابی کے متعلق جو شخص بدزبانی کرتا ہے تو اس کا اسلام اور ایمان صحیح نہیں ہے۔ (الصائم المسلم ابن تیمیہ ص ۵۷، ابن عساکر ص ۲۵ وغیرہ)

آپ فرماتے ہیں کہ جو جناب علی المرتضیٰ اور جناب امیر معاویہ وغیرہما رضی اللہ عنہما

عنوش الاعظم علیہ الرحمہ

کے مابین اختلافات واقع ہوئے ہیں انہیں مشیت الہی سمجھتے ہوئے اس معاملہ میں زبان بند رکھی جائے بلکہ ان سب کی فضیلتیں بیان کی جائیں۔ اس بات پر اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۷۰) نیز

آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں راستہ میں بیٹھا ہوں اور جناب امیر معاویہ کی سواری ادھر سے گزرے اور آپ کی سواری کے قدموں کی خاک اڑ کر مجھ پر پڑ جائے تو اسے اپنے لئے باعث نجات سمجھوں گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۲۲)

داتا صاحب علیہ الرحمہ | سید علی ہجویری بیان فرماتے ہیں کہ (سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فواسطہ رسول سے ایسی محبت تھی۔

اور آپ ایسے وفا شعار تھے کہ) آپ جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بڑے بڑے نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ اور ساتھ ساتھ معذرت بھی کیا کرتے تھے کہ فی الحال میں آپ کی صحیح خدمت نہیں کر سکا اور نذرانہ پیش کروں گا۔ (کشف المحجوب فارسی ص ۶۳)

امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ | آپ فرماتے ہیں تمام بدعتی فرقوں میں سے بدتر فرقہ صحابہ کرام سے

بغض رکھنے والا فرقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کو کافر فرمایا ہے۔۔۔۔۔ صحابہ کرام پر طعن کرنے سے قرآن پاک پر بھی طعن لازم آتا ہے۔۔۔۔۔ جو اختلافات صحابہ کرام کے درمیان ہوئے وہ خواہشات نفسانیہ کی بنا پر نہ تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پاک کی برکت سے وہ اس بات سے پاک ہو چکے تھے۔۔۔۔۔ بے شک اس معاملہ میں حضرت علی حق پر تھے اور آپ کے مخالف غلطی پر۔ لیکن یہ خطا اجتہادی تھی جو فسق کا باعث نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ بلکہ مجتہد مخطی کو بھی ایک ثواب ملتا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی و مکتوب ج ۵ ص ۸۶)

امام بخاری علیہ الرحمہ | صاحب صحیح بخاری نے اپنی صحیح میں آپ کی روایات احکام و عقائد میں نقل فرمائی ہیں۔ ثابت ہوا کہ ان

کے نزدیک آپ کی ثقاہت و عدالت مسلمہ ہے۔ نیز آپ نے اپنی کتاب

”تاریخ کبیر“ میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ”اللہم
اجعلہ ہادیامہدیا و اھدہ و اھد بہ“ بھی نقل فرمائی ہے۔

صاحب صحیح مسلم نے اپنی صحیح میں احکام و عقائد میں
بھی آپ کی روایات نقل فرمائی ہیں۔ لہذا ثابت ہوا
کہ ان کے نزدیک آپ کا تقویٰ اور تقاہت و عدالت مسلم ہے۔ نیز آپ نے
اسی صحیح مسلم میں آپ کے کاتب وحی الہی بننے والی روایت بھی نقل فرمائی ہے۔

علامہ عبدالعزیز قرطاری فرماتے ہیں
صاحب شرح عقائد علیہ الرحمہ جناب (سیدنا) امیر معاویہ رضی اللہ

عنہ ایک جلیل القدر صحابی، نجیب اور مجتہد تھے۔ آپ کی شان میں کئی احادیث
مروی ہیں۔ اکابرین اسلام اس شخص پر سخت غضبناک ہوتے ہیں جو آپ پر
کوئی اعتراض کرے یا آپ کے متعلق بدزبانی کرے۔ (نبراس ص ۵۵)

علامہ خفاجی فرماتے ہیں جناب سیدنا
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اعتراض
صاحب شرح کتاب الشفا

اور بدزبانی کرنے والا دوزخ کے کتوں میں سے ایک کتاب ہے۔ (شرح شفا خفاجی ص ۴۵)

آپ فرماتے ہیں میں جناب امیر معاویہ
فقیہ ابوطاہر حسین بن منصور کے متعلق بدزبانی کرتا تھا تو جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (کرم فرماتے ہوئے) مجھے خواب میں حکم فرمایا کہ
آپ سے بغض نہ رکھ اور نہ ہی آپ کے متعلق بدزبانی کیا کر۔ کیوں کہ وہ تو میرے

بھائی (ایمانی یا سالار) اور کاتب وحی بھی ہیں۔ (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۷۶)

آپ نے جناب عمر بن عبدالعزیز کا خواب والا واقعہ بیان
کر کے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بخشا ہوا اور
علامہ ابن قیم

جنتی ہونا ثابت کیا ہے۔ (کتاب الروح ص ۲۶)

علامہ ابن حجر عسقلانی | شارح بخاری جناب سیدنا امیر معاویہ کا ذکر خیر فرماتے ہوئے آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلیل القدر صحابی اور آپ کی بارگاہ کا وحی الہی کا کاتب ہونا بیان فرماتے ہیں۔ (الاصابہ ص ۳۳۳)

حافظ ابن کثیر | مفسر قرآن مؤرخ اسلام مذکور بھی آپ کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلیل القدر صحابی اور آپ کا کاتب وحی ہونا بیان فرماتے ہیں۔ (البدایہ ص ۸۷ و ۲۱ وغیرہ)

محدث طیبی | شارح مشکوٰۃ بھی آپ کا ہادی اور مہدی ہونا کامل واکمل طور پر بیان فرماتے ہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۷)

محدث ابن حجر حلی | آپ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا بارگاہ ربوبیت میں لازماً مقبول ہوتی ہے تو پھر آپ حضور کی دعا کے مطابق یقیناً ہادی اور مہدی ہیں۔ (تطہیر الجنان ص ۱۳)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی | آپ نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فتح مکہ سے قبل ہی عمرہ القضاء کے دن ایمان لے آنا بیان فرمایا ہے۔ اور آپ کا جلیل القدر صحابی، کاتب وحی الہی اور بخشا ہوا ہونا بیان فرمایا ہے۔ (مدارج النبوۃ ص ۵۳۹)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی | امام اہل سنت، مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب محدث بریلوی نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں چھ عدد رسالے تصنیف فرمائے ہیں۔

۱۔ البشری العاجلہ من تحت آجلہ (تفضیلیہ و مفسقان امیر معاویہ
 کارو) ۲۔ عرش الاعزاز والا کرام لا ۱۱ قل ملوک الاسلام
 (مناقب سیدنا امیر معاویہ) ۳۔ ذب الالهواء الواہیہ فی باب
 الامیر المعاوہ (آپ پر کئے گئے مطاعن کا جواب) ۴۔ اعلان
 الصحایہ۔ الموافقین للامیر معاویہ و اہم المؤمنین (جناب امیر
 معاویہ اور اہم المؤمنین کے ہمہنوا صحابہ کا بیان) ۵۔ الاحادیث السراویہ
 لمدح الامیر معاویہ (مناقب امیر معاویہ والی احادیث کا بیان) ۶۔
 لمعة الشیعة لہدی شیعة الشیعة (تفضیل و تفسیق کے
 متعلق سوالات کے جوابات) تیر آپ نقل فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا امیر
 معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بدزبانی کرنے والا دوزخ کے کتوں میں سے ایک
 کتاب ہے۔ (احکام شریعت ص ۱۲۲)

صدر الشریعہ جناب مولانا امجد علی اعظمی قادری
 صاحب بہار شریعت

علیہ الرحمہ فقہ حنفی کی معتد مستند اور منفرد
 جامع کتاب بہار شریعت میں بیان فرماتے ہیں۔ کسی بھی صحابی کے ساتھ سوء
 عقیدت بد مذہبی و گمراہی و استحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 کے ساتھ بغض ہے ایسا شخص رافضی ہے۔ اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے
 آپ کو سنی کہے مثلاً جناب امیر معاویہ، ان کے والد حضرت ابوسفیان،
 اور والد ماجد حضرت ہندہ، حضرت سیدنا عمرو بن عاص، حضرت مغیرہ بن
 شعبہ، اور حضرت ابو موسیٰ اشعری حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔۔۔۔۔
 ان میں سے کسی کی شان میں بھی گستاخی۔ تبراہے امر اس کا قائل رافضی ہے
 ۔۔۔۔۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام

حرام سخت حرام ہے۔۔۔۔۔ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے ان کا مجتہد ہونا سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث صحیح بخاری میں بیان فرمایا ہے۔ مجتہد سے صواب و خطا دونوں صادر ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ اور خطا اجتہادی پر مجتہد سے عند اللہ مواخذہ نہیں۔۔۔۔۔ اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مولا علی کی ڈگری۔ اور (جناب) امیر معاویہ کی مغفرت رضی اللہ عنہما۔ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ۔۔۔۔۔ حضرت امیر معاویہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ عنہ نہ کہا جائے محض باطل اور بے اصل ہے۔۔۔۔۔ حضرت امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سلطنت ہے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فوج جرار جانثار کے ساتھ عین میدان میں بالقصد وبالاختیار ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت جناب امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور اس صلح کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت دی۔۔۔۔۔ تو جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حقیقتاً حضرت امام حسن مجتبیٰ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلکہ حضرت (اللہ) عز وجل وغلا پر طعن کرتا ہے۔۔۔۔۔ اب کسی بھی صحابی پر ”فہ باغیہ“ کا اطلاق بھی جائز نہیں۔ (بیہار شریعت ۱۰ ص ۶۰، ص ۶۱)

(متوفی ۶۴ھ) آپ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ

مولائے روم جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سورہے تھے تو نماز کے وقت ایک شخص نے آپ کو جگا کر کہا کہ اٹھیں اور نماز پڑھ لیں۔ آپ نے فرمایا۔ تو کون ہے وہ کہنے لگا میں شیطان ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرا کام تو نماز کے وقت سلانا ہے اور تو مجھے نماز کیلئے جگا رہا ہے۔ وہ کہنے لگا

اگر آپ کی نماز قضا ہو گئی تو آپ کو اتنا صدمہ ہوگا اور آپ اتنا روئیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت زیادہ نمازوں کا ثواب عطا فرما دے گا۔ لہذا آپ اٹھیں اور ایک ہی نماز کا ثواب حاصل کریں۔ (مشنوی مولانا روم دفتر دوم ص ۶۵ طبع لکھنؤ) معلوم ہوا شیطان اگر بظاہر کسی کو کسی نیک کام کے متعلق بھی کہے تو اندر سے وہ اپنا کام ہی کر رہا ہوتا ہے۔ خدا اسکے شر سے محفوظ رکھے۔

امام نووی شارح مسلم (متوفی ۶۷۶ھ) آپ فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کے جلیل القدر خرم راز، معتد اور ثقہ صحابی تھے۔ (شرح مسلم ج ۲ ص ۲۷۲)

شارح مشکوٰۃ وفقہ اکبر وغیرہ آپ فرماتے ہیں کہ جناب امیر معاویہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک

جلیل القدر اور ثقہ عالم صحابی تھے۔ (مرقاۃ ج ۱ ص ۷۲) نیز آپ بلا نیکر نقل فرماتے ہیں کہ جناب امیر معاویہ یا اور کسی بھی صحابی کو کافر یا گمراہ کہنے والے شخص کو قتل کر دیا جائے۔ اور اگر کوئی محض ان کی گستاخی کرتا ہے تو اس کو سخت سزا دی جائے۔

یہ امام مالک کا فتویٰ ہے۔ (نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۶۵)

علامہ ابوالشکور محمد بن عبدالسعید کبشی سالمی (متوفی ۳۶۵ھ) علم عقائد کے یہ قدیم عالم

فرماتے ہیں کہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک نیک اور دیانت دار عالم دین (صحابی) تھے۔ اور اگر آپ دین کے کار بند نہ ہوتے تو (جناب امام حسن اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے لئے) آپ سے صلح کرنا جائز نہ ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ عادل تھے اور حق ہی کے داعی تھے۔ (اسی لئے جناب علی المرتضیٰ نے آپ سے صلح فرمائی۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ) جناب علی المرتضیٰ

رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے برحق امام اور اللہ کے دین میں عادل تھے۔ (اور آپ کی اقتدا میں) پھر باقی لوگوں نے بھی آپ کی بیعت کر لی۔ (کتاب التہدید قول ثامن - ص ۱۶۹)

✓ آپ کا فرمان ہے کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ تاجدار سیال شریف اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان

جو جنگ ہوئی ہے وہ بغض و عناد کی وجہ سے نہیں بلکہ اجتہاد کی بنا پر ہوئی ہے اور فعل مجتہد اگر خطا بھی ہو تو (بمطابق فرمان نبوی) پھر بھی اس کو ثواب ملتا ہے۔ لہذا آپ کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ جب تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کے بارہ میں ایمان اور عقیدہ صحیح نہ رکھا جائے اس وقت تک کسی بھی شخص کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ (مرآة العاشقین ص ۱۰۹، ص ۱۳۹)

✓ خواجہ غلام فرید آپ فرماتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دونوں گروہوں (جناب امام حسن اور ان کے

ہمنوا اور جناب امیر معاویہ اور ان کے ہمنوا) کو مسلمان کہا ہے تو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بدگمانی یا بے ادبی کرے۔ کیونکہ یہ صلح جناب امام حسن کی مرضی سے ہوئی تھی نہ کہ کسی ظلم اور مجبوری سے۔ ان کی مجادلت اجتہاد کی وجہ سے تھی نہ کہ بغض و عداوت کی وجہ سے۔

صحابہ کرام کے متعلق بدگمانی کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ان آیات قرآنیہ کا انکار ہے جن میں صحابہ کی شان بیان کی گئی ہے۔ اور یہ کفر ہے۔

چنانچہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو متقی اور اکابر صحابہ میں سے ہیں کے حق میں بغض و حسد رکھنا اور بدگمانی کرنا سراسر شقاوت ہے۔ (مقابلہ المباحث ص ۹۳۱، ۱۰۱۶)

تاجدار گولڑہ شریف | آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہدایت نشان ”ابن ہذا سید

لعل اللہ یصلح بہ بین الفئتين من المؤمنین“ کے الفاظ کے ساتھ نقل فرما کر جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے تمام ساتھیوں کا ”مؤمن“ ہونا ظاہر فرما دیا ہے۔ (مہر منیر ص ۲۵۵)

نائب سرکار کیلانی | سیدی و سندی، بلجائی و مولائی حضور قبلہ حضرت صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نورانیہ حضرت

کیلانیوالہ شریف ارشاد فرماتے ہیں۔ دنیا میں بڑے بڑے حسین دیکھے ہیں۔ لیکن مشاہدہ رُویا میں جو حسن و جمال جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دیکھا وہ بیان سے باہر ہے۔ نیز فرمایا۔ میرا مشاہدہ ہے کہ جو اہل المؤمنین یا تمام صحابہ کرام میں سے کسی بھی صحابی پر بالخصوص جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم پر اعتراض کرتا ہے یا ان کی بے ادبی کرتا ہے وہ ضرور رافضی ہو کر مرتا ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے بھی کچھ گستاخی ہو گئی تھی، بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عنایت فرمائی جب میری توبہ قبول ہوئی تو خواب میں حضور شہنشاہ ولایت نے انتہائی غصہ میں فرمایا۔ جھگڑا میرا اور امیر معاویہ کا تھا اس میں تمہیں دخل دینے کا کیا حق ہے۔ تو نے آپ کی شان میں گستاخی کیوں کی ہے؟ میں نے عرض کی حضور غلطی ہو گئی ہے معاف فرمادیں۔ آپ نے تین دفعہ فرمایا اور میں نے بھی تین دفعہ معافی مانگی تو آپ نے معاف فرما دیا اور آپ (خاموشی سے تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں نشکی تلوار تھی اور آپ بڑے جلال میں تھے۔

(مطبوعہ فرمان حضور قبلہ حضرت صاحب مدت فیو ضمیمہ)

جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات

آپ کی عمر مبارک | جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت سے تقریباً پانچ

برس پہلے پیدا ہوئے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کے تیرہ سال شامل کریں تو ہجرت کے وقت جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک $13 + 5 = 18$ برس تھی۔ ^{۱۸} سالہ میں آپ اپنے بھائی جناب زید بن سفیان والی دمشق کی معیت میں جہاد پر گئے ہوئے تھے کہ آپ کے بھائی طاعون عمواس میں بیمار ہو گئے تو جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو بھائی کی جگہ حاکم دمشق مقرر فرما دیا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً $(18 + 18) = 36$ چھتیس برس تھی۔ پھر آپ ^{۳۶} سالہ تک یعنی تقریباً ۲۲ برس تک حکم دمشق و شام پھر تقسیم حیدری کے مطابق شام، مصر اور تمام مغربی علاقے کے حاکم بن گئے۔ پھر تقریباً چھ ماہ بعد جب جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے اور دونوں بھائیوں کے تقریباً پانچ لاکھ سالانہ وظیفہ کی شرط پر آپ کو خلافت لکھ کر ویدی اور دونوں بھائیوں (سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما) نے آپ کی بیعت فرمائی تو پھر ماہ ربیع الاول ^{۳۶} سالہ میں آپ کی خلافت پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہو گیا۔ لہذا اس سال کو عام الجماعت کہتے ہیں۔ پھر آپ پورے عالم اسلام کے امیر المؤمنین اور خلیفہ بن گئے۔ اس طرح آپ خلافت فاروقی میں تقریباً چھ سال، خلافت عثمانی میں تقریباً گیارہ سال، خلافت علوی میں تقریباً پانچ سال اور خلافت حسنی میں تقریباً چھ ماہ حاکم رہے۔ یعنی آپ خلافت راشدہ میں تقریباً ۲۲ برس چھ ماہ حکمران رہے۔ پھر ^{۳۶} سالہ سے لے کر

۶۵ھ تک تا وصال تقریباً بیس سال پورے عالم اسلام کے خلیفہ برحق رہے۔
اس طرح آپ کی کل مدت حکومت تقریباً بیالیس برس کے قریب بنتی ہے۔

لہذا بوقت وصال آپ کی عمر شریف $6 + 11 + 5 + 6 + 20 + 36 = 78$
بیس تھی تقریباً۔

اہل خانہ کو آپ کی وصیت | آپ نے آخری ایام میں اپنے اہل خانہ کو وصیت کی کہ ہمیشہ اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ میرے تمام متروکہ مال میں سے آدھا مال بیت المال میں جمع کرا دینا۔ اور اپنی تجہیز و تکفین کے بارہ میں وصیت کی کہ میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کرتہ مبارک، ایک چادر شریف اور ایک تہبند مقدس ہے۔ مجھے آپ نے کرم نوازی فرماتے ہوئے ان تبرکات کے علاوہ اپنے ہال مبارک اور اپنے ناخن مبارک بھی عطا فرمائے تھے۔ مجھے غسل دینے کے بعد آپ کے ان متبرک کپڑوں میں کفن دینا اور آپ کے ناخن مبارک میری آنکھوں پر اور آپ کے ہال مبارک میرے منہ میں رکھ کر۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا۔ امید ہے اللہ تعالیٰ ان تبرکات مقدمہ کی برکت سے مجھ پر کرم فرماتے ہوئے مجھے بخش دیں گے۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا گیا۔ (تقریباً تمام تواتر بخ اسلام) سبحان اللہ۔

یزید کو وصیت | آپ کے انتقال کے وقت یزید گھر پر نہیں تھا۔ لہذا آپ نے اس کے لئے بالخصوص یہ وصیت تحریر فرمائی ”میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اہل حجاز کے حقوق کا ہمیشہ لحاظ رکھنا کہ وہ تمہاری اصل اور بنیاد ہیں۔ جو مجازی تمہارے پاس آئے اس سے حسن سلوک سے ساتھ پیش آنا۔ اس کی عزت کرنا۔ اس پر احسان کرنا۔ اور جو نہ آئے اس

کونڈوں کی حقیقت

معزز و مکرم میرے بھولے بھالے سنی بھائیو۔ آپ نے سن رکھا ہوگا بلکہ دیکھا بھی ہوگا کہ اکثر ہمارے ہاجر بھائی اور پھر ان کے دیکھا دیکھی یہاں کے بعض باشندے گھرانے بھی بائیس رجب کو ”امام جعفر صادق کے کونڈے“ کے نام سے موسوم ایک ختم دلواتے ہیں۔ دراصل ان بھولے بھالے سنیوں کا یہ پروگرام محبت اہل بیت کرام کے تحت ہوتا ہے۔ لیکن یہ بے چارے سادہ لوح مسلمان یہ نہیں سمجھتے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نام کا لیبل لگا کر انہیں بغض صحابہ پر مشتمل کس رسم کی ترویج کا سبب بنایا جا رہا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی بزرگ کے نام پر ایصال ثواب (ختم شریف) کا اہتمام یا تو اس ہستی کی ولادت یا سعادت کے دن کیا جاتا ہے یا پھر بلکہ اکثر اس شخصیت کے وصال شریف کے دن (عرس شریف) سالانہ ختم یا برسی وغیرہ) کیا جاتا ہے۔ لیکن آپ یہ جان کر حیران رہ جائیں گے کہ مذکورہ تاریخ ۲۲ رجب المرجب نہ تو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تاریخ پیدائش ہے اور نہ ہی تاریخ وفات۔ بلکہ معروف بارہ آئمہ اہل بیت میں سے یہ کسی کی بھی تاریخ وفات نہیں ہے۔ آپ ضرور یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ پھر یہ ختم کیسا ہے۔ اور اس کے متعلق ٹکڑ ہار سے کی کہانی یا کٹی اور قسم کے ”معجزات“ کے نام پر خرافات جو مشہور کئے جاتے ہیں۔ ان کی حقیقت کیا ہے ؟

آ۔ میرے پیارے اور بھولے سنی۔ میں تجھے اس کی حقیقت بتاتا

ہوں۔ میرے عزیز۔ یہ مذکورہ تاریخ (۲۲ رجب) دراصل جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال ہے (تحفۃ العوام لاہوری شیعہ ص ۳۷۷) اسی لئے یہ حضرات اس تاریخ کو ”یوم سعد“ اچھا دن، خوشی والا دن کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چونکہ پنجابی زبان میں اور بعض مقامات پر عام اردو میں بھی کسی شخص کے مرجانے، ہلاک ہو جانے، تباہ و برباد ہو جانے کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ”فلاں شخص کا کونڈا ہو گیا“۔ اب آپ اندازہ فرمائیں کہ ”امام جعفر صادق کا کونڈا“ کرنے والا شخص۔ کیا وہ اہل بیت کرام کا یا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا محب اور مخلص ہو سکتا ہے؟ نہیں نہیں حاشا وکلا ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپ کے متعلق ”کونڈہ“ کا لفظ استعمال کرنے والا آپ کا گستاخ اور منکر ہی ہو سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

دراصل تقریباً ۱۹۰۶ء میں مکھنور (ہندوستان) میں کسی ذاکر کے بیان کرنے اور اس دن میں خوشی منانے کا شیعانہ مشورہ دینے پر اس ”حلوہ پوری“ والے کونڈے کے پروگرام کا آغاز ہوا۔ اس دور کے بعض ہندوستان کے جرائد کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس مذہب و رسم کے اجرا پر کافی فتنہ و فساد بھی ہوا تھا۔ بالآخر سنیوں کی اکثریت سے خوف زدہ ہو کر اور اپنے عقیدہ ”تقیہ“ پر عمل کرتے ہوئے اس پروگرام کو خفیہ طور پر کرنا شروع کر دیا۔ اور اگر کوئی غیر شیعہ پوچھتا تو تقیہ کرتے ہوئے کہہ دیتے کہ ہم امام جعفر صادق کا ختم دلواتے ہیں۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ ختم کو ماننے والے ہیں اور امام جعفر صادق کو بھلائے والے ہیں اس لئے ہمیں اس نام سے دھوکا دیا گیا۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ختم صرف ”حلوہ پوری“ پر ہی ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو جناب سیدنا علی المرتضیٰ، سیدہ خاتون

جنت، سیدہ زینب، جناب سیدنا امام حسن، جناب سیدنا امام حسین، جناب سیدنا امام زین العابدین، جناب سیدنا علی اکبر، جناب سیدنا علی اصغر، جناب سیدنا قاسم، جناب سیدنا عباس علمدار، جناب سیدنا امام باقر، جناب سیدنا امام کاظم، جناب سیدنا امام رضا، جناب سیدنا امام تقی، جناب سیدنا امام نقی، جناب سیدنا امام عسکری اور دیگر تمام اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ختم شریف پر حلوہ پوری کیوں تقسیم نہیں کی جاتی؟ اور پھر ختم کوئی ناجائز اور غیر قانونی کام تو نہیں کہ راتوں رات ہی دلایا جائے اور اندر اندر دلا یا اور کھلایا جائے۔ باقی تمام آئمہ کرام کے دن تو مجلسوں اور بڑے اشتہارات و اعلانات کے ساتھ منائے ہو صرف امام جعفر کے ساتھ ہی یہ رویہ کیوں؟

کچھ تو بے جس کی پردہ داری ہے۔

ہاں ہاں میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ علی پور چمپہ کے کئی میری واقفیت والے شیعہ حضرات نے میرے سامنے بعض دوستوں کی موجودگی میں اعتراض کیا ہے کہ ہم یہ ”معاویہ“ کے مرنے کی خوشی مناتے ہیں اور باقی لوگوں کو اصل بات اس لئے نہیں بتاتے کہ ”معاویہ“ کے ماننے والے ہمارے خلاف ہو جائیں گے اور شاید کوئی لڑائی جھگڑا ہو جائے۔ اور ویسے بھی آج تک کامیابی میں کسی بھی شخص نے کبھی بھی اپنے کسی بزرگ کی وفات پر یا کسی بھی صدمہ پر کبھی حلوہ پوری تقسیم نہیں کیا۔ ہاں یہ دیکھا ہے کسی مخالف کے مرنے پر خوشی کا اظہار کرنے کے لئے حلوہ پوری تقسیم کرتے ہیں۔ مثلاً ذوالفقار علی بھٹو کے مرنے پر ظہور الہی گروپ نے حلوہ پوری تقسیم کی تھی اور ظہور الہی کے مرنے پر پیپلز پارٹی والوں نے حلوہ پوری تقسیم کی تھی۔ حق واضح ہو گیا کہ یہ لوگ ”کوندلوں“ کے نام پر امام جعفر صادق کا ختم نہیں دلاتے بلکہ جناب سیدنا امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر خوشی مناتے ہیں۔ اب ذرا آپ اپنے ایمان کو حاضر جان کر دل کی گہرائی سے جواب دیں کہ کیا آپ کسی صحابی رسول کی دشمنی پر مبنی پروگرام میں شامل ہوں گے؟ اس مذموم رسم کی ترویج کا باعث بنیں گے؟ اس ملعون سازش کا آلہ کار بن کر صحابہ دشمن عناصر کے ساتھ شامل ہونا گوارا کریں گے؟ حاشا وکلا کوئی ایمان والا ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔

تو آج سے یہ پکا عہد کر لیں کہ۔ آج کے بعد ہم ”کونڈوں“ کے نام پر امام جعفر صادق کی توہین نہیں کریں گے۔ ہم صحابی رسول، خالوٹے امت کا تب و حئی الہی، ہمزہ مصطفیٰ، امین مصطفیٰ، مدبر اسلام، مجاہد اسلام، ہادی و مہدی مومن۔ جناب سیدنا امام حسن اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما نے جن کی بیعت کی۔ جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے جن کو اپنے بجائے خلیفہ المسلمین بنایا اور تسلیم کیا اور لوگوں سے آپ کی خلافت سختی سے تسلیم کروائی۔ ان جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کسی توہین کسی سازش میں شامل نہیں ہوں گے۔ ورنہ پھر آپ بھی فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (جو کسی قوم کے مخصوص طریقہ کو اپنائے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی قوم جیسا سمجھا جائے گا) کے مطابق بارگاہِ خداوندی میں منکرین صحابہ جیسے ہی سمجھے جائیں گے۔ نعوذ باللہ من ذلک

بعض بھولے بھائے سنی ”ختم“ اور ”امام جعفر صادق“ کے نام پر دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اور کئی سطحی ذہن کے مولوی بھی اس کو ایک ”ختم“ سمجھ کر اور اس کی مخالفت کو ”ختم کی مخالفت“ سمجھ کر اس کے جواز کے فتوے جاری کرتے رہتے ہیں۔ میں عرض کر دوں گا۔ اگر آپ نے ختم ہی دلوانا ہے

تو شوق سے دلائل لیکن روافض سے تشبہ کیوں؟ ان کی قائم کردہ قیودات کی پابندی کیوں؟ اور پھر آپ نے جناب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ختم دلانا ہے تو آپ کے یوم وصال پر دلائل - اور اگر بائیس رجب ہی کو ختم دلانا ہے تو یہ تاریخ جس ہستی یعنی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وصال ہے - علی الاعلان آپ کو ایصال ثواب کرنے کے لئے ختم دلائل - انشاء اللہ ہم بھی شامل ہوں گے -

ویسے ہمارا طریقہ یہ ہے کہ ہم جب بھی کبھی کسی بھی بزرگ کے لئے ایصال ثواب ختم کرتے ہیں - تو بالخصوص اس صاحب ختم بزرگ کے لئے ایصال ثواب کرنے کے بعد بالعموم دعائیں تمام بزرگوں، بلکہ تمام ایمان والوں کو بھی شامل کر لیتے ہیں - لہذا اگرچہ بائیس رجب کو بالخصوص ایصال ثواب ختم، تو جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام پر ہی کیا جائے گا - لیکن دعائیں ایک امام جعفر صادق تو کیا - تمام آئمہ کرام کو، تمام اہل بیت اطہار کو، تمام ازواج مطہرات کو، تمام اہانت مقدسات کو، تمام صحابہ کرام کو، تابعین کرام، تبع تابعین عظام تمام اولیائے کرام بلکہ تمام مومنین کو بھی شامل کر لیا کریں - اور یہی ہم اہل سنت و جماعت کا طریقہ ہے -

وَمَا عَلَى إِلَّا الْبَلَاءُ غ
وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى

دعوت و ارشاد

از مولف

قارئین کرام - آپ نے قرآن کریم اور احادیث مقدسہ سے صحابہ کرام کا مرتبہ و مقام ملاحظہ فرمایا۔ اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم المرتبت صحابی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی الہی اور میر منشی ہونے کے ناطے آپ کے رازدار اور امانت دار بھی تھے۔ لہذا بحیثیت ایک صحابی کے آپ کو وہ تمام مراتب و مقامات حاصل ہیں جو کہ ایک صحابی کے لئے ثابت ہیں۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے ساسے اور ہم زلف بھی تھے۔ لہذا احادیث مقدسہ میں جو جو امتیازات اور فضائل و مناقب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسراں کے لئے بیان فرمائے ہیں وہ سب کے سب بھی آپ کو حاصل ہیں۔ اور چونکہ آپ صلح حدیبیہ کے دن ایمان لائے تھے یعنی کہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے ہیں اس لئے آپ سَابِقُونَ الْآءَالُونَ میں بھی شامل ہیں۔ اور آپ کی بیعت رضوان بھی حضور نے قبول فرمائی ہے۔ لہذا آپ بیعت رضوان میں شامل ہیں اور بیعت رضوان کے تمام فضائل و مناقب بھی آپ کو حاصل ہیں۔ اس کی پختہ دلیل بخاری کی وہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ آپ کے منی کے مقام پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کاٹے تھے اور ان میں سے کچھ بال آپ نے بطور تبرک اپنے پاس محفوظ بھی کر لئے تھے جو کہ بوقت وصال آپ نے اپنے کفن میں رکھنے کی وصیت فرمائی تھی۔ باقی بال دیگر صحابہ نے لے لئے۔ اور سند امام احمد کی حدیث سے ثابت ہے کہ یہ واقعہ

عمرۃ القضاء یعنی صلح حدیبیہ کے بعد اگلے سال کا سہ ماہی ثابت ہوا کہ اس سے پہلے
 آپ مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن چونکہ آپ نے اپنے ایمان کا اعلیٰ اظہار
 باپ کے ایمان لانے کے بعد فتح مکہ کے بعد کیا تھا اس لئے بعض حضرات آپ
 کا فتح مکہ کے دن ایمان لانا بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔
 نیز آپ کا نام لیکر جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے
 خصوصی فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں یا آپ کے لئے دعائیں فرمائی ہیں وہ
 ہر اس اہل ایمان کو جس کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان وحی ترجمان
 اور آپ کی دعا پر ایمان والیقان ہے اس بات پر مجبور کرے گی کہ وہ جناب
 سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو۔ ہدایت والا، ہدایت دینے والا، کاتب وحی
 الہی، حضور کا سالہ، ہم زلف، امیر المؤمنین اور خلیفۃ المؤمنین تسلیم کرے۔
 روایات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ اور
 اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول آپ سے محبت فرماتے ہیں۔ نیز آپ سے بغض
 رکھنے والے سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں اور اس
 کو سزا بھی دیتے ہیں۔ بخاری، مسلم وغیرہما کے مطابق امت محمدیہ میں سے پہلا
 اسلامی لشکر جو کہ بحری جنگ لڑے گا۔ اس کے متعلق حضور کا فرمان ہے
 کہ ان کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اور تواریخ اسلام، احادیث مقدسہ
 اور تفاسیر معتبرہ یہ واضح کرتی ہیں کہ بحری بیڑا سب سے پہلے آپ ہی نے
 تیار کروایا تھا۔ اور بحری جنگ بھی کی۔ جس جنگ میں شامل راویہ حدیث سید
 ام حرام رضی اللہ عنہا کا بعد میں انتقال بھی ہو گیا تھا۔ لہذا اس فرمان مصطفیٰ کے
 مطابق آپ ان تمام جنتیوں کے سردار اور آقا بن کر ان سب کے آگے
 جنت میں جائیں گے۔ جن کا فرمان مصطفیٰ کے مطابق یقینی جنتی ہونا ثابت

نیز اگر بخاری جلد ۳۱ کی ام حرام والی روایت کا الحاقی فقرہ بھی صحیح سمجھ لیں تو اس طریق سے بھی آپ کے جنتی اور بخشے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ دوسری جنگ یعنی قسطنطنیہ پر پہلا حملہ بھی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہی کیا تھا۔ لہذا بشرط صحت روایت یہ بشارت بھی آپ کو ہی نصیب ہوگی۔ نہ کہ نیرید لعین کو۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”أَوَّلُ جَيْشٍ“ فرمایا ہے۔ لہذا یہ بشارت بھی بشرط صحت جیش اولیٰ ہی کے شامل اصحاب کیلئے ہوگی۔ کیونکہ آپ نے قیامت تک کے لوگ ”یاسب حملہ کرنے والے“ بیان نہیں فرمایا بلکہ آپ نے اس واقعہ کو پہلے لشکر کے ساتھ مخصوص فرمادیا ہے۔ اور قسطنطنیہ پر پہلا حملہ خلافت عثمانی میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی نے ۳۲ھ میں کیا تھا جبکہ نیرید ابھی چھ یا سات سال کا ہوگا۔ کیونکہ نیرید اس کی پیدائش ۲۵ھ یا ۲۶ھ بلکہ الہدایہ کی ایک روایت کے مطابق ۲۷ھ کی تو اس کی ولادت ۲۷ھ میں ہوئی ہے۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب ”گردار نیرید“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اگر جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں یا حضور کی آپ کے متعلق بیان کی گئیں فضیلتوں پر ایمان اور یقین نہ رکھا جائے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باقی دعائیں اور آپ کی تمام بیان فرمائی ہوئی سب کے متعلق فضیلتیں بھی مشکوک بلکہ غلط ہو جائیں گی۔ مثلاً آپ نے فرمایا۔ سیدہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ جہنمی نے فرمایا۔ حسنین کریمن جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ آپ نے عشرہ مبشرہ کا ذکر فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ”عَلَىٰ فِي الْجَنَّةِ“ کیا ان ذوات مقدسہ کے متعلق حضور کے بیان فرمائے ہوئے یہ ارشادات صحیح ہیں؟ یہ سب کیوں صحیح ہیں؟ ان پر ہمارا کیوں ایمان اور یقین ہے؟ صرف اس لئے کہ یہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مقدمہ سے نکلے ہوئے ہیں۔ تو پھر جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور کے فرامین۔ اپنے صحابہ کے بارے میں حضور کے فرامین، اپنے سرال کے متعلق حضور کے فرامین اور اعلان، وعدہ یا خداوندی وہ سب کیونکر صحیح نہ ہوں گے۔ یقیناً صحیح ہیں اور بالکل صحیح ہیں۔ اسی طرح آپ کی دعاؤں کا معاملہ ہے۔ مثلاً آپ نے حضرت علی۔ سیدہ فاطمہ اور حسین کریمین اہل بیت کو چادر میں لیکر دعا فرمائی۔ اللہم هؤلاء اهل بيتي فطهرهم اور قطہیداً۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اللہم وال من والاک وعاد من حسینہ عداہ۔ آپ نے جناب حسین کریمین کے متعلق دعا فرمائی۔ اللہم انی احبہما فاحبہما واحب من یحبہما۔ آپ نے واقعہ کربلا کے متعلق دعا فرمائی۔ اللہم اعط المحسین صبرا واجبرا۔ وغیرہ۔

تکثیر کی دعا میں۔ تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں بارگاہ خداوندی میں منظور ہیں یا نا منظور؟ اگر یہ منظور ہیں۔ جیسا کہ واقعی منظور ہیں تو پھر جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کی ہوئی آپ کی دعائیں کیوں منظور نہ ہوں گی۔ یقیناً منظور ہیں اور بالکل منظور ہیں۔ بہر حال قانون ایک رکھو یا تو آپ کی تمام دعائیں اور تمام فرامین صحیح اور مؤثر ہیں یا پھر ایک بھی نہیں۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

یہ کیسی نا انصافی اور بے ایمانی ہے کہ اور کسی کے متعلق حضور کچھ ارشاد فرمادیں تو اسے قبول کیا جائے اور اسے منبر و محراب میں بیان کیا جائے۔ اس پر لمبی چوڑی تقریریں کی جائیں۔ کتابیں لکھی جائیں اور لوگوں کو بھی ان باتوں کے ماننے پر مجبور کیا جائے۔ لیکن اسی زبان مصطفوی سے اگر جناب سیدنا امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی بات نکل جائے یا آپ کوئی دعا فرمادیں تو اس کو نہ مانا جائے۔ یہ کیسا دوغلا ایمان ہے۔

أَفْتَوْمِنُونِ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

اگر تو یہ بہانہ بنایا جائے کہ جی۔ انہوں نے جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی ہے لہذا اچھے آدمی نہیں ہیں۔ تو گذارش ہے کہ اگر بالفرض ان کے درمیان جنگیں ہوئیں تو جب انہوں نے آپس میں صلح کر لی تھی تو اب صلح ہمارے لئے ناراضگی یا کسی اعتراض کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔ الْحَقُّ مَعَ الْهَقْلِ وَعَلَيْ مَعَ الْحَقِّ کالغیر لگانے والے یہاں حضرت علی کو کیوں حق پر نہیں مان رہے؟ یعنی جس سے حضرت علی نے صلح کر لی تھی اس سے صلح نہ کرنے والا اور اس کو اچھا نہ سمجھنے والا درحقیقت حضرت علی پر اعتراض کر رہا ہے کہ آپ غلط آدمیوں سے صلح کرتے رہے ہیں۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ جناب حسین کریمین نے صرف آپ کی بیعت ہی نہیں کی بلکہ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ خود ان کو اپنی ذاتی خلافت بھی ملکہ کر دے دی۔ اس لئے اس سال کو تاریخ میں عام الجماۃ۔ یعنی آپس میں مل بیٹھنے والا سال کہتے ہیں۔ اگر غلط آدمی سے صلح کر لینا اور اس کی بیعت کر لینا اور اس سے لاکھوں روپے نذرانے قبول کرنا جائز تھا تو پھر واقعہ کربلا کا کیا جواز رہ جاتا ہے۔ کیا جناب امام حسین کے نزدیک جناب امیر معاویہ کے غلط ہونے کے باوجود ان کی اطاعت، اعانت، بیعت اور صلح جائز تھی۔ اگر حضرت امیر معاویہ کے غلط ہونے کے باوجود جناب امام حسین کے نزدیک ان کی بیعت جائز تھی تو پھر یزید ملعون کی بیعت پر آپ کو کیوں اعتراض ہوا؟ یہاں تک کہ اپنے خدام اور تمام خاندان کو بھی شہید کروا دیا لیکن بیعت یزید قبول نہ کی۔

شاہ ہمت حسین بادشاہ ہمت حسین

دین ہمت حسین دین پناہ ہمت حسین

سر داد نہ داد دست در دست یزید

حقا کہ بستائے لا الہ ہمت حسین

اور اگر کوئی نامعقول خوف وغیرہ کو وجہ جواز بنانا چاہے تو اسے سمجھایا جائے گا کہ حضرت امام حسن کے مقابلہ میں حضرت امام حسین زیادہ خوف میں مبتلا تھے۔ نیز پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ خاندان نبوت و ائمتہ خوف سے غلط لوگوں کی بیعت بھی کر لیا کرتا تھا۔ یہ ایک ناممکن اور قاطع ایمان بات ہے۔

ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق

بیعت کا اصول یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

لہذا کیوں نہ اصل حقیقت کو تسلیم کر لیا جائے کہ اس پاک گھرانے

نے جب تک اچھے لوگوں کو برسر اقتدار دیکھا ان کی بیعت و معاونت کرتے

رہے۔ مثلاً جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جناب سیدنا ابوبکر صدیق و جناب

سیدنا عمر فاروق اور جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی بیعت و اعانت

کی اور جناب حسنین کریمین نے جناب سیدنا امیر معاویہ کی بیعت و اعانت

کی بلکہ انہیں اپنی خلافت بھی تفویض فرمادی۔ لیکن جو نہی برا شخص سامنے آیا

ہزار حالات کی ناسازگاری کے باوجود اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور اس

سے برسر پیکار ہو کر اور اپنے تقریباً ۱۳ ساتھی شہید کروا کر اپنے ایمان کی

عزیمت کا اظہار کر دیا اور قیامت تک کے لئے ایک نمونہ قائم کر دیا۔ اور

یہ سبق دے دیا۔ لوگو جب بھی وقت کا کوئی یزید تمہارے سامنے آجائے

تو اپنا مال جان اولاد بلکہ سب کچھ قربان کر دینا لیکن کسی یزید کے ہاتھ میں ہاتھ

نہ دنیا۔ اس طرح جہاں واقعہ کر بلا یزید ملعون کی بد بختی ظاہر کر رہا ہے وہاں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شرافت و دیانت اور خلافت و امارت کی صحت پر بھی جناب امام حسن اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ہر تصدیق ثابت کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر آپ حضرات انہیں غلط سمجھتے تو ضرور ان کے خلاف بھی برسرِ پیکار ہو کر ڈار جاتے اور واقع کر بلا کی طرح کبھی بھی ان سے صلح نہ کرتے اور تا دمِ آخریں باطل کے حسینِ خلاف جنگ جاری رکھتے۔ لیکن جب جناب امام حسن اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہما نے جناب امیر معاویہ سے صلح کی اور تا دمِ آخریں قائم رکھی۔ آپ کی بیعت فرمائی۔ اور آپ کو امیر المؤمنین اور خلیفۃ المسالین تسلیم کیا تو معلوم ہوا کہ آج بھی جو جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت اور عقیدت نہیں رکھتا ان کو خلیفہ برحق اور امیر المؤمنین نہیں مانتا۔ اس کا جناب امام حسن اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا کا عام دستور ہے کہ دوست کا دشمن بھی اپنا دشمن ہی ہوتا ہے۔ تو جو حسنین کریمین کے دوست اور ان کے خادم سے دشمنی رکھے گا۔ جناب حسنین کریمین اس بد بخت کو کب اپنے خادموں میں شامل فرمائیں گے۔ وہ شخص سیدنا علی المرتضیٰ، جناب سیدنا امام حسن اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کا ماننے والا کب اور کیسے ہو سکتا ہے۔ جس سے یہ ذواتِ مقدسہ صلح فرمائیں اور حسنین کریمین جس کی بیعت فرمائیں اور یہ اس ہستی کو برا بھلا کہے اس سے بغض و عناد رکھے یا معاذ اللہ ان پر لعن طعن کرے۔ یعنی یہ شخص ان مستیوں کے نام کو تو چومتا ہے اس کا وظیفہ کرتا ہے لیکن ان کے کام کو غلط سمجھتا ہے اور جس پر وہ حضرات آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے راضی ہو گئے تھے یہ اس پر آج تک راضی نہ ہو سکا۔ فالی اللہ المشتکی

امیر معاویہ شریعت کی نظر میں ملعون و ملعون ہوتے تو جناب شہنشاہ ولایت
ان حضرات پر کبھی بھی جنازہ نہ پڑھتے۔ سنا۔ جناب علی المرتضیٰ نے فرمایا
کہ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں نہ وہ کافر ہیں نہ مشرک نہ فاسق و فاجر نہ منافق اور نہ
ظالم۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے ایک غلط فہمی اور خطاب
اجتہادی کی بنا پر ہم سے جنگ جائز سمجھی۔ سابعاً۔ شاہ روم نے جب جناب
علی المرتضیٰ پر حملہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو
دھمکی دی کہ اگر تو نے کوئی ایسی حرکت کی تو ہم دونوں (حضرت علی اور حضرت امیر
معاویہ) مل کر تجھ پر حملہ کر دیں گے اور تجھے تباہ و برباد کر دیں گے۔ آپ کا یہ فرمان
سن کر وہ واپس بھاگ گیا۔ اگر ان ہستیوں کا کوئی ذاتی یا اسلامی اختلاف
ہوتا تو جناب امیر معاویہ تو شاہ روم کا حوصلہ بڑھاتے۔ ثامناً۔ جب جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑائی کا تذکرہ فرمایا تھا تو ساتھ ہی آپ نے حضرت
علی اور جناب امیر معاویہ کے سامنے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف
فرمائے گا۔ اور تمہاری مغفرت فرمادے گا۔ اور جناب عمر بن عبدالعزیز نے
خواب میں اس بات کا مشاہدہ بھی فرمایا تھا۔ تاسعاً۔ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ہدایت والا، ہدایت دینے والا۔ یعنی ہادی اور
مہدی فرمایا ہے۔ تو جس کو حضور کی دعا پر یقین ہے وہ ضرور آپ کو ہادی
اور مہدی مانے گا۔ عاشراً۔ خلیفہ راشد خامس جناب عمر بن عبدالعزیز سیدنا
امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہنے والے کو کوڑے مارا کرتے تھے۔
تلك عشرة كاملة۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ فافهموا یا اولی الالباب
ان تمام باتوں سے قطع نظر کہ کہ یہ بھی تو دیکھیں کہ کیا حضرت علی کے مقابلہ
میں اکیلے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کھڑے ہیں کہ ان کو اس جرم میں لعن طعن

کیا جائے اور ان کے متعلق طرح طرح کے غلط الفاظ استعمال کئے جائیں نہیں ہیں۔
 اس خون سیدنا عثمان ذوالنورین کے مطالبہ میں آپ کے ساتھ تقریباً ۳۰ اور
 صحابہ کرام بھی شامل تھے۔ جناب طلحہ اور جناب زبیر۔ جن کے متعلق حضور
 منبر شریف پر کھڑے ہو کر۔ ان کا یقینی جنتی ہونا بیان فرما چکے ہیں (از عشرہ مبشرہ)
 بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ صدیقہ بنت صدیق۔ ام المؤمنین۔ جن کو جبریل نے
 بھی سلام عرض کیا۔ جن کے بستر پر حضور پر وحی بھی آجایا کرتی تھی۔ جو حضور
 کو تمام ازواج مطہرات میں سے زیادہ محبوب تھیں۔ جن کی طہارت و عفت اور
 عصمت و نزہت کیلئے اللہ کے قرآن کی بہت سی آیات نازل ہوئیں۔ جنکے
 خانہ اقدس میں اللہ کے نبی نے انتقال فرمانا پسند فرمایا۔ جن کی آغوش مطہرہ
 میں پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثناء نے وصال فرمایا۔ جن کے حجرہ پاک کو حضور کا مدفن
 بننے کا شرف حاصل ہوا۔ جو جگہ آج گنبد خضریٰ کے نام سے جانی اور پہچانی جاتی
 ہے وہ آپ ہی کا حجرہ پاک ہے۔ جن کے حجرہ پاک کو حضور نے جنت کا
 باغیچہ فرمایا تھا۔ شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے فرمان کے مطابق
 یہ جگہ درحقیقت جنت ہی کی زمین میں آٹاری گئی ہے۔ جن کے حجرہ پاک کو یہ
 شرف حاصل ہے کہ وہاں ستر ہزار فرشتہ دن کو اور ستر ہزار رات کو حاضر
 ہوتا ہے۔ جن کے متعلق فرمان مصطفوی ہے کہ آپ دنیا و آخرت میں میری
 بیوی ہیں۔ آپ کا رشتہ اشارہ خداوندی سے مانگا گیا وغیرہ وغیرہ۔ وہ سیدہ
 طیبہ، طاہرہ، زاہدہ، صائمہ، موقنہ، قانتہ ام المؤمنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 عنہا بھی اس مطالبے میں جناب امیر معاویہ کی ہم نوا ہیں۔ تو کیا حضرت علی سے جنگ
 کرنے کے جرم میں صرف اکیلے جناب امیر معاویہ ہی کو مطلع کیا جائے گا یا
 آپ کے باقی تمام ساتھیوں تقریباً ۳۰ صحابہ کرام (جو کہ قرآن و حدیث کی رو سے

یقینی جنتی اور نشتے ہوئے ہیں۔ جناب طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بھی وہی الزام آئے گا جو جناب امیر معاویہ کے لئے مشہور کیا گیا ہے اور ان ذوات مقدسہ کے متعلق بھی وہی الفاظ استعمال کئے جائیں گے جو جناب امیر معاویہ کے لئے بعض نا عاقبت اندیش، اہل بیت کے فیصلوں کو نہ مانتے والے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مقدس پر ایمان نہ رکھنے والے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ کیا ان ہستیوں کے متعلق بھی وہی عقیدہ رکھا جائے گا یا رکھا جاتا ہے جس کا اظہار جناب سیدنا امیر معاویہ کے متعلق کیا جاتا ہے۔ اور اگر معاذ اللہ آپ کی یہ خطائے اجتہادی اتنی ہی بڑی غلطی، ناقابل معافی جرم اور اسلام اور کفر کا امتیازی نشان تھا تو کیا۔ اس دور کے تمام موجود صحابہ کرام۔ حتیٰ کہ خود جناب حیدر کرار اور حسین کریمین کو بھی اس کا اندازہ نہ ہو سکا۔ پھر وہ تمام صحابہ کرام اور تابعین عظام جو آپ سے حدیثیں بیان کرتے ہیں، تبع تابعین، آئمہ کرام، اولیاء کرام بالخصوص جناب سیدنا غوث اعظم، جناب سیدنا داتا گلی بخشہ، جناب سیدنا محمد والہ ثانی، محدثین کرام بشمول امام بخاری و امام مسلم و امام ترمذی، مفسرین کرام بشمول جناب سیدنا عبد اللہ بن عباس، جناب مجاہد، خلیفہ راشد خامس جناب سیدنا عمر بن عبد العزیز، علامہ عبد العزیز قرطبی، امام غزالی، امام نسفی، علامہ ملا علی قاری، قاضی القضاۃ قاضی عیاض، امام خفاجی، علامہ عبد القنی نابلسی، علامہ ابوالعلی صاحب شرح مواقف، امام حاکم، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن عساکر، علامہ ابن حجر مکی، امام جلال الدین سیوطی، امام ابن ہمام، امام شعرائی، حضور قبلہ حضرت صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ توریہ حضرت کیلیانوالہ شریف اور دیگر تمام ان اکابرین

اسلام کو جنہوں نے اپنی اپنی تصانیف میں جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں وہ بھی ان اسرار مخفی سے بے خبر رہے جو کہ آج کے تیرہ بازوں اور لعان و طحان لوگوں پر ظاہر ہو گئے ہیں۔
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

نیز جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی موجود ہے۔

کہ میرے صحابہ سے اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں ہی کسی آزمائش میں ڈال کر اس کے بدلہ میں ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ نیز فرمایا کہ صحابہ کرام میں باہم کوئی لڑائی چھگڑا ہو گیا تو میں قیامت کو ان کی شفاعت فرما کر انہیں بخشوا دوں گا۔ (تظہیر الجنان ص ۶) اللہ اکبر! جس کو حضور کی شفاعت کا وعدہ مل گیا اس کے جنتی ہونے میں کوئی کافر ہی شک کر سکتا ہے۔

حدیث ابن عساکر نقل فرماتے ہیں کہ جناب ابو زرعہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں امیر معاویہ سے دشمنی رکھتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کس وجہ سے۔ وہ کہنے لگا کیونکہ انہوں نے حضرت علی سے جنگیں کی ہیں تو جناب ابو زرعہ فرماتے ہیں۔ اسے شخص (ارے ناداں) امیر معاویہ کا رب بھی بڑا مہربان ہے اس نے بھی ان کی اس خطا و اجتہادی پر انہیں معاف فرما دیا اور امیر معاویہ کا مد مقابل (جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) بھی بڑا کرم کرنے والا تھا۔ (انہوں نے بھی اسی دن اعلان فرما دیا تھا کہ وہ اور ان کے ساتھی نہ کافر ہیں نہ مشرک ہیں نہ فاسق و فاجر ہیں اور نہ ظالم ہیں۔ ہمارا ان کا خدا، رسول، دین۔ ایمان ایک ہے بس انہیں کچھ غلط فہمی ہو گئی تھی۔ یعنی یہ جنگیں ان کی خطا و اجتہادی کی وجہ سے واقع ہوئی ہیں اس سبب سے ان پر کوئی گناہ نہیں

ہے۔ نیز آپ نے فرمایا دونوں طرف کے شہید جنتی ہیں۔ اور آپ نے
دونوں طرف کے شہیدوں پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور ان کے لئے دعا فرمائی تو
جناب ابو زرہ فرماتے لگے اب تو کون ہوتا ہے ان کے معاملہ میں دخلت
کرنے والا۔ (ابن عساکر ص ۲۵۷ ص ۲۶)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی ان جنگوں کا ذکر فرماتے
ہوئے جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے
سامنے بیان فرمادیا تھا کہ تمہارے درمیان ایک غلط فہمی کی بناء پر لڑائی
ہوگی (شرح فقہ اکبر ص ۸۲) نیز جناب ملا علی قاری حنفی بیان فرماتے ہیں۔
واما ما وقع من امتناع جماعة من الصحابة من نصرة
علي والخروج معه الى المحاربة طائفة منهم كما في حرب
الجمل والصفين فلا يدل على عدم صحة خلافته ولا على
تفصيل مخالف فيه في ولايته اذ لم يكن ذلك عن نزاع
في حقيقة امامته بل كان عن خطأ في اجتهادهم حيث
انكروا عليه ترك القود من قتله عثمان بل ناعوا
بعضهم انه كان مائلا الى قتله والمخطئ في الاجتهاد
لا يضل ولا يفسق على ما عليه الاعتماد..... الخ
(شرح فقہ اکبر ص ۷۶) یعنی جنگ جمل اور صفین میں جو جناب سیدنا امیر معاویہ اور
سیدنا علی المرتضیٰ کے درمیان نزاع واقع ہوا ہے۔ یہ نہ تو ان کی (حضرت علی) کی
خلافت کے عدم صحت پر دلالت کرتا ہے اور نہ ہی اس معاملہ میں ان کے مخالفین
کی گمراہی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ اختلاف درحقیقت حکومت و امارت
کے متعلق تھا ہی نہیں۔ اگر جناب امیر معاویہ جناب علی المرتضیٰ کی خلافت کو

تسلیم نہیں کرتے تھے یا ان سے حکومت چھیننا چاہتے تھے بلکہ آپ نے
تو حضرت علی کو خط لکھا تھا۔ ”خدا کی قسم ہم آپ کی خلافت و امارت کو تسلیم
کرتے تھے۔ اور آپ کے علاوہ کسی اور کا خلیفہ بننا ہم بالکل پسند نہیں کرتے
آپ جناب عثمان کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی نزا دیں یا انہیں ہمارے
حوالے کر دیں اور اگر کوئی آپ کی مخالفت کرے گا تو ہم آپ کی مدد کریں گے۔
بلکہ زبان سے آپ کی خلافت کی گواہی دیں گے۔ (اخبار الطوال ص ۱۶۲) بلکہ
وہ اختلاف تو محض جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت
کے بارے میں خطائے اجتہادی کے طور پر واقع ہوا تھا۔ اور خطائے اجتہادی پر
کسی کو گمراہ یا فاسق و فاجر نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ مجتہد مخطی کا اجتہاد بھی
کسی دلیل پر مبنی ہوتا ہے۔ لہذا وہ گناہگار نہیں ہوتا۔ چنانچہ جناب عارف
بیان فرماتے ہیں کہ لما رجع علی من صفین۔۔۔۔ فقال یا ایہا
الناس لا تکرہوا امارۃ معاویۃ فواللہ لو فقد تموت
لقد راأیتہ الرؤوس قد را من کواہلہا کالحنظل۔
(ابن عساکر ص ۲۵ ص ۴۲) جب جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
صفین کی جنگ سے واپس آئے تو آپ نے فرمایا۔ لوگو۔ امیر معاویہ کی
بادشاہی کو برا نہ سمجھو۔ خدا کی قسم۔ جب آپ انتقال فرما جائیں گے تو تم دیکھو
گے کہ (اتنا قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوگا کہ) لوگوں کے سر حنظل (تمہر)
کی طرح کولہوں سے کٹ کٹ کر گرں گے۔ اکبر شاہ نجیب آبادی نے اس
سے ملتا جلتا فرمان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منسوب
کر کے بیان کیا ہے۔ (تاریخ اسلام نجیب آبادی ص ۲۹)
جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بنی امیہ کو حکم اور نصیحت فرمایا

کرتے تھے کہ قریشیوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور تحمل کا رویہ رکھنا۔ (ابن عساکر
 ۲۵ ص ۵۹) فقیدہ ابو طاہر الحسین بیان فرماتے ہیں کہ میں (بعض غلط فہمیوں کی
 بنا پر) جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔ اور آپ کو شب و
 شتم کیا کرتا تھا۔ ایک رات کو مجھے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم کا جمال جہاں آرا نصیب ہو گیا۔ آپ کے ساتھ ایک خوبصورت رنگ والا
 شخص بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مخاطب ہو کے فرمانے لگے۔ اے
 ابو طاہر! اس سے بغض نہ رکھا کر۔ اور نہ ہی اس پر لعن طعن کیا کر۔ میں نے عرض
 کی آقا۔ یہ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ میرا کاتب وحی (میرا راز دار) اور میرا بھائی
 معاویہ بن ابوسفیان ہے۔ پھر آپ کی بارگاہ میں ایک اور شخص پیش کیا گیا۔
 اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شکایت کی۔ آقا۔ یہ شخص ہماری توہین
 کرتا ہے اور ہماری شان میں گستاخیاں کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
 نے اسے (اس فعل بد پر) جھڑکا تو وہ کہنے لگا۔ آقا۔ میں تو آپ کے کسی
 بھی صحابی کی گستاخی نہیں کرتا۔ بس صرف امیر معاویہ کے متعلق کچھ کہہ لیتا ہوں
 تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غصہ سے فرمانے لگے۔ **وَيْلَكَ أَوْلَيْتَ**
مُعَاوِيَةَ مِنْ أَصْحَابِي۔ وَيْلَكَ أَوْلَيْتَ مُعَاوِيَةَ مِنْ أَصْحَابِي
وَيْلَكَ أَوْلَيْتَ مُعَاوِيَةَ مِنْ أَصْحَابِي۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۵۹)
 یعنی۔ تیرا استیانس ہو۔ کیا معاویہ میرا صحابی نہیں ہے۔ تیری بربادی ہو کیا معاویہ
 میرا صحابی نہیں ہے۔ تو فارت ہو۔ کیا معاویہ میرا صحابی نہیں ہے۔ اور یزید
 کی ولی عہدی کے وقت کی ہوئی آپ کی دعا بھی آپ کے خلوص نیت کا ثبوت
 ہے۔ **اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أُنِّي وَلَيْتُهُ لِأَنَّهُ فِيهَا أَمْرٌ**
أَهْلٌ لِدَايِكَ فَاتِّمَمْ لَهُ مَا وَلَيْتُهُ وَإِنْ كُنْتَ وَلَيْتُهُ

لَا تَقِ أَحِبُّهُ فَلَا تُتِمُّ لَهُ مَا أَلَيْتُهُ۔ (تاریخ ابن کثیر ص ۸۰)
 ص ۸۰) اے میرے اللہ اگر تو مجھ سے کہ جو اس کے متعلق میں نے ولیعهدی
 کا فیصلہ کیا ہے وہ واقعی اس کا اہل ہے تو اس کی حکومت کو پورا فرمانا (برکت
 دینا) اور اگر تو دیکھے کہ میں نے محض محبت پیری میں اس پر بھروسہ کر لیا تھا۔
 حالانکہ وہ اس لائق نہیں تو پھر اس کی بادشاہی جلد ختم کر دینا۔

نیز: ہر اس۔ شرح۔ شرح عقائد ص ۵۴ پر تو آپ کی اس دعا میں واضح
 طور پر یہ الفاظ بھی ہیں۔ فَجَعَلَ مَوْتَهُ۔ یعنی یا اللہ اگر یہ میرے گمان
 پر پورا نہ اترے تو اسے جلد ہلاک کر دینا۔ چنانچہ علامہ عبدالعزیز فرہاروی اس
 کے بعد رقم طراز ہیں۔ وَقَدْ اسْتَجِيبَ دُعَاءُ كَافَلَمْ يُطْلَمْ مُلْكُهُ۔
 (ایضاً) یعنی۔ اللہ تعالیٰ نے جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دعا کو
 قبول فرمایا اور اس بد بخت کی حکومت جلد ہی ختم ہو گئی۔ جبکہ جناب سیدنا
 امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم نے دعا فرمادی تھی تو آپ کی حکومت تقریباً بیالیس (۲۳)
 برس تک قائم رہی اور ہر آن پہلے سے وسیع اور مضبوط ہوتی گئی۔ یعنی آپ
 کے بھائی مشہور صحابی رسول جناب زید الخیرؓ میں دور فاروق اعظم میں
 فوت ہوئے تو آپ ان کے جانشین بنے۔ جناب سیدنا عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۳ھ میں ہوئی۔ اس طرح چھ سال آپ دور
 فاروقی میں حاکم رہے۔ جناب سیدنا عثمان فوالنورین رضی اللہ عنہ ۳۵ھ
 میں شہید ہوئے۔ اس طرح آپ تقریباً گیارہ سال خلافت عثمانی میں
 حاکم رہے۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۴۰ھ میں شہید ہوئے
 اس طرح آپ تقریباً پانچ سال تک خلافت مرتضوی میں حاکم رہے۔

پھر ۲۱ھ میں جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے صرف چھ ماہ حکومت کرنے کے بعد اپنے شیعوں کی بے وفائی بلکہ ظلم سے دلبرداشتہ ہو کر اپنی خلافت بھی جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ کر دے دی۔ اور پھر آپ ۳۵ھ تک تقریباً بیس سال تک تمام مملکت اسلامیہ کے واحد حاکم اور خلیفہ رہے۔ یعنی (۵ + ۱۲ + ۵ + ۲۰ = ۴۲) جناب سیدنا امام حسن اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کو ہر سال بلکہ بعض دفعہ ایک سال میں کئی کئی بار بھی لاکھوں کے نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ (مستدرک حاکم ص ۱۴۷) اور ام المؤمنین صدیقہ بنت صدیق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما اور دیگر ازواج مطہرات کی خدمت میں بھی لاکھوں کے نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ (ابن عساکر ۲۵ ص ۶۴ وغیرہ) یاد رہے یہ وہی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کے متعلق یار لوگوں نے کنویں کا افسانہ گھڑ رکھا ہے۔ تعجب ہے کہ اتنا بڑا سانحہ ہو گیا اور کائنات کے کسی ایک بھی مؤرخ اسلام کو معلوم نہ ہو سکا۔ جبکہ اس کے خلاف اپنے مقام پر وضاحت کر دی گئی ہے۔ ان دونوں گروہوں کے آپس میں ایسے گہرے مواخاتی تعلق تھے کہ جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ایک معروف اور ذمہ دار سپاہی جناب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف کوئی بات کر دی۔ (جنگ کے بعد) تو جناب عمار غضبناک ہو گئے اور فرمایا خدا تجھے ذلیل و خوار کرے بکو اس بند کر۔ خدا کی قسم آپ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دنیا و آخرت میں زوجہ محترمہ ہیں۔ (البدایہ ص ۲۳) جب ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جنگ کے بعد جناب سیدنا

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئیں تو دین کے اس سپرد نے
 بڑی گرم جوشی اور عزت سے آپ کا استقبال کیا تھا۔ (البدایہ ص ۲۳۸) اور آپ
 بھی ایسی سختی تھیں کہ اگر صبح کو ایک لاکھ روپیہ آپ کی خدمت میں آیا تو شام تک
 تمام کا تمام غریب و مساکین میں تقسیم فرما دیا۔ بعد میں خادمہ نے آکر شام کے کھانے
 کے لئے عرض کی تو آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ اگر پہلے آجائیں تو تم بھی کچھ لے
 لیتیں۔ (ابن عساکر ص ۲۵) اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 ایسے جلیل القدر، معتبر، معتد اور فقیہ صحابی تھے کہ جناب عبداللہ بن عباس
 رضی اللہ عنہما جیسے مفسر قرآن صحابی بھی آپ کی فقاہت کا اقرار کرتے تھے۔ اسی
 لئے آپ سے جناب سیدنا جریر بن عبداللہ بجلي، جناب سیدنا سائب بن زید
 جناب سیدنا عبداللہ بن عباس، جناب سیدنا معاویہ بن خدیج، جناب سیدنا
 یزید بن جاریہ، جناب سیدنا ابوعمامہ بن سہل بن حنیف، جناب سیدنا ابو ادریس
 الخولانی جناب سیدنا سعید بن مسیب (وہ جلیل القدر تابعی جو یزیدی فوج کے
 مدینہ طیبہ پر حملہ کے وقت جبکہ تین دن تک مسجد نبوی میں گھوڑے بندھے رہے
 - اذان اور نماز نہ ہو سکی۔ مدینہ طیبہ میں صحابہ و تابعین کا خون بارش کے پانی
 کی طرح بہہ رہا تھا۔ مدینہ طیبہ کی فحارث عصمت فوج میں بانٹ دی گئیں۔
 اور یہ سب کچھ تین دن تک یزید ملعون کے حکم سے مدینہ طیبہ میں روا رکھا گیا۔
 اس وقت یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر النور (حجر شریف) میں چھپ
 کر بیٹھے رہے اور ہر نماز کے وقت آپ قبر نبوی علیہ وعلیہا الصلوٰۃ والسلام
 سے اذان اور اقامت کی آواز سن کر وہیں تیمم سے تین دن تک نمازیں ادا
 فرماتے رہے تھے) (دارمی ص ۲۵، مشکوٰۃ ص ۵۳، جذب القلوب
 ص ۱، اشعۃ اللمعات ص ۱۵۸، مظاہر حق ص ۳۲۵، اوجز المناسک

۵۷ ص ۴۳۵، اختیار المیت ص ۳۴، البدایہ ص ۸ ص ۲۲۳، ازالۃ الخفا ص ۵۹،
حاشیہ تاریخ صغیر امام بخاری ص ۶۶، تاریخ ابن خلدون ص ۲ ص ۲۵۳، ارشاد الساری
شرح بخاری ص ۱۰ ص ۲۰ وغیرہ پر اسی واقعہ کا ذکر موجود ہے

جناب سیدنا قیس بن ابی حازم، جناب سیدنا عیسیٰ بن طلحہ، جناب سیدنا
ابو مجلز، جناب سیدنا حمید بن عبد الرحمن بن عوف، سیدنا محمد بن جیسر بن مطعم،
رضی اللہ عنہم اجمعین اور ان کے علاوہ (بہت زیادہ) صحابہ کرام، تابعین عظام،
تابع تابعین، آئمہ کبار، اکابرین اسلام، مفسرین کرام اور مفکرین اسلام بالخصوص،
امام بخاری، امام مسلم اور دیگر آئمہ صحاح ستہ وغیرہ نے آپ کی روایات احکام اور
عقائد تک میں قبول کی ہیں اور بیان فرمائی ہیں۔ اور آپ کی روایات سے کئی
مسائل میں استدلال پکڑا اور استنباط کیا ہے۔ تو انکو معاذ اللہ آپ ایسے
ہی تھے جیسا کہ آج کے بعض جاہل اور حامد باور کرانے کی کوششیں کر رہے
ہیں تو ان اتنے بڑے بڑے مفکرین اسلام کو ان کے یہ عیب معلوم نہ ہو سکے
کہ وہ ان کی روایات لینا چھوڑ دیتے۔

فافہموا یا اولی الابصار والالباب لعلکم تتقون

اور بھی بہت سے اکابرین اسلام نے ان کی روایات قبول کی ہیں اور ان
کی روایات بیان کی ہیں۔ (تہذیب التہذیب ص ۱۰ ص ۲۰۷) عزاد مصطفیٰ
مفسر قرآن جناب سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کو "امیر المؤمنین"
کہہ کر پکارتے تھے۔ (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۵۷) جناب سیدنا عبد الرحمن بن ابی
الحکم رحمہ اللہ علیہ نے آپ کو "امیر المؤمنین کہہ کر پکارا (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۵۹)
جناب ضحاک بن قیس قہری علیہ الرحمہ نے "امیر المؤمنین" کہا۔ آپ کو "رحمۃ
اللہ علیہ" کہا۔ (ابن عساکر ص ۲۵ ص ۸۷) جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

نے آخری وقت میں یزید کی عدم موجودگی میں (کیونکہ اس وقت وہ بلادِ حمس گیا ہوا تھا) اس کے لئے ایک وصیت نامہ لکھ دیا۔ اس میں یہ بھی تھا۔ بیٹا مجھے یقین ہے کہ کوئی جناب سیدنا امام حسین کو ضرور تیرے مقابلہ پر لائیں گے۔ فَإِنْ ظَفَرْتَ بِهِ فَاحْظِظْ قَرَابَتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَاعْلَمْ أَنَّ أَبَا خَيْرٍ مِنْ أَبِيكَ وَجَدَ خَيْرٌ مِنْ جَدِّكَ وَأُمُّهُ خَيْرٌ مِنْ أُمِّكَ۔ (مقتل ابی مخنف ص ۷) پس بیٹا اگر تجھے ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ان کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کا لحاظ رکھنا۔ ان سے کسی طرح کی کوئی زیادتی نہ کرنا بلکہ ان کا احترام و پاس کرنا) اور یہ بات بھی تو اچھی طرح سمجھ لے کہ ان کا باپ تیرے باپ سے افضل ہے۔ ان کے نانا جان تیرے نانا سے افضل ہیں اور ان کی ماں بھی تیری ماں سے افضل و بہتر ہے۔ (اور تجھ سے وہ افضل ہوئے لہذا ان کی کوئی گستاخی نہ کرنا)

یقیناً یزید کی ولیعهدی اور اہل بیت کرام کے متعلق جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خیالات و نظریات اور اس بارہ میں آپ کی نیت آپ کا خلوص کسی بھی غیر متعصب انصاف پسند شخص پر مخفی نہیں رہ گیا ہوگا۔ باقی آپ کے وصال شریف کے بعد یزید ملعون نے جو کچھ کیا وہ اس کے خبیث باطن کے اظہار کے لئے کافی ہے اور اس کا مدینہ منورہ کی حرمت اور مکہ شریف کی حرمت کو پامال کرنا، ہزاروں پاک باز مقدس ہستیوں کو ظلم و جبر کی تلوار سے ذبح کرنا، ہزاروں مخدرات کی عصمتیں لوٹنا، مسجد نبوی اور جنت کی کیاری کی توہین کرنا وغیرہ اس کے یقینی جہنمی اور لعنتی ہونے کے لئے براہین لاریب ہیں۔ ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی قانونِ خداوندی ذہن میں رکھیں۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى۔ (العام ۱۵ وغیرہ) یعنی جو کمرے گا وہی بھرے گا۔ یہ نہیں کہ

کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ مَنْ يَحْمِلْ سُوءَ يُجْزِ بِهٖ۔ (نساء ص ۱۲۳) یعنی جو برائی کرے گا اسی کو اس کی سزا ملے گی۔ لہذا یزید کے ظلم و شقاوت کی سزا یزید ہی کو ملے گی۔ یا اس ظلم و جور میں جو اس کے معاون ہوئے تھے وہ سزا میں شامل ہوں گے۔ (یزید پلید کے عقائد و نظریات اس کے افعال و کردار اور اس کے متعلق آیات و احادیث سے استدلال اور اس کا دندان شکن جواب اور یزید کے متعلق اخلاف، موالک، شوافع اور خابل اکابرین اسلام محدثین و مفسرین کرام کے نظریات و فتاویٰ پر مشتمل اس فقیر کی مفصل و مدلل کتاب ”کردار یزید“ کا مطالعہ فرمائیں) انشاء اللہ اس مسئلہ پر شافی و کافی ہوگی۔ (یزید کی بدکرداریوں کا جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کوئی الزام نہیں دیا جاسکتا۔ آپ تو آخر وقت تک اسے نیکی اور احسان کی تلقین فرماتے رہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ آپ کی زندگی میں محتاط ہی رہا۔ اس نے جو کچھ کیا وہ آپ کے وصال شریف کے بعد ہی کیا۔ یزید دوست حضرات اس کی صفائی میں جو واقعات اور روایات پیش کرتے ہیں اکثر تو وہ غلط ہیں۔ اور جو کچھ صحیح بھی ہیں وہ اسی پہلے دور کے ہیں۔ مؤرخ صحابہ جناب مولانا محمد نافع صاحب دیوبندی بھی لکھتے ہیں۔ ”جس دور میں یزید کا انتخاب اور نامزدگی کی گئی اس دور میں اس کے مفاسد اور قبائح علانیہ طور پر موجود نہیں تھے۔ دیرست حضرت امیر معاویہ (ع ۲۳۲) اس دور میں یزید کے قبائح اور معائب ظاہر نہیں ہوئے تھے اور اس کا کردار درست تھا۔ (ص ۲۳۲) مولانا رشید احمد گنگوہی (دیوبندی) کی رائے بھی یہی ہے کہ یزید پہلے فاسق نہیں تھا بلکہ بعد میں ہوا (ص ۲۳۵) بانی دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب بھی لکھتے ہیں کہ جب جناب امیر معاویہ نے یزید کو ولی عہد منتخب فرمایا اس وقت تک وہ فاسق

اور محسن نہیں تھا۔ اور اگر کچھ غلط کام کرتا بھی تھا تو خفیہ طور پر کرتا تھا تاکہ جناب امیر معاویہ کو ان کی خبر نہ ہو سکے (ص ۲۳۵) جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے بعد جو نیرید کے کارنامے مثلاً واقعہ کربلا، واقعہ حرہ اور مکہ شریف پر چڑھائی وغیرہ جو کتابوں میں پائے جاتے ہیں ان کا ذمہ دار خود نیرید ہے نہ کہ جناب امیر معاویہ، اس کی وجہ سے جناب امیر معاویہ کو مطعون کرنا بڑی زیادتی ہے۔ (ص ۲۳۵) زیادہ سے زیادہ اگر آپ پر کوئی الزام رہ جاتا ہے تو یہ کہ بعض کتابوں میں آپ سے متعلق ”یعنی“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ تو اس کے متعلق اول تو فیصلہ قرآنی ہی کافی ہے (پہلے بھی گزر چکا ہے) کہ وہ دونوں گروہ (خلیفہ برحق کے خلاف بغی و خروج کرنے والا اور خلیفہ وقت) مومن ہی کہلا سکتے اور رہیں گے۔ (المحجرات ۹) جنگ کے بعد صلح کر لینی چاہیے کیونکہ دونوں گروہ ایمانی بھائی ہیں۔ (یعنی نہ جنگ کرتے وقت وہ ایمان سے خارج ہوئے نہ ہی جنگ کے بعد وہ مومن ہونے سے محروم ہوئے) (محجرات ۱۰) نیز ایک حدیث شریف بھی اس کی وضاحت فرماتی ہے۔ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں سے جو گروہ یا شخص کسی مسلمان پر ”یعنی“ کرے گا تو دوران جنگ اگر ان میں کوئی بھاگ نکلے تو اس کا پیچھا نہیں کیا جائے گا۔ اور ان کے زخمیوں کا مال نہیں چھینا جائے گا۔ اور ان کے قیدیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور ان کا چھوڑا ہوا مال مال غنیمت بنا کر تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ (معنی ابن قدامہ ۸ ص ۵۳۲) اور جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے بھی فیصلہ نبوی کے مطابق جنگ صفین میں ایسا ہی کیا تھا۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ عن ابی عمامۃ قال شهدت صفین فکانوا لا یجھزون علی جریح ولا یطبون مولیا ولا یسلبون قتیلہ (مصنف

ابن ابی شیبہ کتاب الجہاد ۱۲۷ ص ۴۲۲ ، طبقات ابن سعد ذکر الی امامہ ۷ ص ۱۳۲ (معلوم ہوا کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک آپ کے ساتھ جنگ کرنے والے بچے اور سچے مومن اور بحکم قرآنی آپ کے ایمانی بھائی تھے۔ دیکھو خطبہ علی المرتضیٰ) اسی لئے آپ نے ان سے کافروں اور مشرکوں والا معاملہ نہیں کیا بلکہ وہ معاملہ کیا جو مسلمانوں کی کسی آپس کی لڑائی میں کیا جاتا ہے۔

فافہموا یا اولی الابصار ۔ واعتبروا یا اولی الالباب

تعجب ہے کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو ان کے ہم عصر تھے۔ جن سے جناب امیر معاویہ کی جنگیں ہوئیں۔ آپ کو یا آپ کے صاحبزادگان (جناب سیدنا امام حسین اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما) کو بلکہ آپ کے تمام ساتھی صحابہ کرام، تابعین عظام کو بھی آپ میں کفر، شرک اور نفاق بلکہ فسق و فجور تک کا شائبہ تک نہ ہو۔ ورنہ جناب حیدر کرار۔ اس لشکر، ان کے زخمیوں، ان کے قیدیوں اور ان کے مقتولوں کے ساتھ مسلمانوں والا معاملہ نہ کرتے اور ان کے لئے دعائیں نہ کرتے، ان کے جنازے نہ پڑھتے اور ان کا جنتی ہونا بیان نہ فرماتے۔ اور آج کے ان منکرین و شاتمین صحابہ کو چودہ سو سال بعد خوردبین بغض و حسد سے کیڑے نظر آنے لگے۔ اور تعجب و تعجب اس بات پر ہے کہ اس بغض و عناد کے لئے ایک خود ساختہ سہارا انہیں حضرت علی کی ذات کو بنانے کی کوشش کی جاتی ہے جو آپ کو ایمان دار، بخشا ہوا اور جنتی فرماتے ہیں۔ آپ کی محبت حیدری کا یہیں امتحان ہو جاتا ہے۔ ابھی آپ کے اس دعوے کا سچا یا جھوٹا ہونا معلوم ہو جاتا ہے۔ میرا ایک آخری مطالبہ اور گزارش ہے کہ اگر تم جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے واقعی سچی محبت کرتے ہو۔ اگر آپ کو امام برحق مانتے ہو تو ان حضرات کے متعلق آپ ہی کے اقوال و

افعال کو حجت اور فیصل مان لو۔ آپ کے فرامین کے مطابق ہی اپنا ایمان اور عقیدہ بنا لو۔ ان حضرات کا نام لے کر جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کو اپنا ایمان اور عقیدہ بنا لو۔ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔

آؤ اور اسی بات (ذات) پر ہی فیصلہ کر لو جس کو ہم بھی مانتے ہیں اور تم بھی ان کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہو۔

کیا جناب علی المرتضیٰ کے نام کو مانتے ہو اور آپ کے کلام، آپ کے فرمان، آپ کے احکام و قضا یا آپ کے طریق کار کا انکار کرتے ہو۔

فَاللّٰهُ الْمَشْتَكٰی

ان دلائل و براہین سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جناب سیدنا امیر معاویہ اور جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو محاربات ہوئے ہیں وہ اسلام اور کفر کی بنیاد پر نہ تھے بلکہ محض ایک غلط فہمی کی بنا پر تھے۔ اور اس اجتہادی غلطی پر اللہ تعالیٰ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کو معاف فرما چکا۔

اللہ کے رسول ان کی معافی کا اعلان فرما چکے اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اس کا اعلان فرما چکے ان سے صلح فرما چکے۔ خدین کریہین رضی اللہ عنہما آپ کی بیعت فرما چکے۔ اکابرین اسلام اور معتد اولیاء کرام رحمہم اللہ عنہم اس کی توثیق فرما چکے۔ لہذا ہم سب کو بھی ان تمام ہستیوں کے فرمان و ایمان کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اپنی عاقبت سنوار لینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ حق واضح ہو جانے کے بعد ہر ایک کو اس پر ایمان لے آنے اور اس کے مطابق اپنا ایمان اور عقیدہ بنا لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یَا رَبُّ الْعَالَمِیْنَ بِجَاهِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَبِعَ الْهُدٰی۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

(نوٹ)

خدمتِ ترمیم
(نوٹ کر لیں)

وصیت نامہ

(چند الفاظ کی ترمیم
کے ساتھ)

قدوة السالکین، عمدة الواصلین، حجة الکاملین قبلہ عالم حضور الحلاج حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیانوالہ شریف وارث فیضان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نے آج مورخہ ۶ کو بعد نماز جمعہ شریف چت خدمت کی موجودگی میں اپنا وصیت نامہ لکھوایا ہے۔ اس وقت موجود معتقدین میں حاجی محمد رفیق صاحب آفت پنجن کسانہ، حاجی مشتاق احمد صاحب سرگودھا، محمد اشرف چوہان صاحب گجرات، حاجی علی نواز صاحب آف کوٹ خضری، جناب صوفی محمد صادق صاحب ہریکوٹی، میاں غلام غوث صاحب وریاہ، مولوی محمد زبان صاحب اور باقم الحروف محمد رفیق کیلانی حاضر خدمت ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اس وصیت نامے پر چند بیسیں علمائے کرام کو گواہ کے طور پر بلوا کر دستخط کراؤں گا۔ جن میں استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد نواز صاحب کیلانی (حال مقیم گوجرانوالہ)، مفتی آستانہ عالیہ شیخ الحدیث جناب علامہ مفتی حافظ محمد سعید احمد صاحب نقشبندی مجددی کیلانی آف علی پور چیمہ، شیخ الحدیث جناب مولانا محمد شریف صاحب آف حافظ آباد، جناب صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب آف بھکھی، جناب علامہ مولانا ظہور احمد صاحب کیلانی فاضل بریلی شریف آف سیہرے، جناب مولانا حافظ محمد حنیف صاحب آف ڈنگہ، جناب مولانا صاحبزادہ عبد الجلیل صاحب آف مانگٹ، مصنف کتب کثیرہ جناب مولانا

حاجی محمد علی صاحب کیلانی شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور، اور مولانا مفتی محمد حسین صاحب صدیقی آف گوجرانوالہ شامل ہوں گے (آپ نے خود ہی اسٹامپ پر یہ وصیت نامہ تحریر کرنے کا حکم فرمایا۔ - بلفظ وصیت نامہ درج ذیل ہے)۔

۱۔ "من کہ سید محمد باقر علی شاہ بخاری ابن اعلیٰ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیز محض اس لئے یہ وصیت نامہ لکھوا رہا ہوں تاکہ مستقبل قریب اور بعید میں آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فورمہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے مجملہ امور تولیت، انتظام، سلسلہ طریقت نیز دربار شریف کے خزانہ، عرس گاہ کی زمین، لنگر خانہ، بیٹھک شریف، مسجد اعلیٰ حضرت اور مسجد شریف سے ملحقہ تمام جہزوں کا انتظام مکمل طور پر اس وصیت میں واضح کر جاؤں۔ تاکہ اگلی نسلیں اس وصیت پر عمل کر کے آستانہ عالیہ کے تقدس کو قائم رکھیں اور کبھی انتشار کی نوبت ہی نہ آئے۔

۲۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے خلیفہ، جانشین اور سجادہ نشین صرف میرے تخت جگر، نور نظر صاحبزادہ السید عظمت علی شاہ صاحب بخاری ہیں۔ ان کی خلافت اور جانشینی کی وصیت میں نے اس بنیاد پر صرف نہیں کی کہ وہ میرے صاحبزادے ہیں، بلکہ یہ ان کی باطنی استعداد و صلاحیت کی وجہ سے کی ہے۔ اور ان کی اس استعداد روحانی کی تصدیق میرے آقا و مولا، میرے قبلہ و کعبہ حضور پر نور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی پیدائش سے قبل ہی فرمادی تھی۔ انہوں نے ان کی والدہ کو ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جو نعمت عطا فرمانے والا ہے وہ بڑی عظیم نعمت ہوگی۔ جب ان کی پیدائش ہو گئی تو ان کی والدہ کو مزید تاکید فرمائی کہ اس بچے کو عام بچوں جیسا نہ سمجھنا اور کوشش کرنا کہ

سوتے وقت ان کی طرف تمہاری پشت نہ ہو۔ چنانچہ ان کی والدہ بتاتی ہیں کہ اگر کسی وقت ایام رضاعت میں سہوا بھی میری ان کی طرف پشت ہو جاتی تو مجھ پر خوف و ہیبت طاری ہو جاتی۔ مجھے فوراً قید عالم کا فرمان یاد آ جاتا اور میں ان کی طرف منہ کر لیتی۔ علاوہ ازیں حضور قبلہ والدی ماجدی رحمۃ اللہ علیہ نے جب مجھے دولت روحانیت سے نوازا تو فرمایا تھا کہ اگر تو دین کا بیٹا بنا تو ٹھیک ہے۔ اور اگر دنیا کا بیٹا بنا تو پھر ایسے بیٹوں کی مجھے ضرورت نہیں۔ حضور والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ واضح کر رہا ہے کہ آپ نے جو کچھ قبل ازیں صاحبزادہ السید عظمت علی شاہ صاحب کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا وہ دراصل میرے لئے ان کا حکم تھا کہ تمہارا جانشین اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ ان کے متعلق سینکڑوں اور بھی امور ہیں جو میرے مشاہدہ میں آئے۔ لہذا ان کے کامل واکمل ہونے کی وجہ سے میں نے انہیں اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روحانی اور جسمانی زندگی سے اپنی مخلوقات کو مستفیض و مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

۳۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ قطعہ اراضی تقریباً چھ کنال جہاں عرس شریف ہوتا ہے۔ اور جس کے مغرب میں قبرستان۔ جنوب اور شمال اور مشرق میں کھیت واقع ہیں۔ یہ زمین میں نے علم دین کی تدریس اور عرس گاہ کے لئے عزیزیم سید عظمت علی شاہ صاحب بخاری کو ہبہ کر دی ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ سید عظمت علی شاہ بخاری ان کے بعد ان کے بیٹے سید محمد حسین علی بخاری اور ان کے بعد نسل در

نسل مقرر ہونے والے سجادہ نشین حضرات کے ہی زیر انتظام وزیر تصرف یہ جگہ اور اس پر تعمیر ہونے والی درس گاہ رہے گی۔ خاندان کے کسی فرد کو اس جگہ یا اس پر تعمیر ہونے والے مکے یا صحن کو استعمال کرنے کی اجازت کبھی نہ ہوگی۔ صرف اہل خاندان وقت کے سجادہ نشین کی اجازت سے شادی کے موقع پر صرف تین دن کے لئے اس جگہ کو استعمال کر سکیں گے۔ یہ جگہ محض دربار شریف کے نام نہیں لگوائی گئی کہ کسی وقت محکمہ اوقاف میں دربار شریف چلے جانے کی صورت میں سجادہ نشین صاحب کے پاس علم دین کی تدریس اور عرس شریف کوالے کے لئے مخصوص جگہ نہیں رہے گی۔ سالانہ عرس شریف کے موقع پر تین دن پہلے اور تین دن بعد تک شادی کے لئے بھی اس جگہ کو استعمال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۴۔ حضرت اعلیٰ۔ میرے حضور مجدد عصر۔ حضور پر نور پیر کیلانی حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف کا خزانہ، آپ کی مسجد شریف، مسجد شریف کے تمام حجرے، لشکر خانہ اور بیٹھک شریف صرف اور صرف سجادہ نشین صاحب کے زیر انتظام وزیر تصرف رہیں گے۔ خاندان کے کسی فرد کو ان چیزوں میں بغیر سجادہ نشین کی اجازت کے کسی قسم کے تصرف کی اجازت نہ ہوگی۔ امام و خطیب مسجد صرف سجادہ نشین مقرر کرے گا۔ جو صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت بریلوی ہوں گے۔ کسی زلمے میں کسی خطیب کو مسجد میں سیاسی تقریر کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ مسجد صرف اور صرف دین کے لئے استعمال ہوگی۔

۵۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ صرف اور صرف عقائد اہل سنت و جماعت ہی سچے ہیں۔ جنہیں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے اپنے مکتوبات شریف میں اور امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں تحریر فرمایا ہے۔ میرے عقائد کی تفصیل اسی آستانہ عالیہ سے چھپنے والی تمام کتب اور میرے حکم اور اجازت سے چھپنے والی عاقلہ شفقات احمد کیلانی آف علی پور جٹہ اور مولانا ظہیر علی صاحب کی کتاب "تحفہ جعفریہ" اور "دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ" اور "مسک امام ربانی وغیرہم میں موجود ہے۔ میں نے ان کا حرف بحرف مطالعہ کیا ہے لہذا آستانہ عالیہ کے جملہ ارجمندوں کے لئے ان عقائد کا پابند رہنا بہت ضروری ہے۔

۶۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ خدا نخواستہ صدیوں بعد بھی کسی زمانے میں اگر کوئی سجادہ نشین عقائد اہل سنت و جماعت سے منکر ہو کر بد مذہب ہو جائے یا غیر شرعی حرکات مشروع کر دے یا خلاف آداب سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ حرکات از قسم ڈھول ڈھمکا یا ساز۔ گانا وغیرہ جیسے کام دربار شریف پر مشروع کر دے تو اس زمانے میں موجود اس سلسلہ عالیہ کے شیخ الحدیث حضرات اور علمائے کرام کو اختیار ہوگا کہ اسے سمجھائیں اور اس معاملہ میں آستانہ عالیہ مکان شریف اور آستانہ عالیہ شرقیہ پور شریف سے بھی عرض کریں وہ بھی نہ سمجھے تو اسے ہٹا دیں۔ اس سلسلے میں اسے کسی عدالت سے رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ پھر اس کے بیٹے کی طرف رجوع کریں۔ اور اگر اسے عقائد اہل سنت و جماعت پر پابند اور عمل پیرا پائیں تو اسے مسند

پر بٹھادیں۔ خدا نخواستہ اگر وہ بھی بد مذہب ہو تو خدام آپ ستانہ عالیہ
 صنف میں سے جسے اہل سمجھیں اسے مسند پر بٹھادیں۔ صحابہ کرام رضوان
 اللہ علیہم اجمعین اور آل پاک و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین
 میں سے کسی کی بھی گستاخی بے ادبی اور مخالفت کرنے والے کی نسبت
 نقشبندیہ مجددیہ فوراً سلب ہو جائے گی اور اس کا ہمارے سلسلہ عالیہ
 سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ میرا مشاہدہ ہے۔ کہ جو اہل بیت پاک و آل پاک
 رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض کرتا ہے وہ خارجی ہو کر مڑتا ہے۔ اور جواز و لاج
 مطہرات اہل المومنین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص حضرت
 امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض یا بے ادبی کرتا ہے وہ ہمیشہ رافضی ہو کر مڑتا
 ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سستیوں کی بے ادبی کرنے سے محفوظ رکھے۔

آخری وصیت :- میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے دنیا سے وصال کر
 جانے کے بعد کوئی بھی قریب و بعید کا رہنے والا میرا الگ عرس نہ منائے بلکہ
 میرے آقا و مولا حضور پر نور میرے قبلہ و کعبہ حضور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے
 سالانہ عرس مبارک کے موقع پر دعائیں آپ کے اسم مبارک کے ساتھ ہی میرا
 نام بھی شامل کر لیا کریں۔ کیونکہ میں ایصالِ ثواب کا قائل ہوں۔ اور میرے
 پاس طریقت اور اعمال صالحہ کی جو بھی دولت ہے یہ سب آپ ہی کی عطا
 کردہ ہے۔ لہذا میں یہی چاہتا ہوں کہ میرا ہر معاملہ آپ ہی سے منسوب رہے۔
 کہ میری کوئی علیحدت نہ ہو۔ (شعر کچھ تریم کے ساتھ)

میں تجھ میں سما جاؤں کہ میں۔ میں نہ رہوں اور تو مجھ میں سما جائے کہ میں میں نہ رہوں
 سپردم بتو مایہ خویش را ب تو دانی حساب کم و بیش را

والسلام :- ابو العظمت سید محمد باقر علی شاہ (صاحب) سجادہ نشین آستانہ
 عالیہ ہذا

مباحثہ تصانیف کثیرہ

حق و حقیقت احمدیہ عقائد و عقاید و عقاید

عقاید احمدیہ

مباحثہ تصانیف کثیرہ

عقاید احمدیہ

عقاید احمدیہ

مباحثہ تصانیف کثیرہ

عقاید احمدیہ

عقاید احمدیہ

مباحثہ تصانیف کثیرہ

عقاید احمدیہ

عقاید احمدیہ

مباحثہ تصانیف کثیرہ

عقاید احمدیہ

عقاید احمدیہ

مباحثہ تصانیف کثیرہ

عقاید احمدیہ

عقاید احمدیہ

مباحثہ تصانیف کثیرہ

عقاید احمدیہ

عقاید احمدیہ

مباحثہ تصانیف کثیرہ

عقاید احمدیہ

مباحثہ تصانیف کثیرہ
عقاید احمدیہ
مباحثہ تصانیف کثیرہ